ڈائمنڈ طبع اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ -

منن الرحمٰن

جس میں

عربی کو امّ الالسنہ ثابت کیا گیا ہے

تصنیف لطیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

جسے

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شایع کیا

۲۸ جون ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ - سنہ ۱۳۴۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ مولی النعم والصلوٰۃ والسلام علٰی سیّد الرسل و سراج الامم و اصحابہ الصادقین المصدقین و اٰلہ الطاھرین المطہرین **امابعد** چونکہ قرآن مجید ایک ایسا لعلِ تاباں اور مہرِ درخشاں ہے کہ اس کی سچائی کی کرنیں اور اس کے منجانب اللہ ہونے کی چمکیں نہ کسی ایک یا دو پہلو سے بلکہ ہزارہا پہلوؤں سے ظاہر ہو رہی ہیں اور جس قدر مخالف دین متین کوشش کر رہے ہیں کہ اس ربانی نور کو بجھاویں اُسی قدر وہ زور سے ظاہر ہوتا اور اپنے حسن اور جمال سے ہر یک اہل بصیرت کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اس لئے اس تاریک زمانہ میں بھی جبکہ پادریوں اور آریوں نے توہین اور تحقیر کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اپنی نابینائی کی وجہ سے اس نور پر وہ تمام حملے کئے جو ایک سخت جاہل اور سخت متعصب کر سکتا ہے اس ازلی نور نے آپ اپنے منجانب اللہ ہونے کا ہر یک پہلو سے ثبوت دیا ہے اُس میں یہ ایک عظیم الشان خاصیت ہے کہ وہ اپنی تمام ہدایات اور کمالات کی نسبت آپ ہی دعویٰ کرتا اور آپ ہی اس دعویٰ کا ثبوت دیتا ہے اور یہ عظمت کسی اور کتاب کو نصیب نہیں اور منجملہ اُن دلائل اور براہین کے جو اُس نے اپنے منجانب اللہ ہونے پر اور اپنے اعلیٰ درجہ کی فضیلت پر پیش کئے ہیں ایک بزرگ دلیل وہ ہے جس کی بسط اور تفصیل کے لئے ہم نے اس کتاب کو تالیف کیا ہے جو اما السنہ

کے پاک چشمہ سے پیدا ہوتی ہے جس کا آب زلال ستاروں کی طرح چمکتا اور ہر ایک معرفت کے پیاسے کو یقین کے پانی سے سیراب کرتا اور شکوک و شبہات کی میلوں سے صاف کر دیتا ہے یہ دلیل کسی پہلی کتاب نے اپنی سچائی کی تائید میں پیش نہیں کی اور اگر وید یا کسی اور کتاب نے پیش کی ہے تو واجب ہے کہ اُس کے پیرو مقابلہ کے وقت پہلے اُس وید کے مقام کو پیش کریں۔ اور خلاصہ مطلب اُس دلیل کا یہ ہے کہ زبانوں پر نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کا باہم اشتراک ہے۔ پھر ایک دوسری عمیق اور گہری نظر سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچتی ہے جو ان تمام مشترک زبانوں کی ماں زبان عربی ہے جس سے یہ تمام زبانیں نکلی ہیں۔ اور پھر ایک کامل اور نہایت محیط تحقیقات سے یعنی جبکہ عربی کی فوق العادت کمالات پر اطلاع ہو یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ یہ زبان نہ صرف ام الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے پہلے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے **الہامی زبان** صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کے لئے صرف عربی زبان ہی **مناسبت** رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی **ہدایت** کے لئے آئی ہے وہ **الہامی زبان** میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو ام الالسنہ ہو تا اس کو ہر یک زبان اور اہل زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو اُن چیزوں میں ہوتی ہیں جو خدا تعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں لیکن چونکہ دوسری زبانیں بھی انسانوں نے عمداً نہیں بنائیں بلکہ وہ تمام اسی پاک زبان سے بحکم و مشیت قدیر نکل کر بگڑ گئی ہیں اور اسی کے ذریات ہیں اس لئے یہ کچھ نامناسب نہیں تھا کہ ان زبانوں میں بھی خاص خاص قوموں کے لئے الہامی کتابیں نازل ہوں ہاں یہ ضروری تھا کہ اقویٰ اور اعلیٰ کتاب عربی زبان میں ہی نازل ہو کیونکہ وہ اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی زبان اور خدا تعالیٰ کے منہ سے نکلی ہے اور چونکہ یہ دلیل **قرآن** نے ہی بتلائی اور قرآن نے ہی دعوے

کیا اور عربی زبان میں کوئی دوسری کتاب مدعی بھی نہیں اس لئے بیداہت قرآن کا منجانب اللہ ہونا اور سب کتابوں پر **مہیمن** ہونا ماننا پڑا اور نہ دوسری کتابیں بھی باطل ٹھہریں گی لہذا میں نے اسی غرض سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ تا اول بعونہ تعالیٰ تمام زبانوں کا اشتراک ثابت کروں اور پھر بعد ازاں زبان عربی کے اُمّ الالسنہ اور اصل الہامی ہونے کے **دلایل** سناؤں اور پھر عربی کی اس خصوصیت کے بنا پر کہ کامل اور خالص اور الہامی زبان صرف وہی ہے اس آخری نتیجہ کا قطعی اور یقینی ثبوت دوں کہ الٰہی کتابوں میں سے اعلیٰ اور ارفع اور اتم اور اکمل اور خاتم الکتب صرف قرآن کریم ہی ہے اور وہی **اُمّ الکتب** ہے جیسا کہ عربی ام الالسنہ ہے اور اس سلسلہ تحقیقات میں ہمارے تین مرحلوں کا طے کرنا ضروری ہوگا۔

پہلا **مرحلہ** زبانوں کا اشتراک ثابت کرنا۔

دوسرا **مرحلہ** عربی کا اُمّ الالسنہ ہونا پایۂ ثبوت پہنچانا۔

تیسرا **مرحلہ** عربی کا بوجہ کمالات فوق العادت کے الہامی ثابت کرنا۔

مگر چونکہ ہمارے مخالف خوب جانتے ہیں کہ اس تحقیقات سے اگر عربی کے حق میں **ڈگری** ہو گئی تو صرف یہی ماننا نہیں پڑے گا کہ قرآن منجانب اللہ ہے بلکہ یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ کتاب جو اصل اور کامل اور الہامی زبان میں نازل ہوئی ہے وہ صرف **قرآن ہی ہے** اور دوسری سب زبانیں اس کی طفیلی ہیں اس لئے ضرور ہے کہ اس سچائی کے کھلنے سے اُن تمام قوموں میں بہت ہی سیاپا ہو خاص کر قوم **آریہ** میں جن کے زعم باطل میں یہ ہے کہ انہیں کی زبان سنسکرت پرمیشر کی بولی ہے اور وہی نہایت کامل اور الہامی اور ام الالسنہ ہے۔ حالانکہ آج تک کوئی ایک نشرتی وید کی بھی پیش نہیں کی گئی جس سے معلوم ہو کہ **وید** نے اپنے مُنہ سے ایسا دعوے بھی کیا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس سے پہلے دین اسلام کے مقابلہ پر بعض بدزبان اور نادان آریہ بہت سی یاوہ گوئی کر چکے ہیں اور باوجود سخت جہالت اور بے علمی کے پھر بھی وہ مذہبی مباحثات میں دخل دیتے رہے ہیں اور بعض شریر بے حیا سفلہ طبع نے ناحق وید کی طرفداری

کر کے خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کی بے ادبیاں کیں اور جو کچھ گند اندر بھرا تھا وہ سب نکالا اور نادانوں کو دھوکا دیا کہ گویا وہ بڑے وید دان اور ودّیا دان ہیں۔ اور گویا انہوں نے بہت کچھ وید کے فضائل دیکھے تب اس کی طرف جھک گئے مگر اب یہ علمی تحقیقات ہے جس میں کسی مذہب کا جاہل بول نہیں سکتا۔ کیونکہ اس جگہ کلام کرنے کے لئے علم کی ضرورت ہے۔ اس میں فضول اور غیر متعلق باتیں کام نہیں دے سکتیں۔ یہ سلسلہ تحقیقات ایسا کامل ہے جس کی جڑھ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں یعنی انسان اس درخت کے اوپر چڑھ چڑھ کر آخر روحانی سچائی کے پھل کو پا لیتا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ گو شاخوں کو جڑھوں سے ہی قوت ہے مگر پھل جو کھائے جاتے ہیں وہ جڑھوں میں تو نہیں لگتے بلکہ شاخوں میں لگتے ہیں ایسا ہی کل واقعات کا اصل نتیجہ اس علم کی شاخوں میں ہی ظاہر ہوتا ہے اور جو لوگ اس کے واقعات پر منصفانہ بحث کرتے ہیں اور ثابت شدہ حقائق کو اپنے ذہنوں میں اچھی طرح محفوظ رکھتے ہیں وہ بہت صفائی سے اُن پھلوں کو دیکھ لیتے ہیں جن سے شاخیں لدی پڑی ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ اس معرفت تک پہنچنے کے لئے کہ قرآن منجانب اللہ اور اُمّ الکتب ہے صرف تین امور تنقیح طلب ہیں جن کو ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص ان تینوں امروں کو اچھی طرح سمجھ لے گا اس کی آنکھوں سے جہالت کے پردے دور ہو جائیں گے اور جو واقعات سے نتیجہ نکلتا ہے بہر حال اُسے ماننا پڑے گا۔

تنقیح کے تین امروں سے پہلا امر جو **اشتراک السنہ** ہے اس کا فیصلہ ہماری اس کتاب میں ایسی صفائی سے ہو گیا ہے جو اس سے بڑھ کر کسی اعلیٰ تحقیقات کے لئے کوئی کارروائی متصور نہیں کیونکہ اشتراک کے ثابت کرنے کے لئے صرف ایک لفظ کا اشتراک دکھلا دینا کافی ہوتا ہے۔ مگر ہم نے تو اس کتاب میں ہزارہا الفاظ مشترکہ دکھلا دیئے اور کمال صفائی سے ثابت کر دیا کہ عربی زبان کو ہر یک زبان کے ساتھ اشتراک ہے۔

دوسرا امر تنقیح کے امروں میں سے یہ ہے کہ مشترکہ زبانوں میں سے صرف

عربی ہی **ام الالسنہ** ہے۔ چنانچہ اس کی وجوہ بجائے خود مفصل لکھی گئی ہیں اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ عربی کے کمالات خاصہ میں سے یہ ہے کہ وہ فطری نظام اپنے ساتھ رکھتی ہے اور الٰہی صنعت کی خوبصورتی اُسی رنگ سے دکھلاتی ہے جس رنگ سے خدا تعالیٰ کے اور کام دنیا میں پائے جاتے ہیں اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ باقی تمام زبانیں عربی کا ایک مسوخ شدہ خاکہ ہے جس قدر یہ مبارک زبان اُن زبانوں میں اپنی ہیئت میں قائم رہی ہے وہ حصہ تو لعل کی طرح چمکتا ہے اور اپنے حسن دلربا کے ساتھ دلوں پر اثر کرتا ہے اور جس قدر کوئی زبان بگڑ گئی ہے اُسی قدر اُس کی نزاکت اور دلکش صورت میں فرق آ گیا ہے یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہر یک چیز جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہے جب تک وہ اپنی اصلی صورت میں ہے تب تک اُس میں خارق عادت شمائل ضرور ہوتے ہیں اور اُس کی نظیر بنانے پر انسان قادر نہیں ہوتا اور جوں ہی وہ چیز اپنی اصلی حالت سے گر جاتی ہے تو معاً اُس کی شکل اور حسن میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے دیکھو جب ایک درخت اپنی اصلی حالت پر ہوتا ہے تو کیسا خوبصورت اور پیارا دکھائی دیتا ہے اور کیسی اپنی خوشنما سبزی سے اپنے آرام بخش سایہ سے اپنے پھولوں سے اپنے پھلوں سے باواز بلند پکارتا ہے کہ انسان میری نظیر بنانے پر قادر نہیں اور جب کہ وہ اپنے مقام سے گر جاتا یا خشک ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کے تمام حالات میں فرق آ جاتا ہے نہ وہ رنگت اور آب و تاب باقی رہتی ہے اور نہ وہ خوشنما سبزی دکھائی دیتی ہے اور نہ آئندہ نشوونما اور پھل لانے کی توقع کر سکتے ہیں یا مثلاً انسان جب زندہ اور جوان ہوتا ہے تو کیسا چہرہ چمکیلا اور تمام قویٰ عمدگی سے کام دیتے ہیں اور کیسا وہ لباس فاخرہ سے ملبوس ہوتا ہے اور پھر جبکہ جان نکل جاتی ہے تو نہ وہ ملاحت آنکھوں میں رہتی ہے اور نہ وہ خوشنما چہرہ اور سننا دیکھنا سمجھنا پہچاننا بولنا پھرنا چلنا دکھائی دیتا ہے بلکہ مناسب باتیں رخصت ہو جاتی ہیں۔ یہی فرق عربی اور غیر زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ زبان عربی اُس لطیف طبع اور زیرک انسان کی طرح کام دیتی ہے جو مختلف ذرائع سے اپنے مدعا کو سمجھا سکتا ہے۔ مثلاً ایک نہایت ہوشیار اور زیرک انسان کبھی ابرو یا ناک یا ہاتھ سے وہ کام

لے لیتا ہے جو زبان نے کرنا تھا یعنی اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ باریک باریک اشارات سے مخاطب کو سمجھا دے یہی طریق زبان عربی کے عادات میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی **الف لام** تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں اور کبھی صرف **تنوین** سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طولانی فقروں سے بھی پورا نہیں کر سکتیں ایسا ہی **زیر و زبر و پیش** بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے اُن کا مقابلہ کر سکے اس کے بعض لفظ بھی باوجود بہت چھوٹے ہونے کے ایسے لمبے معنے رکھتے ہیں کہ نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یہ معنی کہاں سے نکلے مثلاً عرضتُ کے یہ معنی ہیں کہ میں کہ اور مدینہ اور جو اُن کے گرد دیہات ہیں سب دیکھ آیا اور طھفلتُ کے یہ معنی ہیں کہ میں چینے کی روٹی کھاتا ہوں اور ہمیشہ چینے کی روٹی کھانے کے لئے عہد کر چکا ہوں اور جنّم کے یہ معنی ہیں کہ آدھی رات چلی گئی اور **حبعل** کے یہ معنے ہیں کہ آؤ نماز پڑھو وقت تنگ ہے اور اسی طرح بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ صرف وہ ایک حرف ہی ہے مگر اس کے معنے دو یا تین لفظ پر مشتمل ہیں جیسے **فِ** **قِ** **لِ** **عِ** **اِ** **خِ**

وفا کر ۔ نگہ رکھ ۔ نزدیک ہو ۔ یاد کر وعدہ کر ۔ نہ آہستہ چل اور نہ جلدی کر بلکہ میانہ روی اختیار کر **ھِ** **دِ** ۔ **رِ**

پھٹ جا کر درد ہو جا ۔ خون بہا دے ۔ بھڑک اور روشن ہو اور آتش زنہ سے نکل اور گندہ ہو جا ۔ **شِ** (اپنے کپڑا کو منقش کر) **نِ** (سُست ہو جا)

اور عربی کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اور متفرق زبانوں میں جس قدر خواص ہیں اُس میں وہ سب جمع ہیں ۔ مثلاً بعض زبانوں میں جیسا کہ چینی زبان میں یہ خاصیت ہے کہ اس کے سارے الفاظ ایک ہی جُزو کے ہیں اور ہر یک جُزو اپنی جگہ مستقل معنی رکھتی ہے سو یہ خاصیت بھی بعض حصہ عربی میں پائی گئی ہے ۔ ایسا ہی بیان کیا گیا ہے کہ **امریکہ** کی اصل زبان کے الفاظ کئی کئی اجزاء سے مل کر بنے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن اجزاء کے

خود کچھ معنے نہیں ہوتے سو یہ خاصیت بھی عربی کے بعض حصوں میں موجود ہے۔ پھر **امریکہ** اور **سنسکرت** زبان میں معانی کے تغیر کے اظہار کے لئے گردانیں ہیں سو وہ گردانیں عربی زبان میں بھی پائی جاتی ہیں اور **چینی** زبان میں گردانیں نہیں ہیں بلکہ وہاں نئے خیال کے اظہار کے لئے علیحدہ لفظ ہے۔ سو بعض الفاظ میں یہ صورت بھی عربی میں موجود ہے۔ پس جبکہ غور کرنے اور پوری پوری خوض اور عمیق تحقیقات کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ درحقیقت زبان عربی تمام زبانوں کے خواص متفرقہ کی **جامع** ہے تو اس سے بالضرورت ماننا پڑتا ہے کہ تمام زبانیں عربی کی ہی **فروعات** ہیں ؛

بعض لوگ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ اگر تمام زبانوں کی جڑ اور اصل ایک ہی زبان کو تسلیم کیا جائے تو عقل اس بات کو قبول نہیں کرسکتی کہ صرف تین چار ہزار برس تک ایسی زبانوں میں جو ایک ہی اصل سے نکلی تھیں اس قدر فرق ظاہر ہو گیا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض درحقیقت از قبیل بنیاد فاسد بر فاسد ہے ورنہ یہ بات قطعی طور پر طے شدہ نہیں کہ عمر دنیا کی صرف چار یا پانچ ہزار برس تک گذری ہے اور پہلے اس سے زمین و آسمان کا نام و نشان نہ تھا بلکہ نظر عمیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا ایک مدت دراز سے آباد ہے۔ ماسوا اس کے اختلاف السنہ کے لئے صرف باہمی بُعد زمان یا مکان سبب نہیں بلکہ اس کا ایک قوی سبب یہ بھی ہے کہ خط استوا کے قرب یا بُعد اور ستاروں کی ایک خاص وضع کی تاثیر اور دوسرے نامعلوم اسباب سے ہر یک قسم کی زمین اپنے باشندوں کی فطرت کو ایک خاص حلق اور لہجہ اور صورت تلفظ کی طرف میلان دیتی ہے اور وہی محرک رفتہ رفتہ ایک خاص وضع کلام کی طرف لے آتا ہے اسی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض ملک کے لوگ حرف **ز** بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور بعض **ر** بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے جیسے انسانوں میں ملکوں کے اختلاف سے رنگوں کا اختلاف، عمروں کا اختلاف، اخلاق کا اختلاف، امراض کا اختلاف ایک ضروری امر ہے۔ ایسا ہی یہ اختلاف بھی ضرور ہے کیونکہ انہیں مؤثرات کے نیچے زبانوں کا بھی اختلاف ہے۔

پس یہ خیال ایک دھوکا ہے کہ یہ اختلاف کیوں ہزارہا برس سے ایک ہی حد تک رہا اُس سے آگے نہ بڑھا کیونکہ موثرات نے جس قدر اختلاف کو چاہا اسی قدر ہوا اُس سے زیادہ کیوں کر ہو سکتا۔ یہ ایسا ہی سوال ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ اختلاف امکنہ میں رنگوں اور عمروں اور مرضوں اور اخلاق کا اختلاف ہو گیا ہے یہ کیوں نہ ہوا کہ کسی جگہ ایک آنکھ کی جگہ دس[10] آنکھ ہو جاتیں سو ایسے وہم کا بجز اس کے ہم کیا جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اختلاف یوں ہی بے قاعدہ نہیں تھا بلکہ ایک طبیعی قاعدہ کے نیچے تھا سو جس قدر قاعدہ نے تقاضا کیا اُسی قدر اختلاف بھی ہوا۔ غرض جو کچھ موثرات سماوی ارضی کی وجہ سے انسان کی بناوٹ خلق یا خیالات کے طبیعی رفتار میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے وہ تبدیلی بالضرورت سلسلہ کلمات میں تبدیلی ڈالتی ہے لہٰذا وہ طبعاً اختلاف پیدا کرنے کے لئے مجبور ہوتی ہیں اور اگر کوئی دوسری زبان کا لفظ اُن کی زبان میں پہنچے تو وہ عمداً اُس میں بہت کچھ تبدیلی کر دیتے ہیں پس یہ کیسی اعلٰے درجہ کی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ اپنی خلقت کے لحاظ سے جو موثرات ارضی سماوی سے متاثر ہے فطرتاً تبدیل کے محتاج ہیں ماسوا اس کے عیسائیوں اور یہودیوں کو تو ضرور یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ اُمّ الالسنہ عربی ہے کیونکہ **توریت** کی نص صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ ابتدا میں بولی ایک ہی تھی۔ پھر خدا تعالیٰ نے بمقام **بابل** اُن میں اختلاف ڈال دیا دیکھو توریت پیدائش باب ۱۱۔ اور یہ بات ہر یک فریق کے نزدیک مسلّم ہے کہ بابل اُسی سرزمین پر شہر آباد تھا کہ جہاں اب **کربلا** ہے پس اس سے تو توریت کے بیان کا ماحصل یہی نکلا کہ تمام زبانوں کی ماں عربی ہے۔ باتفاق انگریز محققوں اور اسلامی محققوں کے یہ بات ثابت ہے کہ بابل جس کی آبادی کا طول دو سو میل تک تھا اور وہ اپنی آبادی میں شہر لنڈن جیسے پانچ شہروں کے برابر تھا اور نہایت عجیب اور پرتکلف باغ بھی اُس میں تھے اور دریائے **فرات** اُس کے اندر بہتا تھا وہ **عراق** عرب کے اندر تھا اور جب وہ ویران ہوا تو اس کی اینٹوں سے **بصرہ** اور **کوفہ** اور **حلہ** اور **بغداد** اور **مداین** آباد ہوئے اور یہ تمام شہر اس کی حدود کے

قریب قریب ہیں پس اس تحقیق سے ثابت ہے کہ بابل عرب کی سرزمین میں تھا چنانچہ **عرب** کے نقشہ میں جو حال میں **بیروت** میں چھپا ہے بابل کو عراق عرب میں ہی دکھلایا ہے۔

اصل توریت عبرانی کتاب پیدائش آیت ایک میں یہ عبارت ہے **ویہی کل ہارص شفہ آحت ودبریم۔ آحدیم**۔ اور تھی تمام زمین ہونٹ ایک اور باتیں یکساں۔ واضح ہو کہ اس تمام زمین سے مراد صرف بابل کی زمین نہیں ہو سکتی جو **سِنعار** کے نام سے موسوم ہے کیونکہ یہ آیت اُس قصہ سے پہلے اور اِن قصّوں سے متعلق ہے جو دسویں باب میں گذر چکی ہیں۔ پس آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام وہ قومیں جو زمین میں رہتی تھیں اُن کی ایک ہی زبان تھی اُس وقت تک کہ ایک گروہ اُن میں سے بابل میں نہیں پہنچا تھا۔ پھر بابل میں پہنچنے کے بعد خدا تعالیٰ نے اُن کی زبانیں متفرق کر دیں۔ اور زبانوں میں اختلاف یوں ڈالا گیا کہ بابل کے رہنے والے مختلف ملکوں میں نکال دیئے گئے جیسا کہ اسی باب کی یہ آٹھویں آیت اس پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے ویفص یہوہ آتم مشّم عَل بنی کل ہارص یعنی خدا نے اُن کو وہاں سے سب زمین پر پریشان کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ وہ لوگ بابل سے متفرق ہو کر ہر یک ملک میں چلے گئے پس کل ہارص کا لفظ جو پہلی آیت میں اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے کہ ساری دُنیا کی ایک بولی تھی وہی لفظ آٹھویں آیت میں اس بات کے لئے مستعمل ہوا کہ بابل کے رہنے والے مورد غضب الٰہی ہو کر کل دنیا میں متفرق ہو گئے پس ان دونوں آیتوں کے تنظاہر سے اور نیز گذشتہ باب پر نظر ڈالنے سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مطلب ان آیات کا یہی ہے کہ بابل کے واقعہ سے پہلے دُنیا میں ایک ہی بولی تھی اور یہی متفق علیہ عقیدہ یہود اور نصاریٰ کا ہے اور جس نے اس بارے میں شک کیا اُس نے سخت غلطی کھائی ہے یہ **مسئلہ** توریت کی نصوص صریحہ میں سے ہے جو قدیم سے اہل کتاب میں مسلّم چلا آتا ہے۔ ہاں یہ ماننا پڑتا ہے کہ جبکہ بموجب آیت اوّل گیارھویں باب پیدائش کے کل دنیا کی بولی ایک ہی تھی تو پھر یہ بیہودہ خیال ہوگا کہ ہم ایسا سمجھیں کہ کل بنی آدم اپنی اپنی ولایتوں سے کوچ کر کے بابل میں ہی آٹھہرے تھے اور اس کی کوئی وجہ معلوم

نہیں ہوتی کہ کیوں انہوں نے اپنی ولایتوں کو چھوڑ دیا تھا بلکہ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ **نوح** کے طوفان کے بعد خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ بہت جلد دُنیا اپنی توالد و تناسل میں ترقی کرے اس لئے اُس قادرِ مطلق نے ایک مدت تک اُن کو صحت اور امن کی حالت میں چھوڑ دیا تھا تب وہ بہت بڑھے اور پھولے اور ایک خارق عادت طور پر اُن میں ترقی ہوئی تب بعض قوموں نے اپنے ملک میں گنجائش کم دیکھ کر **سنعار** کی زمین کی طرف جو بابل کی زمین تھی حرکت کی۔ اور اس جگہ آکر اس شہر کو آباد کیا اور اس قدر کثرت ہوگئی جس کی نظیر کسی زمانہ میں ثابت نہیں ہوتی پھر وہ دوسرے شہروں کی طرف متفرق ہوگئے اور تمام دنیا میں بولیوں کا تفرقہ پڑنے کا موجب ہوئے۔

لیکن اگر یہ اعتراض پیش ہو کہ زبان عربی جو اُمّ الالسنہ قرار دی گئی ہے اس کی نسبت تمام زبانوں کی نسبت مساوی نہیں ہے بلکہ بعض سے کم اور بعض سے زیادہ ہے **مثلاً** عبری زبان پر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تھوڑے سے تغیر کے بعد عربی زبان ہی ہے لیکن سنسکرت یا یورپ کی زبانوں کے ساتھ وہ تعلق پایا نہیں جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ گو **عبری** اور دوسری شاخیں اس کی درحقیقت **عربی** کے تھوڑے سے تغیر سے پیدا ہوئی ہیں اور **سنسکرت** وغیرہ دُنیا کی کل زبانیں تغیرات بعیدہ سے نکلی ہیں تاہم کامل غور کرنے اور قواعد پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان زبانوں کے کلمات اور الفاظ مفردہ عربی سے ہی بدلا کر طرح طرح کے قالبوں میں لائے گئے ہیں۔

اور عربی کے فضائل خاصہ سے جو اُمی زبان سے خصوصیت رکھتے ہیں جن کو ہم انشاء اللہ اپنے اپنے محل پر تشریح کرینگے اور جو اس کے اُمّ الالسنہ اور کامل اور **الہامی زبان** ہونے پر قطعی دلیل ہے **پانچ خوبیاں** ہیں جو مفصلہ ذیل ہیں۔

پہلی خوبی ۔ عربی کے مفردات کا نظام کامل ہے یعنی انسانی ضرورتوں کو وہ مفردات پوری مدد دیتے ہیں دوسرے لغات اس سے بے بہرہ ہیں۔

دوسری خوبی عربی میں اسماء باری و اسماء ارکان عالم و نباتات و حیوانات و جمادات و اعضائے انسان اپنی

اپنی وجہ تسمیہ میں بڑے بڑے علوم حکمیہ پر مشتمل ہیں دوسری زبانیں ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

تیسری[۳] خوبی - عربی کا اطراد مواد الفاظ بھی پورا انتظام رکھتا ہے اور اس نظام کا دائرہ تمام افعال اور اسماء کو جو ایک ہی مادہ کے ہیں ایک سلسلہ حکمیہ میں داخل کر کے اُن کے باہمی تعلقات دکھلاتا ہے اور یہ بات اس کمال کے ساتھ دوسری زبانوں میں پائی نہیں جاتی -

چوتھی[۴] خوبی - عربی کی تراکیب میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں یعنی زبان عربی الف لام اور تنوینوں اور تقدیم تاخیر سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں کئی فقروں کے جوڑنے کی محتاج ہوتی ہیں۔

پانچویں[۵] خوبی - عربی زبان ایسے مفردات اور تراکیب اپنے ساتھ رکھتی ہے جو انسان کے تمام باریک در باریک ضمائر اور خیالات کا نقشہ کھینچنے کے لئے کامل وسائل ہیں۔

اب چونکہ یہ بھاری ثبوت ہمارے ذمہ ہے کہ ہم عربی کے مفردات کا ایسا نظام کامل ثابت کریں جو دوسری کتابیں اُس کے مقابلے سے عاجز رہیں اور نیز اُس کی باقی چار خوبیوں کو بھی اسی طرح بپایہ ثبوت پہنچاویں۔ لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہوا کہ ہم ان مباحث کو عربی زبان میں ہی لکھیں کیونکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ تمام خوبیاں مخالف کو دکھلاویں اور اگر وہ کسی اور زبان کو الہامی اور اُمّ الالسنہ قرار دیتا ہے تو اُس سے ان خوبیوں کا مطالبہ کریں اور چونکہ یہ بڑا بھاری کام ہے اِس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ مخالف کو پورے پورے طور پر ملزم اور ساکت کرنے کے لئے کوئی ایسی تدبیر کی جائے جس سے ان سب جھوٹے عذرات کا استیصال ہو جائے جو ایک مخالف مقابلہ سے عاجز آکر محض بیہودہ حیلہ سازی کے طور پر پیش کر سکتا ہے۔ مثلاً ایک آریہ مخالف اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کہہ سکتا ہے کہ ان **فضائل خمسہ** میں عربی کی خصوصیت کا دعویٰ بے دلیل ہے کیونکہ یہ دعویٰ اُس وقت صحیح ٹھہر سکتا ہے کہ جب کہ تمہیں سنسکرت کی پوری واقفیت ہوتی اب جبکہ سنسکرت کی ایسی واقفیت نہیں ہے تو یہ دعویٰ صرف یک طرفہ خیال ہے اور ممکن ہے کہ یک طرفہ خیال تحقیق کے وقت غلط نکلے اور گو ہم اس ناکارہ خیال کا جواب دے چکے ہیں کہ ہماری یہ تحقیقات میں ایک

جماعت کی تحقیقات ہے جس میں سنسکرت دان بھی ہیں لیکن اب ہم پورے طور پر اتمام حجت کے لئے ایک ایسا طریق فیصل لکھتے ہیں جس سے کوئی گریز نہیں کرسکتا اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم اس دعوے میں کاذب ہیں کہ عربی میں وہ پانچ فضائل خصوصیت کے ساتھ موجود ہیں۔ جو ہم لکھ چکے ہیں۔ اور کوئی سنسکرت دان وغیرہ اس بات کو ثابت کرسکتا ہے کہ اُن کی زبان بھی ان فضائل میں عربی کی شریک ومساوی ہے یا اُس پر غالب ہے تو ہم اس کو **پانچ ہزار روپیہ** بلاتوقف دینے کے لئے قطعی اور حتمی وعدہ کرتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ یہ وعدہ انعام ہمارا عام لوگوں کے بیہودہ اشتہارات کی طرح نہیں تا کوئی یہ خیال کرے کہ صرف کہنے کی باتیں ہیں کس نے دینا اور کس نے لینا۔ بلکہ ہم اعلان دیتے ہیں کہ ایسا شخص جس طرح چاہے اپنی تسلی کرلے اور اگر چاہے تو یہ روپیہ بینک سرکاری میں رکھا جائے اور چاہے تو کسی آریہ مہاجن کے پاس یہ روپیہ جمع کرا دیا جائے اگر ہم اس کی درخواست کے موافق جمع نہ کرادیں یا درخواست کے شائع ہونے اور بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے ہم تک پہنچنے کے بعد ایک ماہ تک ہم روپیہ کو جمع نہ کرادیں تو بے شک ہم کاذب اور لاف زن ٹھہریں گے اور ہماری ساری کارروائی پایہ اعتبار سے گر جائے گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ جو شخص جمع کرانے کی درخواست کرے وہ اُس درخواست میں یہ بھی تحریر کردے کہ وہ فلاں مدت تک اس کام سے عہدہ برآ ہوگا اور اس بات کا اقرار کردے کہ اگر وہ اُس مدت تک عہدہ برآ نہ ہوا اور مقابلہ کرکے نہ دکھلا سکا تو جو کچھ حرجانہ منصفوں یا عدالت کی تجویز سے ایک تجارتی روپیہ کی مدت مذکورہ تک بند رہنے سے متصور ہے تو وہ بلاعذر وحیلہ ادا کردے گا۔

اور واضح ہو کہ یہ کتاب قریباً ڈیڑھ مہینہ کی محنت اور کوشش سے ہم نے تیار کی ہے۔ چنانچہ اپریل ۱۸۹۵ء کے کچھ دن گذرے یہ کام شروع ہوا اور مئی ۱۸۹۵ء ابھی کچھ باقی رہتا تھا کہ انجام کو پہنچ گیا اور اس محنت کے دنوں میں پورا دن اس کام کے لئے کبھی نہیں لگا بلکہ زیادہ سے زیادہ تیسرا یا چوتھا حصہ اس فکر میں خرچ آتا رہا اور اگر تمام روز محنت کی جاتی تو شاید ہفتہ عشرہ تک ہی یہ کام انجام تک پہنچ جاتا لیکن اب بالمقابل لکھنے والوں کے لئے یہ محنت راہ میں نہیں جو

ہمیں کرنی پڑی کیونکہ ہمارے لئے ضروری تھا کہ تمام زبانوں پر ایک عمیق نظر ڈالیں اور عربی زبان کا اُن سے اشتراک ثابت کریں اور پھر بعد ثبوت اشتراک یہ ضروری تھا کہ عربی کے فضائل خاصہ اور فوق العادت کمالات سے اُس کا الہامی اور اُمّ الالسنہ ہونا بپایۂ ثبوت پہنچاویں۔ لیکن ہمارے مخالفوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس قدر محنت کریں۔ بلکہ ہم اس بات پر راضی ہیں کہ صرف عربی کے فضائل کے مقابل پر اپنی زبان کے فضائل دکھلادیں اور جس قدر ہم نے عربی زبان کی خوبیاں اس کتاب میں ثابت کی ہیں وہ تمام خوبیاں اپنی زبان میں ثابت کرکے پیش کریں اور جیسا کہ ہم نے نمونہ کے طور پر عربی زبان کے مفردات کو عبارات کے سلسلہ میں مندرج کرکے یہ ثابت کیا ہے کہ عربی مفردات کا نظام کامل ہے اور ہر یک قسم کے خیالات کے ادا کردینے پر قادر ہے۔ یہی نمونہ اپنی زبان کے مفردات سے وہ بھی دکھلادیں اور یہ کام نہایت تھوڑا اور صرف چند روز کا ہے پس اس صورت میں محنت کا کام نہایت کم رہ گیا بلکہ مثلاً ویدک سنسکرت کا واقف صرف دو چار روز میں یہ نمونہ پیش کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ سنسکرت میں ایسا نمونہ بھی ہو۔ اِس وقت ہم غیر زبان والوں سے کیا مانگتے ہیں صرف یہی کہ وہ یہ خوبیاں جو ہم نے زبان عربی میں ثابت کی ہیں اپنی زبان میں ثابت کرکے دکھلادیں۔ مثلاً یہ بات ظاہر ہے کہ کامل زبان کے لئے مفردات کا کامل نظام ضروری ہے یعنی یہ واجبات سے ہے کہ کامل زبان جو الہامی اور اُمّ الالسنہ کہلاتی ہے انسانی خیالات کو الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کے وقت پورا ذخیرہ مفردات کا اپنے اندر رکھتی ہو۔ ایسے طور سے کہ جب انسان مثلاً ایک توحید کے مضمون کے متعلق یا شرک کے مضمون کے متعلق یا حقوق اللہ کے متعلق یا حقوق عباد کے متعلق یا عقائد دینیہ کے متعلق یا اُن کے دلائل کے متعلق یا محبت اور مخالطت کے متعلق یا بغض اور نفرت کے متعلق یا خدا تعالیٰ کی مدح اور ثنا اور اس کے اسمار مطہرہ کے متعلق یا مذاہب باطلہ کے ردّ کے متعلق یا قصص اور سوانح کے متعلق یا احکام اور حدود کے متعلق یا علم معاد کے متعلق یا تجارت اور زراعت اور نوکری کے متعلق یا نجوم اور ہیئت کے متعلق یا طبعی اور طبابت اور منطق وغیرہ

کے متعلق کوئی مبسوط کلام کرنا چاہے تو اُس زبان کے مفردات اُس کو ایسے طور سے مدد دے سکیں کہ ہر یک خیال کے مقابل پر جو دل میں پیدا ہو ایک لفظ مفرد موجود ہو تا یہ امر اس بات پر دلیل ہو کہ جس ذات کامل نے انسان اور اُس کے خیالات کو پیدا کیا اُسی نے ان خیالات کے ادا کرنے کے لئے قدیم سے وہ مفردات بھی پیدا کر دیئے اور ہمارا دلی انصاف اس بات کے قبول کرنے کے لئے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ اگر یہ خصوصیت کسی زبان میں پائی جائے کہ وہ زبان انسانی خیالات کے قدو قامت کے موافق مفردات کا خوبصورت پیرایہ اپنے اندر طیار رکھتی ہے اور ہر یک باریک فرق جو افعال میں پایا جاتا ہے وہی باریک فرق اقوال کے ذریعہ سے دکھاتی ہے اور اُس کے مفردات خیالات کے تمام حاجتوں کے متکفل ہیں تو وہ زبان بلاشبہ الہامی ہے کیونکہ یہ خدا تعالےٰ کا فعل ہے جو اُس نے انسان کو ہزار ہا طور کے خیالات ظاہر کرنے کے لئے مستعد پیدا کیا ہے۔ پس ضرور تھا کہ انہیں خیالات کے اندازہ کے موافق اُس کو ذخیرہ قولی مفردات بھی دیا جاتا تا خدا تعالےٰ کا قول اور فعل ایک ہی مرتبہ پر ہو لیکن حاجت کے وقت ترکیب سے کام لینا یہ بات کسی خاص زبان سے خصوصیت نہیں رکھتی۔ ہزارہا زبانوں پر یہ عام آفت اور نقص درپیش ہے کہ وہ مفردات کی جگہ مرکبات سے کام لیتے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ ضرورتوں کے وقت وہ مرکبات انسانوں نے خود بنا لئے ہیں۔ پس جو زبان اُن آفتوں سے محفوظ ہوگی اور اپنی ذات میں مفردات سے کام نکالنے کی خصوصیت رکھے گی اور اپنے اقوال کو خدا تعالیٰ کے فعل کے مطابق یعنی خیالات کے جوشوں کے مطابق اور ان کے ہموزن دکھلائے گی۔ بلاشبہ وہ ایک خارق العادات مرتبہ پر ہو کر اور تمام زبانوں کی نسبت ایک خصوصیت پیدا کر کے اس لائق ہو جائے گی کہ اُس کو اصل الہامی زبان اور فطرت اللہ کہا جائے اور جو زبان اس مرتبہ عالیہ سے مخصوص ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کے منہ سے نکلی اور فوق العادات کمالات سے مختص اور اُمّ الالسنہ ہے اس کی نسبت یہ کہنا ایمانداری کا فرض ہوگا کہ وہی ایک زبان ہے جو حقیقی طور پر اس لائق ٹھہرائی گئی ہے کہ خدا تعالیٰ کا اعلیٰ اور اکمل الہام اُسی میں نازل ہو اور دوسرے الہام اس الہام کی ایسی ہی فرع ہیں جیسا کہ دوسری بولیاں اس بولی کی فرع ہیں لہٰذا ہم اس بحث کے

بعد اس بحث کو لکھیں گے کہ وہ حقیقی اور کامل اور اتم اور اکمل وحی جو دنیا میں آنے والی تھی وہ صرف قرآن شریف ہے اور نہیں مفردات سے اس نتیجہ کو بہ تفصیل ظاہر کریں گے کہ عربی کو ام الالسنہ اور الہامی ماننے سے نہ صرف یہی ماننا پڑتا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام ہے بلکہ یہ بھی ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے کہ صرف قرآن ہی ہے جس کو حقیقی وحی اور اکمل اور اتم اور خاتم الکتب کہنا چاہیئے۔ اور اب ہم مفردات کا نظام دکھلانے کے لئے اور نیز دوسری خوبیوں کے لحاظ سے اس کتاب کا عربی حصہ شروع کریں گے

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ وھو العلی العظیم ❊

تنبیہ

قبل اس کے جو ہم اس کتاب کے عربی حصّہ کو شروع کریں یہ بات ظاہر کرنا ضروریات سے ہے کہ پہلے ہم نے ارادہ کیا تھا کہ صرف عربی کے الفاظ مفردہ جمع کر کے دکھلادیں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ اس صورت میں شاید بعض لوگ ہمارے مدعا کو صفائی سے نہ سمجھ سکیں کیونکہ بظاہر تھوڑے بہت مفردات ہریک قوم کے پاس ہیں۔ مثلاً اگرچہ سنسکرت مفردات کا ذخیرہ بہت ہی کم رکھتی ہے چنانچہ اُس زبان کے فاضل بیان کرتے ہیں کہ اُس میں چار سو روٹ سے زیادہ نہیں۔ مگر تاہم اگرچہ صرف چار سو ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کچھ بھی نہیں اور عربی کے محققوں نے گو تحقیق کیا ہے کہ اُس کے مفردات تنائیس لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن جب تک ایک دشمن متعصب کو ایک قاعدہ کے ساتھ ملزم نہ کیا جائے وہ اپنے بخل اور شرارت اور چون و چرا سے باز نہیں آتا لہذا ہمیں یہ تجویز نہایت معقول معلوم ہوئی کہ ہریک مضمون میں مفردات کا نظام طلب کیا جائے اور نظام مفردات سے مطلب ہمارا یہ ہے کہ ہریک مضمون جہاں تک کہ طبعی طور پر ختم ہو اُس کو محض ایسی عبارت سے جو مفردات سے ہی ترکیب پاتی ہو انجام تک پہنچایا جائے اور پھر مخالفوں سے اُس کی نظیر مانگی جائے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس سے بڑی صفائی سے فیصلہ ہو جائے گا اور

ہریک زبان کی بلاغت فصاحت کا بھی اندازہ ہو جائے گا ماسوا اس کے چونکہ مفردات کا تعلق ثابت کرنے کے لئے ہریک فریق کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ صرف متفرق مفردات پیش نہ کرے بلکہ ان ضروری مضامین کے رنگ میں پیش کرے جو ہمارے مضامین کے مقابل لکھے جائیں گے۔ لہذا اس فاضلانہ بحث میں ہریک جاہل جو علم سے بے بہرہ ہو دخل نہیں دے سکے گا اور جیسا کہ پہلے اس سے مثلاً آریہ سماج والوں نے ایک نہایت ذلیل نادان اور سخت درجہ کے احمق اور جاہل لیکھرام نام ایک ہندو کو اسلام کے مقابل پر کھڑا کر دیا تھا اور وہ صرف گالیوں سے کام نکالتا تھا اور عیسائیوں کا چیدہ بن کر ان کے بیہودہ اعتراض جو ان کے جاہلوں نے اسلام پر کئے ہیں پیش کرتا تھا۔ اس بحث میں ایسا نہ ہوگا کیونکہ یہ علمی بحث ہے اب ایسے حرامی سیرت، گندہ طبع اور بدخو اور ساتھ اس کے سخت درجہ کے نادان اور بے علم کو بولنے کی گنجائش نہیں رہے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ ان لوگوں کی اصل حقیقت کیا تھی۔

اور ہم اس جگہ اپنے ان دوستوں کا شکر ادا کرنے سے رہ نہیں سکتے جنہوں نے ہمارے اس کام میں زبانوں کا اشتراک ثابت کرنے کے لئے مدد دی ہے ہم نہایت خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے مخلص دوستوں نے **اشتراک السنہ** ثابت کرنے کے لئے وہ جان فشانی کی ہے جو یقیناً اس وقت تک اس صفحہ دنیا میں یادگار رہیگی جب تک کہ یہ دنیا آباد ہے ان **مردان خدا** نے بڑی بہادری سے اپنے عزیز وقتوں کو ہمیں دیا ہے اور دن رات بڑی محنت اور عرق ریزی اٹھا کر اس **عظیم الشان** کام کو انجام دے دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کو جناب الٰہی میں بڑا ثواب ہوگا کیونکہ وہ ایک ایسے جنگ میں شریک ہوئے جس میں عنقریب اسلام کی طرف سے فتح کے نقارے بجیں گے۔ پس ہر ایک ان میں سے **الٰہی تمغہ** پانے کا مستحق ہے۔ میں اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کیونکر ہریک جلسہ میں اشتراک نکالنے کے لئے اندر ہی اندر صدہا کوس نکل جاتے تھے اور پھر کیوں کر کامیابی کے ساتھ واپس آ کر کسی لفظ مشترک کا تحفہ پیش کرتے تھے یہاں تک کہ اسی طرح دنیا

کی زبانیں ہمارے پاس جمع ہو گئیں ہیں کبھی اس کو فراموش نہیں کروں گا کہ اس عظیم الشان کام میں ہمارے مخلص دوستوں نے وہ مدد دی جو میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے میں اُس کا اندازہ بیان کر سکوں اور میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ اُن کی محنتیں قبول فرماوے۔ اور ان کو اپنے لئے قبول کر لیوے اور گندی زیست سے ہمیشہ دور اور محفوظ رکھے اور اپنا اُنس اور شوق بخشے اور اُن کے ساتھ ہو آمین ثم آمین اُن احباب کے نام نامی یہ ہیں

(۱) اخویم حکیم مولوی نوردین صاحب بھیروی
(۲) اخویم مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی
(۳) اخویم منشی غلام قادر صاحب سیالکوٹی
(۴) اخویم خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے لاہوری
(۵) اخویم مرزا خدابخش صاحب اتالیق نواب
(۶) اخویم مفتی محمد صادق صاحب بھیروی
(۷) محمد علی خاں صاحب کوٹلہ مالیر
(۸) اخویم میاں محمد خاں صاحب کپور تھلہ ریاست
(۹) اخویم منشی غلام محمد صاحب سیالکوٹی

اور خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس کی کوششیں اس کام میں زیادہ ہیں اور وہ کسی مخلص کی محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔ مگر جہاں تک ہمارا علم اور رویت ہمیں جتلاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ کوشش اخویم حکیم مولوی نوردین صاحب اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی ہے۔ جو تمام تعلقات چھوڑ کر کئی مہینوں سے اس کام کے لئے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت مولوی نوردین صاحب نے نہ صرف اتنی ہی مدد دی۔ بلکہ اس کام کے لئے عمدہ عمدہ کتابیں انگریزی اپنی قیمت سے خرید کر منگوا دیں اور اسی مطلب کے لئے قیمتی کتابوں کا ذخیرہ اکٹھا کیا جزاھم اللّٰہ خیرا

واللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین آمین

یہ وہ پہلا خطبہ اور تمہید ہے جس کا مقابلہ نظام مفردات میں سنسکرت کے مدعی آریہ اور دوسری قوموں سے مطلوب ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ[1] الرب الرحمان۔ ذی المجد والفضل والاحسان۔ خلق

تمام تعریفیں اس اللہ کو جو رب اور رحمٰن ہے۔ بزرگی اور فضل اور احسان اُسی کی صفات ہیں۔ انسان

[1] چونکہ اصلی غرض عربی عبارتوں کے لکھنے سے یہ دکھلانا ہے کہ یہ زبان علاوہ اس صفت خاص کے کہ الٰہیات اور دینی تعلیم کے تمام شاخوں کی کامل طور پر خادم ہے ہر یک قصہ اور خطبہ اور مبادی اور مقاصد کے بیان کرنے میں اور ہر یک نازک سے نازک مضمون کے ادا کرنے کے وقت صرف مفردات سے کام لیتی ہے اور اس کے خزانہ میں وہ مفردات کا نظام موجود ہے جو ہر یک قصہ کے نظام سے برابر آ جاتا ہے اور مرکبات کی طرف حاجت نہیں پڑتی اس لئے ہم نے اس خطبہ اور تمہید کے وقت اور ایسا ہی اور چند مضامین میں جو بعد میں آئیں گے یہ ارادہ کیا ہے کہ ناظرین کو عربی کے ان **صفات خاصہ** کی طرف توجہ دلادیں تا اگر ممکن ہو تو ہمارے مخالف اس کا مقابلہ کر کے دکھلادیں اور اگر ہو سکے تو اپنی زبان کو اس دھبہ سے پاک کر دیں کہ وہ ہر یک امر ذی شان کے بیان کرنے میں صرف مفردات کے ساتھ کاربرآری کرنے سے قاصر ہے اور ایسا نہ کر سکیں تو وہ سنسکرت کے حامی ہوں یا کسی اور زبان کے انہیں اس بات سے شرم کرنی چاہیئے کہ وہ کبھی کسی مجلس میں عربی زبان کے مقابل پر اپنی زبانوں کا نام بھی لیویں یا کبھی بھولے بسرے بھی منہ پر لاویں کہ ہماری زبان بھی الٰہی زبان ہے اور اسی میں خدا کا کلام نازل ہوا ہے۔

اب واضح ہو کہ اس خطبہ اور تمہید میں تین سو کلمے ہیں جو کلمات مفردہ ہیں اور بعض ایسے کلمے ہم نے چھوڑ بھی دیئے ہیں جو ایک ہی مادہ سے نکلے ہیں اور یہ کلمات صدہا عجائب اور لطائف پر مشتمل ہیں اور اگر ہم ان کے عجائب **خواص** کا بیان کریں تو ان تمام کا لکھنا فی الواقعہ **ایک دفتر** چاہتا ہے لہٰذا ہم اس جگہ بالفعل صرف دو لفظ کی خوبیاں بطور نمونہ پیش کریں گے اور پھر وقتاً فوقتاً انشاء اللہ پیش کرتے جائیں گے لیکن پہلے اس سے اس نہایت مفید قاعدہ کا لکھنا واجبات سے ہے کہ **صحیفہ قدرت** پر نظر ڈالنے سے یہ بات ضروری طور پر ماننی پڑتی ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہوئی ہیں یا اس سے صادر ہوئی ہیں ان کی اول علامت یہی ہے کہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق خدا شناسی کے راہوں کے خادم ہوں اور اپنے وجود کی اصلی غرض بزبان قال یا حال یہی ظاہر کریں کہ وہ معرفت باری کا ذریعہ اور اُسی کے راہ کے خادم ہیں۔ کیونکہ تمام مخلوقات کی اتنا (؟)ء ایک

الانسان ۔ علمہ البیان ۔ ثم جعل من لسان واحدۃ السنۃ
پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھلایا پھر ایک زبان سے کئی زبانیں شہروں میں

بقیہ صفحہ ۲۰: نظر غور ڈالنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کائنات کا تمام سلسلہ انواع و اقسام کے پیرایوں میں اسی کام میں لگا ہوا ہے کہ تا وہ خدا تعالیٰ کے پہچاننے اور اُس کی راہوں کے جاننے میں ایک ذریعہ ہو پس چونکہ عربی زبان خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی اور اُس کے منہ سے نکلی ہے لہٰذا ضرور تھا کہ اس میں بھی یہ علامت موجود ہوتا یقینی طور پر شناخت کیا جائے کہ وہ فی الواقعہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی کوششوں کے محض خدا تعالیٰ سے ظہور پذیر ہوئی ہیں سو الحمد للہ والمنۃ کہ عربی زبان میں یہ **علامت** نہایت بدیہی اور صاف طور پر پائی جاتی ہے اور جیسا کہ انسان کی اور قویٰ کی نسبت مضمون آیۃ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ[1] ثابت و متحقق ہے۔ اسی طرح عربی زبان میں جو انسان کی اصلی زبان اور اس کی جزو خلقت ہے یہی حقیقت ثابت ہے۔ اس میں کیا شک ہے کہ انسان کی خلقت اُسی حالت میں اتم اور اکمل ٹھہر سکتی ہے کہ جب کلام کی خلقت بھی اُس میں داخل ہو کیونکہ وہ چیز جو انسانیت کے جوہر کی چہرہ نما ہے وہ **کلام** ہی ہے اور کچھ بالکل نہ ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ انسانیت سے مراد یہی نطق اپنے تمام لوازم کے ساتھ ہے پس خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ میں نے انسان کو اپنی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا ہے درحقیقت دوسرے لفظوں میں یہ بیان ہے کہ میں نے انسانی حقیقت کو جو نطق اور کلام ہے معہ اس کے تمام قویٰ اور افعال کے جو اُس کے زیر حکم چلتے ہیں اپنے لئے بنایا ہے کیونکہ جب ہم سوچتے ہیں کہ **انسان کیا چیز ہے** تو صریح یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک **جاندار** ہے کہ جو اپنی کلام سے دوسرے جانوروں سے تمیز کلی رکھتا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ کلام انسان کی اصل حقیقت ہے اور باقی قویٰ اس حقیقت کی تابع اور خادم ہیں پس اگر یہ کہیں کہ انسان کا کلام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو یہ کہنا پڑیگا کہ انسان کی انسانیت خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں لیکن ظاہر ہے کہ خدا انسان کا خالق ہے اس لئے زبان کا معلم بھی وہی ہے اور اس جھگڑے کے فیصلے کے لئے کہ وہ کس زبان کا معلم ہے ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ اس کی طرف سے وہی زبان ہے کہ جو موجب منطوق وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اُسی طرح معرفت الٰہی کی خادم ہو سکتی ہے جیسا کہ انسان کے وجود کی دوسری بناوٹ اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان صفات سے موصوف صرف عربی ہی ہے اور اس کی خدمت یہ ہے کہ وہ معرفت باری تک پہنچانے کے لئے اپنے اندر ایک ایسی طاقت رکھتی ہے جو الٰہیات کے ایک معنوی تقسیم کو جو **قانون قدرت** میں پائی جاتی ہے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنے **مفردات** میں دکھاتی ہے اور صفات

[1] الذاریات: ۵۷

فی البلدان۔ کما جعل من لون واحد انواع الالوان۔ وجعل

کر دیں جیسا کہ ایک رنگ سے کئی رنگ انواع اقسام کے بنا دیئے اور عربی

بقیہ صفحہ ۲۱: الٰہیہ کے نازک اور باریک فرقوں کو جو صحیفہ فطرت میں نمودار ہیں اور ایسا ہی توحید کے دلائل کو جو اسی صحیفہ سے مترشح ہیں اور خدا تعالیٰ کے انواع اقسام کے ارادوں کو جو اُس کے بندوں سے متعلق اور صحیفہ قدرت میں نمایاں ہیں ایسے طور سے ظاہر کر دیتی ہے کہ گویا اُن کا ایک نہایت لطیف نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیتی ہے اور ان دقیق الٰہیاتوں کو جو خدا تعالیٰ کے اسماء اور صفات اور افعال اور ارادوں میں واقع ہیں جن کی شہادت اس کا قانون قدرت دے رہا ہے ایسی معانی دکھا دیتی ہے کہ گویا ان کی تصویر کو آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے۔ چنانچہ یہ بات بدا ہت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے صفات اور افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی اور نیز اپنے فعل اور قول کی تطبیق کے لئے زبان عربی کو ایک متکفل خادم پیدا کیا ہے اور ازل سے یہی چاہا ہے کہ الٰہیات کے سرّ مکتوم اور مقفل کے لئے یہی زبان کنجی ہو۔ اور جب ہم اس نکتہ تک پہنچتے ہیں اور یہ عجیب عظمت اور خصوصیت عربی کی ہم پر کھلتی ہے تو دوسری تمام زبانیں سخت تاریکی اور نقصان میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں کیونکہ جس طرح زبان عربی صفات الٰہیہ اور اُس کی تمام تعلیموں کے لئے مرایا متقابلہ کی طرح واقع ہے۔ اور الٰہیات کے قدرتی نقشہ کا ایک سیدھا انعکاسی خط عربی میں پڑا ہوا دکھائی دیتا ہے یہ صورت کسی دوسری زبان میں ہرگز موجود نہیں اور جب ہم عقل سلیم اور فہم مستقیم سے صفات الٰہیہ کی اُس تقسیم پر نظر ڈالتے ہیں جو قدیم سے اور ازل سے صحیفہ عالم میں قدرتی طور پر پائی جاتی ہے تو وہی تقسیم عربی کے مفردات میں ہمیں ملتی ہے۔ مثلاً جب ہم غور کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا رحم عقلی تحقیق کی رو سے اپنی ابتدائی تقسیم میں کتنے حصوں پر مشتمل ہو سکتا ہے تو اس قانون قدرت کو دیکھ کر جو ہماری نظر کے سامنے ہے صاف طور پر ہمیں سمجھ آ جاتا ہے کہ وہ رحم دو قسم پر ہے یعنی قبل از عمل و بعد از عمل کیونکہ بندہ پروری کا انتظام یا واز بلند گواہی دے رہا ہے کہ رحمت الٰہی نے دو قسم سے اپنی ابتدائی تقسیم کے لحاظ سے بنی آدم پر ظہور و بروز فرمایا ہے۔

اوّل وہ رحمت جو بغیر وجود عمل کسی عامل کے بندوں کے ساتھ شامل ہوئی جیسا کہ زمین اور آسمان اور شمس و قمر اور ستارے اور پانی اور ہوا اور آگ اور وہ تمام نعمتیں جن پر انسان کی بقا اور حیات موقوف ہے کیونکہ بلاشبہ یہ تمام چیزیں انسان کے لئے رحمت ہیں جو بغیر کسی استحقاق کے محض فضل اور احسان کے طور سے اُس کو عطا ہوئے ہیں اور یہ ایسا فیض خاص ہے جو انسان کے سوال کو بھی اس میں دخل نہیں بلکہ اُس کے وجود سے بھی پہلے ہے اور یہ چیزیں ایسی بزرگ رحمت ہے جو

العربیة اُمًّا لکل لسان - وجعلها کالشمس بالضوء واللمعان

کہ ہر یک زبان کی ماں ٹھہرایا اور اس کو چمک اور روشنی میں سورج کی طرح بنا دیا

بقیہ صفحہ ۱۴۷: انسان کی زندگی انہیں پر موقوف ہے اور پھر باوصف اس کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ یہ تمام چیزیں انسان کے کسی نیک عمل سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ انسانی گناہ کا علم بھی جو خدا تعالیٰ کو پہلے سے تھا ان رحمتوں کے ظہور سے مانع نہیں ہوا۔ اور کوئی **اواگون** کا قائل یا **تناسخ** کا ماننے والا گو کیسا ہی اپنے تعصب اور جہالت میں غرق ہو مگر یہ بات تو وہ منہ پر نہیں لا سکتا کہ یہ انسان ہی کے نیک کاموں کا پھل اور نتیجہ ہے کہ اس کے آرام کے لئے زمین پیدا کی گئی یا اس کی تاریکی دور کرنے کے لئے آفتاب اور ماہتاب بنایا گیا یا اس کی کسی نیک عمل کی جزا میں پانی اور اناج پیدا کیا گیا یا اس کے کسی زہد اور تقویٰ کے پاداش میں سانس لینے کے لئے ہوا بنائی گئی کیونکہ انسان کے وجود اور زندگی سے بھی پہلے یہ چیزیں موجود ہو چکی ہیں اور جب تک ان چیزوں کا وجود پہلے فرض نہ کرلیں تب تک انسان کے وجود کا خیال بھی ایک خیال محال ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ یہ چیزیں جن کی طرف انسان اپنے وجود اور حیات اور بقا کے لئے محتاج تھا وہ انسان کے بعد ظہور میں آئے ہوں پھر خود انسانی وجود جس احسن طور کے ساتھ ابتدا سے تیار کیا گیا ہے یہ تمام وہ باتیں ہیں جو انسان کی تکمیل سے پہلے ہیں اور یہی ایک خاص رحمت ہے جس میں انسان کے عمل اور عبادت اور مجاہدہ کو کچھ بھی دخل نہیں۔

دوسری قسم رحمت کی وہ ہے جو انسان کے اعمال حسنہ پر مترتب ہوتی ہے کہ جب وہ تضرع سے دعا کرتا ہے تو قبول کی جاتی ہے اور جب وہ محنت سے تخم ریزی کرتا ہے تو رحمت الٰہی اس تخم کو بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ذخیرہ اناج کا اس سے پیدا ہوتا ہے اسی طرح اگر غور سے دیکھو تو ہمارے ہر یک عمل صالح کے ساتھ خواہ وہ دین سے متعلق ہے یا دنیا سے رحمت الٰہی لگی ہوئی ہے اور جب ہم ان قوانین کے لحاظ سے جو الٰہی **سنتوں** میں داخل ہیں کوئی محنت دنیا یا دین کے متعلق کرتے ہیں تو فی الفور **رحمتِ الٰہی** ہمارے شامل حال ہو جاتی ہے اور ہماری محنتوں کو سرسبز کر دیتی ہے۔ یہ **دونوں** رحمتیں اس قسم کی ہیں کہ ہم ان کے بغیر جی ہی نہیں سکتے کیا ان کے وجود میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو اجلیٰ بدیہیات میں سے ہیں جن کے ساتھ ہماری زندگی کا تمام **نظام** چل رہا ہے پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ ہماری تربیت اور تکمیل کے لئے دو رحمتوں کے **دو چشمے** قادر کریم نے جاری کر رکھے ہیں اور وہ اس کی **دو صفتیں** ہیں جو ہمارے درخت وجود کی آبپاشی کے لئے دو رنگوں میں ظاہر ہوئے ہیں تو اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ دو چشمے زبان عربی میں منعکس ہو کر کس کس نام سے پکارے گئے ہیں

ھوالذی نطق بحمدہ الثقلان - و اقرّ بربوبیتہ الانس

وہی ہے جس کی حمد آدمی اور جن کر رہے ہیں اور اس کے رب ہونے کا اقرار کرتے

بقیہ صفحہ ۲۴: پس واضح ہو کہ پہلے قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان عربی میں خدا تعالیٰ کو رحمٰن کہتے ہیں اور دوسرے قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان موصوف میں اس کا نام رحیم* ہے اسی خوبی کے دکھلانے کے لئے ہم عربی خطبہ کے پہلی ہی سطر میں رحمان کا لفظ لائے ہیں۔ اب اس نمونہ کو دیکھ لو کہ چونکہ یہ رحم کی صفت اپنی ابتدائے تقسیم کے لحاظ سے الٰہی قانون قدرت کے دو قسم پر مشتمل تھی لہٰذا اس کے لئے زبان عربی میں دو مفرد لفظ موجود ہیں اور یہ قاعدہ طالب حق کے لئے نہایت مفید ہوگا کہ ہمیشہ عربی کے باریک فرقوں کے پہچاننے کے لئے صفات اور افعال الٰہیہ کو جو صحیفہ قدرت میں نمایاں ہیں **معیار** قرار دیا جائے اور اس کے اقسام کو جو قانون قدرت سے ظاہر ہوں عربی کے مفردات میں ڈھونڈا جائے اور جہاں کہیں عربی کے ایسے مترادف لفظوں کا باہمی فرق ظاہر کرنا مقصود ہو جو صفات یا افعال الٰہی کے متعلق ہیں تو صفات یا افعال الٰہی کی اس تقسیم کی طرف متوجہ ہوں جو نظام قانون قدرت دکھلا رہا ہے کیونکہ عربی کی اصل غرض الٰہیات کی خدمت ہے جیسا کہ انسان کے وجود کی اصل غرض **معرفت باری تعالیٰ** ہے اور ہر یک چیز جس غرض کے لئے پیدا کی گئی ہے اسی غرض کو سامنے رکھ کر اس کے عقدے کھل سکتے ہیں اور اس کے جوہر معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بیل صرف کلبہ رانی اور بار کشی کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس اگر اس غرض کو نظر انداز کر کے اس سے وہ کام لینا چاہیں جو شکاری کتوں سے لیا جاتا ہے تو بے شک وہ ایسے کام سے عاجز آ جائیگا، اور نہایت نکما اور ذلیل ثابت ہوگا لیکن اگر اصلی کام کے ساتھ اس کی آزمائش کریں تو وہ بہت جلد اپنے وجود کی نسبت ثابت کرے گا کہ سلسلہ وسایل معیشت دنیوی کا ایک بھاری بوجھ اس کے سر پر ہے غرض ہر یک چیز کا ہنر اسی وقت ثابت ہوتا ہے جب اس کا اصلی کام اس سے لیا جائے سو عربی کے ظہور اور بروز کا اصلی مقصود الٰہیات کا روشن چہرہ دکھلانا ہے مگر چونکہ اس نہایت باریک اور دقیق کام کا ٹھیک ٹھیک انجام دینا اور غلطی سے محفوظ رہنا انسانی طاقتوں سے بڑھ کر تھا لہٰذا خداوند کریم اور رحیم نے قرآن کریم کو عربی زبان کی بلاغت و فصاحت دکھلانے کے لئے اور مفردات کی نازک

---

* کتب دساتیر مجوس میں یہ فقرات ہیں۔ بنام ایزد بخشایندہ بخشائش گر مہربان دادگر" جو بظاہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے مشابہ ہیں لیکن جو فرق رحمان اور رحیم میں با حکمت فرق ہے وہ فرق ان لفظوں میں موجود نہیں اور جو اللہ کا اسم وسیع معنی رکھتا ہے وہ ایزد کے لفظ میں ہرگز پائے نہیں جاتے۔ لہٰذا

والجان تسجد له الارواح والابدان ۔ والقلب واللسان

ہیں روحیں اور بدن اُس کو سجدہ کرتی ہیں دل اور زبان اُس کی تعریف

فرق اور مرکبات کا خارق عادت ایجاز ظاہر کرنے کے لئے بطور ایسے اعجاز کے بھیجا کہ تمام گردنیں اُس کی طرف جھک گئیں اور عربی کی بلاغت کو اُس کے مفردات اور مرکبات کی نسبت جو کچھ قرآن نے ظاہر کیا اُس کو اُس وقت کے اعلیٰ درجہ کے زبان دانوں نے نہ صرف قبول ہی کیا بلکہ مقابلہ سے عاجز آ کر یہ بھی ثابت کر دیا کہ انسانی قوتیں اِن حقائق اور معارف کے بیان کرنے اور زبان کا سچا اور حقیقی حسن دکھلانے سے عاجز ہیں اسی مقدس کلام سے رحمان اور رحیم کا بھی فرق معلوم ہوا جس کو ہم نے بطور نمونہ خطبہ مذکورہ میں لکھا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر ایک زبان میں بہت سے مترادف الفاظ پائے جاتے ہیں لیکن جب تک الحمد کھول کر اُن کے باہمی فرقوں پر اطلاع نہ پاویں اور وہ الفاظ علم الٰہی اور دینی تعلیم میں سے نہوں تب تک اُن کو علمی حد میں شمار نہیں کر سکتے یہ بات بھی یاد رہے کہ انسان اپنی طرف سے ایسے مفردات پیدا نہیں کر سکتا ہاں اگر قدرت قادر سے پیدا شدہ ہیں تو اُن میں غور کر کے اُن کے باریک فرق اور محل استعمال معلوم کر سکتا ہے مثلاً صرف اور نحو کے بانیوں کو دیکھو کہ انہوں نے کوئی نئی بات نہیں نکالی اور نہ نئے قواعد بنا کر کسی کو اُن پر چلنے کے لئے مجبور کیا بلکہ اُسی لیبی بولی کو ایک بیدار نظر کے ساتھ دیکھ کر تاڑ گئے کہ یہ بول چال قواعد کے اندر آ سکتی ہے تب مشکلات کے حل کرنے کے لئے قواعد کی بنا ڈالی ہو قرآن کریم نے ہر ایک لفظ کو اپنے محل پر رکھ کر دکھلا دیا کہ عربی کے مفردات کس کس محل پر استعمال پاتے ہیں اور کیسے وہ الٰہیات کے خادم اور نہایت دقیق امتیاز باہمی رکھتے ہیں اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن کریم دس قسم کے نظام مفردات پر مشتمل ہے۔

(۱) ایسے مفردات کا نظام جن میں بیان وجود باری اور دلائل وجود باری اور نیز خدا تعالیٰ کی ایسی صفات اور اسماء اور افعال اور سنن اور عادات کا بیان ہے کہ جو باہمی امتیازوں کے ساتھ اللہ جلّ شانہٗ کی ذات سے مخصوص ہیں اور نیز وہ کلمات جو اُس کی اُس کامل مدح اور ثنا کے متعلق ہیں جو بیان جلال اور جمال اور عظمت اور کبریائی کے بارے میں ہیں۔

(۲) اُن مفردات کا نظام جو توحید باری اور دلائل توحید باری پر مشتمل ہیں۔

بقیہ حاشیہ: یہ ترکیب پارسیوں کی بسم اللہ سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی غالباً یہ الفاظ پیچھے سے بطور سرقہ لکھے گئے ہیں بہر حال یہ نص دلالت کرتا ہے کہ یہ انسان کا قول ہے۔ منہ

پھیلاں۔ سبحان ربنا رب ما یُوجد و ما یکون و کان - یفعل

میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارا رب پاک ہے جو موجود، زمانہ اور آئندہ اور گذشتہ کا رب ہے جو چاہتا ہے

بقیہ صفحہ ۲۵: (۳) اُن مفردات کا نظام جن میں وہ صفات اور افعال اور اعمال اور عادات اور کیفیات روحانیہ یا نفسانیہ بیان کی گئی ہیں جو یا کبھی انسانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے سامنے اس کی مرضی کے موافق یا خلاف مرضی بندوں سے صادر ہوتی ہیں یا ظہور و بروز میں آتی ہیں۔

(۴) اُن مفردات کا نظام جو وصایا اور تعلیم اخلاق اور عقاید اور حقوق اللہ اور حقوق العباد اور علوم حکمیہ اور حدود اور احکام اور اوامر اور نہی اور حقائق اور معارف کے رنگ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہدایتیں ہیں۔

(۵) اُن مفردات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ نجات حقیقی کیا شے ہے اور اس کے حصول کے لئے حقیقی وسائل اور ذرائع کیا کیا ہیں اور نجات یافتہ مومنوں اور مقبولوں کے آثار اور علامات کیا ہیں۔

(۶) اُن مفردات کا نظام جن میں بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کیا شے ہے اور کفر اور شرک کیا شے ہے اور اسلام کی حقیقت پر دلایل اور نیز اعتراضات کی مدافعت ہے۔

(۷) ایسے مفردات کا نظام جو مخالفین کے تمام عقاید باطلہ کا رد کرتے ہیں۔

(۸) ایسے مفردات کا نظام جو انذار اور تبشیر اور وعد اور وعید اور عالم معاد کے بیان کے رنگ میں یا معجزات کی صورت میں یا مثالوں کے طور پر یا ایسی پیشگوئیوں کی صورت میں جو موجب زیادت ایمان یا اور مصالح پر مشتمل ہوں یا ایسے قصوں کی طرز میں جو تنبیہ یا ڈرانے یا خوشخبری دینے کی غرض سے ہوں مرتب کیا گیا ہے۔

(۹) ایسے مفردات کا نظام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح اور پاک صفات اور آنجناب کی پاک زندگی کے اعلیٰ نمونہ پر مشتمل ہیں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلایل کا طرز بھی ہیں۔

(۱۰) ایسے مفردات کا نظام جو قرآن کریم کے صفات اور تاثیرات اور اس کے ذاتی خواص کو بیان کرتے ہیں۔
یہ دس نظام وہ ہیں جو اپنے کمال تام کی وجہ سے دس دائروں کی طرح قرآن میں پائے جاتے ہیں جن کو دوائر عشرہ سے موسوم کر سکتے ہیں۔

ان دس دائروں میں خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایسے پاکیزہ مادہ باہمی امتیاز رکھنے والے مفردات سے

مایشاء وکل یوم ھو فی شان۔ یسبح لہ کل ناطق وصامت۔
کرتا ہے اور ہر یک دن وہ ایک کام میں ہے۔ ہر یک بولنے والا اور نہ بولنے والا اس کی تسبیح میں مشغول ہے

بقیہ صفحہ ۲۹: کام لیا ہے جو عقل سلیم فی الفور گواہی دیتی ہے۔ کہ یہ اکمل اور اتم سلسلہ مفردات کا اسی لئے عربی میں مقرر کیا گیا تھا کہ تا قرآن کا خادم ہو یہی وجہ ہے کہ یہ سلسلہ مفردات کا قرآن کریم کے تعلیمی نظام سے جو اکمل اور اتم ہے بالکل مطابق آ گیا۔ لیکن دوسری زبانوں کے مفردات کا سلسلہ ان کتابوں کے تعلیمی نظام سے ہرگز مطابق نہیں ہوتا جو الٰہی کتابیں کہلاتی ہیں اور جن کا ان زبانوں میں نازل ہونا بیان کیا گیا اور نہ وہ دوائر عشرہ مذکورہ ان کتابوں میں پائے جاتے ہیں پس ان کتابوں کے ناقص ہونے کی وجوہ سے یہ بھی ایک بھاری وجہ ہے کہ وہ دوائر ضروریہ سے بے بہرہ اور نیز زبان کے مفردات اُن کتابوں کی تعلیم سے وفا نہیں کر سکے اور اس میں بھید یہی ہے کہ وہ کتابیں حقیقی کتابیں نہیں تھیں بلکہ وہ صرف چند روزہ کارروائی تھی حقیقی کتاب دنیا میں ایک ہی آئی جو ہمیشہ کے لئے انسانوں کی بھلائی کے لئے تھی لہٰذا وہ دوائر عشرہ کاملہ کے ساتھ نازل ہوئی اور اُس کے مفردات کا نظام تعلیمی نظام کا بالکل ہموزن اور ہم پلہ تھا اور ہر یک دائرہ اُس کا دوائر عشرہ میں سے اپنے طبیعی نظام کے اندازہ اور قدر پر مفردات کا نظام ساتھ رکھتا تھا جس میں الٰہی صفات کے اظہار کے لئے اور اقسام اور چند گونہ مدارج بیان کرنے کی غرض سے الگ الگ الفاظ مفردہ مقرر تھے اور ہر یک تعلیم کے دائرہ کے موافق مفردات کا کامل دائرہ موجود تھا۔ اب ہم اسی پر اکتفا کر کے ایک اور لفظ کی چند خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ سو وہ لفظ ربّ کا ہے جو قرآنی الفاظ میں سے ہم نے لیا ہے یہ لفظ قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ اور پہلی ہی آیت میں آتا ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔ لسان العرب اور تاج العروس میں جو لغت کی نہایت معتبر کتابیں ہیں لکھا ہے کہ زبان عرب میں ربّ کا لفظ سات معنوں پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہیں۔ مالک۔ سیّد۔ مدبّر۔ مربّی۔ قیّم۔ منعم۔ متمّم۔ چنانچہ ان سات معنوں میں سے تین معنی خدا تعالیٰ کی ذاتی عظمت پر دلالت کرتے ہیں منجملہ اُن کے مالک ہے اور مالک لغت عرب میں اُس کو کہتے ہیں جس کا اپنے مملوک پر قبضہ تامہ ہو اور جس طرح چاہے اپنے تصرف میں لا سکتا ہو اور بلا اشتراک غیر اُس پر حق رکھتا ہو اور یہ لفظ حقیقی طور پر یعنی بلحاظ اس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پا سکتا کیونکہ قبضہ تام اور تصرف تام اور حقوق تامہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی

ویبغی رحمہ کل زائغ وسامت۔ وھو رب العالمین لہ الحمد والمجد وھو

اور ہر یک کج رو اور راست رو اسی کا رحم طلب کرتا ہے اور وہ رب العالمین ہے اسی کے لئے تعریف اور بزرگی مسلم ہے اور وہ

بقیہ صفحہ ۲۷ : کے لئے مسلّم نہیں اور سیّد لغت عرب میں اُس کو کہتے ہیں جس کا تابع ایک ایسا سواد اعظم ہو جو اپنے دلی جوش اور اپنی طبعی اطاعت سے اُس کے حلقہ بگوش ہوں سو بادشاہ اور سیّد میں یہ فرق ہے کہ بادشاہ سیاست قہری اور اپنے قوانین کی سختی سے لوگوں کو مطیع بناتا ہے اور سیّد کے تابعین اپنی دلی محبت اور دلی جوش اور دلی تحریک سے خود بخود متابعت کرتے ہیں اور سچی محبت سے اُس کو **سیّدنا** کہہ کے پکارتے ہیں اور ایسی متابعت بادشاہ کی اُس وقت کی جاتی ہے کہ جب وہ بھی لوگوں کی نظر میں سیّد قرار پاوے۔ غرض سیّد کا لفظ بھی حقیقی طور پر بلحاظ اُس کے معنوں کے بجز خدا تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اطلاق نہیں پاتا کیونکہ حقیقی اور واقعی جوش سے اطاعت جس کے ساتھ کوئی شائبہ اغراض نفسانیہ کا نہ ہو بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔ وہی ایک ہے جس کی سچی اطاعت روحیں کرتی ہیں کیونکہ وہ اُن کی پیدائش کا حقیقی مبدا ہے اس لئے طبعاً ہر ایک روح اُس کو سجدہ کرتی ہے۔ بُت پرست اور انسان پرست بھی اُس کی اطاعت کے لئے ایسا ہی جوش رکھتے ہیں جیسا کہ ایک موحّد۔ مگر انہوں نے اپنی غلطی سے اور قصور طلب سے اُس زندگی کے سچے چشمہ کو شناخت نہیں کیا بلکہ نابینائی کی وجہ سے اس اندرونی جوش کو غیر محل پر وضع کر دیا تب کسی نے پتھروں کو اور کسی نے رامچندر کو اور کسی نے کرشن کو اور کسی نے نعوذ باللہ ابن مریم کو خدا بنا لیا لیکن اس دھوکہ سے بنایا کہ شاید وہ جو مطلوب ہے یہ وہی ہے سو یہ لوگ مخلوق کو حق اللہ دے کر ہلاک ہو گئے۔ ایسا ہی اُس حقیقی **محبوب** اور سیّد کی روحانی طلب میں ہوا پرستوں نے دھوکے کھائے ہیں کیونکہ اُن کے دلوں میں بھی ایک محبوب اور ایک حقیقی سیّد کی طلب تھی مگر انہوں نے اپنے دلی خیالات کو اچھی طرح شناخت نہ کر کے یہ خیال کیا کہ وہ حقیقی محبوب اور سیّد جس کو روحیں طلب کر رہی ہیں اور جس کی اطاعت کے لئے جانیں اُچھل رہی ہیں وہ دُنیا کے مال اور دنیا کے املاک اور دنیا کی لذّات ہی ہیں مگر یہ اُن کی غلطی تھی بلکہ روحانی خواہشوں کا محرک اور پاک جذبات کا باعث صرف ایک ذات ہے جس نے فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون[1] یعنی جن اور انس کی پیدائش اور ان کی تمام قویٰ کا میں ہی مقصود ہوں وہ اسی لئے میں نے پیدا کئے کہ تا مجھے پہچانیں اور میری عبادت کریں۔ سو اس نص میں آیت میں اشارہ کیا کہ جن و انس کی خلقت میں اس کی طلب و معرفت اور اطاعت کا مادہ رکھا گیا ہے اگر انسان میں یہ مادہ نہ ہوتا تو نہ دنیا میں ہوا پرستی ہوتی نہ بُت پرستی نہ انسان پرستی کیونکہ ہر یک خطا

[1] الذاریات : ۵۷

موْلی النعم فی الاولیٰ والاخرۃ۔ والصلوٰۃ والسّلام علی رسولہ سیّد الرسل

دونوں جہانوں میں آقائے نعمت ہے اور سلام اور صلوٰۃ اُس کے رسول پر جو رسولوں کا سردار

بقیہ صفحہ ۲۸: صواب کی تلاش میں پیدا ہُوا ہے۔ غرض **سیادت حقیقی** اُسی ذات کے لئے مسلم ہے اور وہی واقعی طور پر سیّد ہے اور منجملہ اُن تین ناموں کے جو خدا تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں **مُدبّر** بھی ہے اور تدبیر کے معنی ہیں کہ کسی کام کے کرنے کے وقت تمام ایسا سلسلہ نظر کے سامنے حاضر ہو جو گذشتہ واقعات کے متعلق یا آیندہ نتائج کے متعلق ہے اور اس سلسلہ کے لحاظ سے وضع شی فی محلہ ہو اور کوئی کارروائی حکمت عملی سے باہر نہ ہو اور یہ نام بھی اپنے حقیقی معنوں کی رو سے بجز خدا تعالیٰ کے کسی غیر پر اطلاق نہیں پاسکتا کیونکہ کامل تدبیر غیب دانی پر موقوف ہے اور وہ بجز خدا تعالیٰ کے کسی کے لئے مسلم نہیں ؛

اور چار باقی نام یعنے **مربی۔ قیّم۔ منعم۔ متمم** خدا تعالیٰ کے اُن فیوض پر دلالت کرتے ہیں جو بلحاظ اس کی کامل ملکیت اور کامل سیادت اور کامل تدبیر کے اُس کے بندوں پر جاری ہیں چنانچہ **مربی** کا لفظ بظاہر معنی پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں اور کامل طور پر تربیت کی حقیقت یہ ہے کہ جس قدر خلقت انسان کے شعبے باعتبار جسم اور روح اور تمام طاقتوں اور قوتوں کے پائے جاتے ہیں ان تمام شاخوں کی پرورش ہو اور جہاں تک بشریت کی جسمانی اور روحانی ترقیات اُس پرورش کے کمال کو چاہتے ہیں ان تمام مراتب تک پرورش کا سلسلہ ممتد ہو بلکہ اس نقطہ سے بشریت کا نام اور اسم یا اس کی مبادی شروع ہونے ہیں اور جہاں سے بشری نقش یا کسی دوسری مخلوق کا نقش وجود عدم سے ہستی کی طرف حرکت کرتا ہے اُس اظہار اور ابراز کا نام بھی پرورش ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ لغت عرب کے رو سے ربوبیت کے معنے نہایت ہی وسیع ہیں اور عدم کے نقطہ سے مخلوق کے کمال تام کے نقطہ تک ربوبیت کا لفظ ہی اطلاق پاتا ہے اور خالق وغیرہ الفاظ **رب** کے اسم کی فرع ہیں اور **قیّم** کے معنی ہیں نظام کو محفوظ رکھنے والا اور **منعم** کے یہ معنی ہیں کہ ہریک قسم کا انعام اکرام جو انسان یا کوئی دوسری مخلوق اپنی استعداد کی رو سے پاسکتی ہے اور بالطبع اُس نعمت کے خواہاں ہیں وہ انعام اس کو عطا کرے تا ہریک مخلوق اپنے کمال تام کو پہنچ جائے جیسا کہ اللہ جل شانہ ایک جگہ فرماتا ہے **ربنا الذی اعطٰی کل شیءٍ خلقہ ثم ھدٰی**[1] یعنے وہ خدا جس نے ہریک چیز کو اُس کے مناسب حال کمال خلقت بخشا اور پھر اس کو دوسرے کمالات مطلوبہ کیلئے رہنمائی کی پس

[1] طٰہٰ : ۵۱

وَنُوْرِ الْاُمَمِ وَخَیْرِ الْبَرِیَّۃِ وَ اَصْحَابِہِ الْھَادِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ

اور امتوں کا نور اور تمام مخلوق سے بہتر ہے اور اس کے اصحاب پر جو ہادی اور مہدی ہیں اور اس کے آل پر جو طیّب

بقیہ صفحہ ۲۹: یہ انعام ہے کہ ہر یک چیز کو اوّل اُس کے وجود کی رُو سے وہ ملائم قوٰی وغیرہ عنایت ہوں جن کی وہ چیز محتاج ہے پھر اُس کے حالات مترقبہ کے حصول کے لئے اُس کو راہیں دکھائی جائیں اور **تتمیم** کے یہ معنی ہیں کہ سلسلہ فیض کو کسی پہلو سے بھی ناقص نہ چھوڑا جائے اور ہر یک پہلو سے اُس کو کمال تک پہنچایا جائے ؛

سو رب کا اسم جو قرآن کریم میں آیا ہے جس کو ہم اقتباس کے طور پر اس خطبہ کے اوّل میں لائے ہیں ان وسیع معنوں پر مشتمل ہے جن کو ہم نے بطور اختصار اس مضمون میں ذکر کیا ہے ؛

اب ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ ایک ناسمجھ **انگریز عیسائی** نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ اسلام پر عیسائی مذہب کو یہ فضیلت ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کا نام **باپ** بھی آیا ہے اور یہ نام نہایت پیارا اور دلکش ہے اور **قرآن** میں یہ نام نہیں آیا۔ مگر ہمیں تعجب ہے کہ اس معترض نے اس تحریر کے وقت پر یہ خیال نہیں کیا کہ لغت نے کہاں تک اس لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کی ہے کیونکہ ہر یک لفظ کو حقیقی عزت اور بزرگی لغت سے ہی ملتی ہے اور کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی طرف سے کسی لفظ کو وہ عزت دے جو لغت اُس کو دے نہیں سکے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ کا کلام بھی لُغت کے التزام سے باہر نہیں جاتا اور تمام اہل عقل اور نقل کے اتفاق سے کسی لفظ کی عزت اور عظمت ظاہر کرنے کے وقت اوّل لُغت کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کہ اُس زبان نے جس زبان کا وہ لفظ ہے یہ عظمت کہاں تک اُس کو عطا کی ہے اب اس قاعدہ کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر جب سوچیں کہ **اَبْ** یعنی باپ کا لفظ لُغت کی رُو سے کس پایہ کا لفظ ہے تو بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جب مثلاً ایک انسان فی الحقیقت دوسرے انسان کے نطفہ سے پیدا ہو مگر پیدا کرنے میں اس نطفہ انداز انسان کا کچھ بھی دخل نہ ہو تو تب اُس حالت میں کہیں گے کہ یہ انسان فلاں انسان کا **اَبْ یعنی باپ** ہے اور اگر ایسی صورت ہو کہ خدائے **قادر مطلق** کی یہ تعریف کرنی منظور ہو جو مخلوق کو اپنے خاص ارادہ سے خود پیدا کرنے والا خود کمالات تک پہنچانے والا اور خود رحم عظیم سے مناسب حال اس کے انعام کرنے والا اور خود **حافظ** اور **قیوم** ہے تو لغت ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ اس مفہوم کو اب یعنی باپ کے لفظ سے ادا کیا جائے بلکہ لغت نے اُس کیلئے ایک دوسرا لفظ رکھا ہے جس کو **رب** کہتے ہیں جس کی اصل تعریف ابھی ہم لغت کی رو سے بیان کر چکے ہیں۔ اور

یاد رہے کہ لفظ اب یا باپ الولد کے مفہوم میں ہرگز محبت کے معنے ماخوذ ۳۰ نہیں جس فعل کے شروع سے انسان باپ بنتا ہے اور حیوان باپ کہلاتا ہے اس وقت یہ فعل ہرگز نہیں ہوتا بلکہ محبت تو پیچھے اور انس کرنے سے بعد میں رفتہ رفتہ پیدا ہوتی ہے لیکن ربوبیت کیلئے محبت اعتبار ہی سے ایک لازم مفہوم ہے۔ منہ

المطہرین وجمیع عباد اللّٰہ الصّٰلحین امّا بعد فیقول عبد اللّٰہ الاحد
اور طاہر ہیں اور تمام خدا کے نیک بندوں پر اس کے بعد خدائے واحد کا بندہ

بقیہ صفحہ ۔ ہم ہرگز مجاز نہیں کہ اپنی طرف سے لغت تراشیں بلکہ ہمیں انہیں الفاظ کی پیروی لازم ہے جو قدیم سے خدا کی طرف سے چلے آتے ہیں پس اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ اب یعنی باپ کا لفظ خدا تعالیٰ کی نسبت استعمال کرنا ایک سوء ادب اور ہجو میں داخل ہے اور جن لوگوں نے حضرت مسیح کی نسبت یہ الزام گھڑا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو اب کر کے پکارتے تھے اور در حقیقت جناب الٰہی کو اپنا باپ ہی یقین رکھتے تھے انہوں نے نہایت مکروہ اور جھوٹا الزام ابن مریم پر لگایا ہے کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح ایسی نادانی کے مرتکب ہوئے کہ جو لفظ اپنے لغوی معنوں کی رو سے ایسا حقیر اور ذلیل ہو جس میں ناطاقتی اور کمزوری اور بے اختیاری ہر یک پہلو سے پائی جائے وہی لفظ حضرت مسیح اللہ جلشانہٗ کی نسبت اختیار کریں ابن مریم علیہ السلام کو یہ اختیار ہرگز نہیں تھا کہ اپنی طرف سے لغت تراشی کریں اور لغت تراشی بھی ایسی بیہودہ جس سے سراسر جہالت ثابت ہو جس حالت میں لغت نے اَب یعنی باپ کے لفظ کو اس سے زیادہ وسعت نہیں دی کہ کسی نر کا نطفہ مادہ کے رحم میں گرے اور پھر وہ نطفہ نر گرانے والے کی کسی طاقت سے بلکہ ایک اور ذات کی قدرت سے رفتہ رفتہ ایک جاندار مخلوق بن جائے تو وہ شخص جس نے نطفہ گرایا تھا لغت کی رو سے اب یا باپ کے نام سے موسوم ہوگا اور اَب کا لفظ ایک ایسا حقیر اور ذلیل لفظ ہے کہ اس میں کوئی حصہ پرورش یا ارادہ یا محبت کا شرط نہیں مثلاً ایک بکرہ جو بکری پر جست کر کے نطفہ ڈال دیتا ہے یا ایک سانڈ بیل جو گائے پر جست کرکے اور اپنی شہوات کا کام پورا کر کے پھر اس سے علیحدہ بھاگ جاتا ہے جس کے یہ خیال بھی نہیں ہوتا ہے کہ کوئی بچہ پیدا ہو یا ایک سؤر جس کو شہوات کا نہایت زور ہوتا ہے اور بار بار وہ اسی کام میں لگا رہتا ہے اور کبھی اس کے خیال میں بھی نہیں ہوتا کہ اس بار بار کے شہوانی جوش سے یہ مطلب ہے کہ بہت سے بچے پیدا ہوں اور خنزیر زادے زمین پر کثرت سے پھیل جائیں اور نہ اس کو فطرتی طور پر یہ شعور دیا گیا ہے تاہم اگر بچے پیدا ہو جائیں تو بلاشبہ سؤر وغیرہ اپنے اپنے بچوں کے باپ کہلائیں گے اب جبکہ اَب کے لفظ یعنی باپ کے لفظ میں دنیا کی تمام لغتوں کی رو سے یہ معنی ہرگز مراد نہیں کہ وہ باپ نطفہ ڈالنے کے بعد پھر بھی نطفہ کے متعلق کچھ کارگذاری کرتا رہے تا بچہ پیدا ہو جائے یا ایسے کام کے وقت میں یہ ارادہ بھی اس کے دل میں ہو اور نہ کسی مخلوق کو ایسا اختیار دیا گیا ہے بلکہ باپ کے لفظ میں بچہ پیدا ہونے کا

احمد عافاه الله وايّد انی کنت مولعاً من شرخ الزمان بتحقیق
احمد کہتا ہے (خدا اُسے عافیت میں رکھے اور تائید میں رہے) کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی مذہب کی تحقیق

بقیہ صفحہ ۱۲: چال بھی شرط نہیں اور اُس کے مفہوم میں اس سے زیادہ کوئی امر ماخوذ نہیں کہ وہ نطفہ ڈال دے بلکہ وہ اسی ایک ہی لحاظ سے جو نطفہ ڈالتا ہے لغت کی رُو سے اَب یعنی باپ کہلاتا ہے تو کیونکر جائز ہو کہ ایسا ناکارہ لفظ جس کو تمام زبانوں کا اتفاق ناکارہ ٹھہراتا ہے اُس قادر مطلق پر بولا جائے جس کے تمام کام کامل ارادوں اور کامل علم اور قدرت کاملہ سے ظہور میں آتے ہیں اور کیوں کر درست ہو کہ وہی ایک لفظ جو بکرا پر بولا گیا بیل پر بولا گیا۔ سؤر پر بولا گیا۔ وہ خدا تعالیٰ پر بھی بولا جائے یہ کیسی بے ادبی ہے جس سے **نادان عیسائی** باز نہیں آتے نہ اُن کو شرم باقی رہی نہ حیا باقی رہی نہ انسانیت کی سمجھ باقی رہی **کفارہ** کا مسئلہ کچھ ایسا اُن کی انسانی قوتوں پر فالج کی طرح گرا کہ بالکل نکما اور بے حس کر دیا۔ اب اس قوم کے کفارہ کے بھروسہ پر یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اچھا چال چلن بھی اُن کے نزدیک بیہودہ ہے۔ حال میں یعنی ۱۱ جون ۱۸۹۵ء کو پرچہ نورافشاں لدھیانہ میں جو عیسائی مذہب کا ایک اصول کفارہ کی نسبت چھپا ہے وہ ایسا خطرناک ہے جو جرائم پیشہ لوگوں کو بہت ہی مدد دیتا ہے۔ اس کا ماحصل یہی ہے کہ ایک سچے عیسائی کو کسی نیک چلنی کی ضرورت نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ اعمال حسنہ کو نجات میں کچھ بھی دخل نہیں جس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی جو رضامندی الٰہی کی جو نجات کی جڑ ہے اعمال سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ کفارہ ہی کافی ہے۔ اب سوچنے والے سوچ سکتے ہیں کہ جبکہ اعمال کو الٰہی رضامندی میں کچھ بھی دخل نہیں تو پھر عیسائیوں کا چال چلن کیونکر درست رہ سکتا ہے جبکہ چوری اور زنا سے پرہیز کرنا موجب ثواب نہیں تو پھر یہ دونوں فعل موجب مواخذہ بھی نہیں اب معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا بیباک ہو کر بدکاریوں میں پڑنا اسی اصول کی تحریک سے ہے بلکہ اس اصول کی بنا پر قتل وغیرہ حلف دروغی سب کچھ کر سکتے ہیں کفارہ جو کافی اور ہر یک بدی کا مٹانے والا ہوا۔ حیف ایسے دین و مذہب پر۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ اَب یا باپ کا لفظ جس کو ناحق بے ادبی کی راہ سے عیسائی لوگ خدا تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہیں **لغات مشترکہ** میں سے ہے یعنی اُن عربی لفظوں میں سے ہے جو تمام اُن زبانوں میں پائے جاتے ہیں جو عربی کی شاخیں ہیں اور تھوڑے سے تغیر و تبدل سے ان میں موجود ہیں چنانچہ درحقیقت **فادر** اور **پِتا** اور

المذاهب والادیان۔ وما رضیتُ فقط بِبادرۃ الکلمٰت وما قنعت بطافی من الخیالات

میں مشغول رہا ہوں۔ اور کبھی میں اس بات پر راضی نہ ہوا کہ سرسری کلمات پر ہی بس کروں اور کبھی میں نے سطحی خیالات پر قناعت نہ کی۔

بقیہ صفحہ ۳۴: **باپ** اور **پدر** وغیرہ اسی عربی لفظ کی خراب شدہ صورتیں ہیں جن کو ہم انشاء اللہ اپنے محل پر بیان کریں گے اور لغت کی رو سے یہ لفظ چار مادوں کے لحاظ سے بنایا گیا ہے۔

(۱) **اَبار** سے کیونکہ اَبار اس پانی کو کہتے ہیں جو ختم نہ ہو چونکہ نطفہ کا پانی مدت دراز تک مرد میں پیدا ہوتا رہتا ہے اور اسی پانی سے حکیم ذوالجلال بچہ پیدا کرتا ہے اس لئے اس پانی کا منبع **اَب** کے نام سے موسوم ہوا اسی لحاظ سے عرب کے لوگ عورت کی شرم گاہ کو بھی **ابوداَرِس** کہتے ہیں اور دارس حیض کا نام ہے یعنی حیض کا باپ چونکہ حیض بھی ایک مدت دراز تک منقطع نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو بھی بطریق مجاز ایک پانی تصور کر کے عورت کی شرم گاہ کا نام ابوداَرِس رکھا گیا ہے گویا وہ بھی ایک کنواں ہے جس کا پانی منقطع نہیں ہوتا اور **دوسری اَبی** کے لفظ سے نکالا گیا ہے کیونکہ اَبی کے معنی لغت میں رک جانے اور بس کر جانے کے بھی ہیں چونکہ اس کام میں نر جو باپ کہلاتا ہے صرف نطفہ ڈالنے پر بس کر جاتا ہے اور آگے اس کا کوئی کام نہیں بلکہ **اُم** جس کے معنے اَب کی نسبت بہت وسیع ہیں اپنے رحم میں اس نطفہ کو لیتی ہے اور اسی کے خون سے وہ نطفہ پرورش پاتا ہے پس اَب کی وجہ تسمیہ میں یہ امر بھی ملحوظ ہے۔ **تیسرے** ابا کے لفظ سے مشتق ہے کیونکہ ابار سرکنڈہ کو کہتے ہیں چونکہ نر کا عضو تناسل سرکنڈے سے مشابہت رکھتا ہے اس لئے اس کا نام اب یعنی **باپ** ہوا۔ **چوتھے۔ اِبی** کے لفظ سے جو منفور الاشتہا کو کہتے ہیں چونکہ فراغت کے بعد مرد کی خواہش منقطع ہو جاتی ہے اس لئے یہ جزو بھی وجہ تسمیہ اَب میں ماخوذ ہے۔

غرض یہ چار وجوہ ہیں جو اس قانون قدرت میں پائے جاتے ہیں جو باپ کے متعلق ہے لہٰذا انہیں کی بنا پر **اب** کا نام اب رکھا گیا اور جبکہ اب کی وجہ تسمیہ معلوم ہو چکا تو دوسری زبانوں میں جو جو اس کے عوض میں نام بولا جاتا ہے جیسا کہ باپ یا فادر یا پدر یا پِتا وغیرہ ان کی وجوہ تسمیہ بھی ساتھ ہی معلوم ہو گئیں کیونکہ وہ سب اسی زبان سے نکلی ہیں اور وہ الفاظ بھی درحقیقت عربی بگڑی ہوئی ہے۔ اب ذرا **شرم اور حیا** سے سوچنا چاہیئے کہ کیا ایسا لفظ جس کی وجوہ تسمیہ یہ ہیں خدا تعالیٰ پر اطلاق کر سکتے ہیں۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ پھر پہلی کتابوں نے کیوں اطلاق کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو وہ تمام کتابیں

کل غبی اسیر الجہلات ومحبوس الخزعبلات وما اصررت علی باطل

جیسا کہ ہر ایک کند ذہن جو جہل اور باطل میں مقید ہو قناعت کرتا ہے اور کبھی میں نے بے اصل باتوں پر اصرار نہ کیا

بقیہ صفحہ ۳۲: محرف ومبدل ہیں اور ان کا ایسا بیان جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہے ہرگز پذیرائی کے لائق نہیں کیونکہ اب وہ کتابیں **ایک گندے کیچڑ** کی طرح ہیں جس سے پاک طبع انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے اور پھر اگر فرض بھی کرلیں کہ توریت میں بعض جگہ ایسے لفظ موجود تھے تو ممکن ہے کہ ان کے اور بھی معنے ہوں جو باپ کے معنے سے بالکل مخالف ہوں کیونکہ الفاظ کے معنوں میں وسعت ہوا کرتی ہے پھر اگر قبول بھی کریں کہ اس لغت کے ایک ہی معنے ہیں تو اس وقت یہ جواب ہو سکتا ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل اور بعد میں ان کی اور نسلیں اس زمانہ میں نہایت تنزل کی حالت میں تھیں اور وحشیوں کی طرح وہ زندگی بسر کرتی تھیں اور اس پاک اور کامل معنی کو نہیں سمجھتی تھیں جو رب کے مفہوم میں ہے اس لئے الہام الٰہی نے ان کی پست حالت کے موافق ایسے لفظوں سے ان کو سمجھایا جن کو وہ بخوبی سمجھ سکتے تھے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ توریت میں عالم معاد کی اچھی طرح تصریح نہیں کی گئی اور دنیا کے آراموں کی طمع دی گئی اور دنیا کی آفتوں سے ڈرایا گیا کیونکہ اس وقت وہ قومیں عالم معاد کی تفاصیل کو سمجھ نہیں سکتی تھیں پس جیسا کہ اس اجمال کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک قوم قیامت کی منکر یہود میں پیدا ہو گئی ایسا ہی باپ کے لفظ کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ ایک نادان قوم یعنی عیسائیوں نے ایک **عاجز بندہ کو خدا بنا دیا** مگر یہ تمام محاورات تنزل کے طور پر تھے چونکہ ان کتابوں کی تعلیم محدود تھی اور خدا تعالیٰ کے علم میں وہ تمام تعلیمیں جلد منسوخ ہونے والی تھیں۔ اس لئے ایسے محاورات ایک سفلہ اور پست خیال قوم کے لئے جائز رکھے گئے اور پھر جب وہ کتاب دنیا میں آئی جو **حقیقی نور** دکھلاتی ہے تو اس روشنی کی کچھ حاجت نہ رہی جو تاریکی سے ملی ہوئی تھی اور زمانہ اپنی اصلی حالت کی طرف رجوع کر آیا اور تمام الفاظ اپنی اصل حقیقت پر آ گئے یہی بھید تھا کہ قرآن کریم بلاغت فصاحت کا اعجاز لے کر آیا کیونکہ دنیا کو سخت حاجت تھی کہ زبان کی اصل وضع کا علم حاصل ہو پس **قرآن کریم** نے ہر ایک **لفظ** کو اس کے محل پر رکھ کر دکھلا دیا اور **بلاغت** اور فصاحت کو ایسے طور سے کھول دیا کہ وہ بلاغت اور فصاحت دین کی **دو آنکھیں** بن گئیں پہلی قومیں اس بات سے بہت ہی غفلت میں رہیں کہ وہ زبان کو دینی اسرار کے حل کرنے کی خادم بناتیں لیکن وہ اس میں بے اختیار اور مجبور بھی تھیں کیونکہ ان کے پاس صرف بگڑی ہوئیں اور خراب حالت

کَکُلِّ جَھُوْلٍ ضَنِیْنٍ ۔ وَمَا حَرَّکَنِیْ اِلٰی اَمْرٍ اَلْاَعْیُنُ لِلتَّحْقِیْقِ ۔ وَمَا جَرَّنِیْ

جیسا کہ ہر یک نافہم بخیل کی عادت ہے۔ اور کبھی کسی چیز نے بجز تحقیق کی آنکھوں کے کسی امر کی طرف مجھے جنبش نہیں دی۔ اور مجھے

بقیہ صفحہ ۴۴: کی زبانیں تھیں جو **مفردات** اور اسماء کی **وجوہ تسمیہ** بیان کرنے میں گونگی تھیں۔ مفردات کا کچھ نظام نہ تھا اطراد مواد کا کچھ بھی سرمایہ نہ تھا ایک گری ہوئی **عمارت** کی طرح **اینٹیں** پڑی تھیں جن کی ترتیب طبعی کا کوئی بھی نشان باقی نہ تھا پس ان کو ایسی نالائق زبانیں کیونکر الٰہیات میں مدد دے سکتی تھیں اس لئے وہ تمام قومیں ہلاک ہو گئیں پھر قرآن کریم ایک ایسی کامل زبان میں نازل ہوا جس میں یہ سارا سامان نظام موجود تھا اس لئے دین اسلام بگڑنے سے محفوظ رہا اور خدائے قادر کی جگہ مخلوق نے نہیں لی۔

اب اس کے بعد اگرچہ ہمارا ارادہ تھا کہ چند اور کلمات کی بھی تشریح کی جائے اور دکھلایا جائے کہ عربی کے مفردات کس قدر حقائق عالیہ اپنے اندر رکھتے ہیں مگر افسوس کہ طول کے خوف سے بالفعل ہم اس مضمون کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں لیکن یہ تین سو لفظ جو ہم لکھ چکے ہیں یہ اسی غرض سے لکھے گئے ہیں تا ہمارے مخالف بھی ایسی ہی عبارتیں اپنی اپنی زبانوں میں بنا کر مثلاً ایسا ہی خطبہ اور اس کے بعد ایسی ہی تمہید کلمات مفردہ میں ہم کو لکھ کر دکھلا دیں تا ہم بھی دیکھیں کہ ان کے پاس کس قدر مفردات ہیں اور وہ اپنے مفردات کو کسی امر کے بیان میں کہاں تک نباہ سکتے ہیں اور مفردات کا نظام اپنے پاس رکھتے ہیں یا یوں ہی لاف و گزاف ہے۔

اس جگہ ہم میکسملر کے بعض شبہات اور وساوس کو بھی دور کرنا قرین مصلحت سمجھتے ہیں جو اس نے اپنی کتاب لیکچر جلد اول علم اللسان کی بحث کے نیچے لکھے ہیں چنانچہ بطرز قولہ و اقول کے ذیل میں تحریر ہیں۔

قولہ ترقی علم کے موانعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض قوموں نے دوسری قوموں کو استخفاف اور تحقیر کی نگاہ سے دیکھنے کے لئے ان کی نسبت حقارت آمیز القاب تراشے اس سے وہ ان محقر قوموں کی لغات کے سیکھنے سے قاصر رہے اور جب تک یہ الفاظ جنگلی اور عجمی کہنے کے انسانیت کی لغات اور فرہنگ سے نہ نکالے گئے اور بجائے اس کے لفظ برادر قائم نہ ہوا ایسا ہی جب تک تمام قوموں کا یہ استحقاق تسلیم نہ کیا گیا کہ وہ ایک ہی نوع یا جنس کے ہیں اس وقت تک ہمارے علم اللسان کا آغاز نہ ہوا۔ **اقول** صاحب راقم کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ در اصل ان کو اہل عرب پر اعتراض ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ عرب کے لوگ جو دوسری زبان والوں کو عجمی بولتے ہیں یہ لفظ محض بخل اور تعصب سے

الٰی عقیدۃ الاٰفائد التعمیق۔ ومافہمنی الا ربّی الذی ھو خیر المفہمین
گہری پہنچ کی کوشش کرکے اور کسی نے مجھ کو کسی عقیدہ کی طرف نہیں کھینچا۔ اور بجز خدا کے مجھ کو کسی نے نہیں سمجھایا اور وہ سب سمجھانے والوں سے بہتر ہے

بقیہ صفحہ ۳۵: راہ سے دوسری قوموں کی تحقیر کی غرض سے تراشا گیا ہے لیکن یہ غلطی محض اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ اُن کی عیسائیت کا بخل ان کو اس بات کی دریافت سے مانع ہوا کہ آیا عجم اور عرب کا لفظ انسان کی طرف سے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اپنی کتاب میں خود اقرار کر چکے ہیں کہ مفردات زبان کا اپنی طرف سے بنالینا کسی انسان کا کام نہیں اب ہم ان پر اور اُن کے ہم خیالوں پر واضح کرتے ہیں کہ زبان عرب میں وہ لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل پر واقع ہیں۔ ایک تو عرب جس کے معنی فصیح اور بلیغ کے ہیں اور دوسرا عجم جو اس کے مقابل پر واقع ہے جس کے معنی غیر فصیح اور بستہ زبان ہے اگر میکسمولر صاحب کے خیال میں یہ دو لفظ قدیم نہیں ہیں اور اسلام نے ہی بخل کے مادہ سے ان کو ایجاد کیا ہے تو اُن کو اُن لفظوں کا نشان دینا چاہیئے جو ان کی رائے میں اصلی لفظ تھے کیونکہ یہ تو ممکن نہیں کہ کسی قوم کا قدیم سے کوئی بھی نام نہ ہو اور جب قدیم ماننا پڑا تو ثابت ہوا کہ یہ انسانی بناوٹ نہیں بلکہ وہ قادر عالم الغیب جس نے مختلف استعدادوں کے ساتھ انسانوں کو پیدا کیا ہے اُس نے مختلف لیاقتوں کے لحاظ سے یہ دو نام آپ مقرر کر دیئے ہیں۔ پھر دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ اگر یہ دو نام عرب اور عجم کسی انسان نے محض تعصب اور تحقیر کے لحاظ سے آپ ہی گھڑ لئے ہیں تو بلاشبہ یہ واقعات کے برخلاف ہوں گے اور محض دروغ بے فروغ ہوگا لیکن ہم اس کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ عرب کا لفظ درحقیقت اسم بامسمّٰی ہے اور واقعی طور پر یہ بات سچ ہے کہ زبان عربی اپنے نظام مفردات اور لطافت ترکیب اور دیگر عجائب وغرائب کے لحاظ سے ایسے اعلیٰ مقام کے مرتبہ پر ہے کہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ دوسری زبانیں اس کے مقابل پر گونگے کی طرح ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری تمام زبانیں اس کے مقابل پر گونگے کی طرح ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری تمام زبانیں جمادات کی طرح بے حس و حرکت پڑی ہیں اور اطراد مواد کی حرکت ایسی اُن سے مفقود ہے کہ گویا وہ بالکل بے جان ہیں تو ہمیں مجبوری یہ ماننا پڑتا ہے کہ درحقیقت وہ زبانیں نہایت تنزّل کی حالت میں ہیں اور عربی زبان میں یہ بات نہایت نرم لفظوں میں کہی گئی ہے کہ عرب کے مقابل کے لوگوں کا نام عجم ہے ورنہ اس نام کا استحقاق بھی اُن زبانوں اور ان لوگوں کو حاصل نہ تھا اور اگر ٹھیک ٹھیک اُن کے تنزّل کا حال ظاہر کیا جاتا تو یہ لفظ نہایت موزون تھا کہ اُن زبانوں کا نام مردہ زبانیں رکھا جاتا بہرحال اب ہم اس مقدمہ کو صرف دعویٰ کی صورت میں پیش نہیں کرتے ہم نے اس جھگڑے کے طے کے لئے

وانہ کشف علیّ اسرارًا من الحقائق وانزل علیّ عہاد المعارف والدقائق
اس نے حقائق کے کئی اسرار مجھ پر کھولے اور معارف اور دقائق کی بارشیں میرے پر برسائیں

بقیہ صفحہ ۲۷: **پانچہزار روپیہ کا اشتہار** اس کتاب کے ساتھ شائع کیا ہے پس اگر کوئی اس بیان کا مکذب ہے میکسمولر ہوں یا کوئی اور ہو تو اُن کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ وہ اپنی اس لاف وگزاف کو دلائل شافیہ کے ساتھ ثابت کر کے دکھلاویں اور پانچ ہزار روپیہ نقد ہم سے لے لیں اور ہمیں میکسمولر صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ انہوں نے عیسائی کہلا کر اپنی کتب مقدسہ کے برخلاف اعتراض پیش کر دیا ہے کیونکہ اُن کی مقدس کتابوں نے عرب کے نام کو عرب کے لفظ سے ہی بیان کیا ہے۔* کیا اُن کو اس جوش تعصب کے وقت انجیل بھی یاد نہ رہی۔ رسولوں کے اعمال کو دیکھیں کہ اُن کے خدا نے عرب کے لفظ کو عرب کے نام سے ہی یاد کیا ہے پس جبکہ اُن کی مقدس کتابیں بھی عرب کے لفظ کی وہ عزت بحال رکھتی ہیں جس کے مقابل پر عجم واقع ہے تو بڑا افسوس ہے کہ انہوں نے عیسائی کہلا کر اس نام کی عزت کو قبول کرنا ناگوار سمجھا ہے اور نیز مقابل کے نام کو بھی تسلیم نہیں کیا ان کو سوچنا چاہیئے تھا کہ ان کی مقدس کتابوں نے عرب کے اس پاک مفہوم کو تصدیق کر لیا ہے۔ تبھی تو عرب کو عرب کے نام سے ہی جو فصاحت کی خصوصیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے جا بجا موسوم کیا ہے۔ چنانچہ انجیل کے وجود سے پہلے انجیل میں بھی جا بجا عرب کا لفظ موجود ہے اور جن نبیوں نے عرب کے بارے میں نبوت کی ہے انہوں نے عرب کا لفظ استعمال کیا ہے اگر عرب کا لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو لازم آئے گا کہ انجیل اور تمام وہ کتابیں جو کتب مقدسہ کہلاتی ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو اس صورت میں اس بخل کی وجہ سے ان تمام کتابوں کو چھوڑنا پڑے گا۔

قولہ: میرے نزدیک واقعی آغاز علم اللسان کا پینتیکوست کے پہلے روز سے ہوا۔ **اقول** چونکہ رسولوں کے اعمال میں حواریوں کا طرح طرح کی بولی بولنا لکھا ہے اس لئے میکسمولر صاحب اس سے یہ حجت پکڑتے ہیں کہ بولیوں کی تحقیق کی بنا عیسائی مذہب نے ڈالی ہے۔ اب اہل نظر سوچیں کہ صاحب راقم ایسے بے اصل کلمات کے ساتھ کس قدر تعصب سے کام لے رہے ہیں۔ یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اعمال کے دوسرے باب میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ حواریوں نے اُس روز وُہی بولیاں بولیں جو یروشلم کے یہودی بولتے تھے یہ نہیں لکھا کہ انہوں نے اُس وقت چینی زبان یا سنسکرت یا جاپان کی بولی میں باتیں کرنا شروع کر دیا تھا بلکہ صاف لکھا ہے کہ اُن تمام بولیوں کو یہودی سمجھتے تھے۔ کیونکہ یروشلم میں وہ

* دیکھو یسعیاہ ۲۱ باب۔ النبوۃ فی العرب

واعطانی ما یعطی المخلصین فلما وجدت الحق بفیضانہ ورُبّیتُ
اور مجھے وہ نعمتیں دیں جو مخلصوں کو دیا کرتا ہے۔ پس جبکہ میں نے اس کے فیضان سے حق کو پا لیا اور اس کے دودھ

بلبانہ رأیت شکر ھذہ الآلاء فی ان اعون خدمۃ الدین والشریعۃ
سے میں پرورش کیا گیا تو میں نے ان نعمتوں کا شکر اس بات میں دیکھا کہ دین کی خدمت میں اور شریعت کی تائید میں اپنے پر مشقت

الغرّآء۔ واری الناس نور الدین المتین۔ واری ملکوتہ بعساکر البراھین
گوارا کروں اور دین متین کا نور لوگوں کو دکھاؤں۔ اور اس کی بادشاہت براہین کے لشکروں کے ساتھ ظاہر کردوں۔

بقیہ صفحہ ۱۶۲: سب بولیاں بولی جاتی تھیں پس اس صورت میں حواریوں کی کرامات کیا ہوئی بلکہ ایسی باتوں کا اس زمانہ میں پیش کرنا قابل شرم ہے کیا ممکن نہیں کہ وہ بولیاں جو اسی شہر میں حواریوں کی قوم اور برادری میں بکثرت مستعمل تھیں حواریوں کو بھی یاد ہوں۔ جبکہ ایک ہی قوم ایک ہی شہر ایک ہی برادری تھی اور تمدن کا سلسلہ چاہتا تھا کہ بوجہ رشتہ اور تعلق اور دن رات کی ملاقاتوں اور معاملات کے بعض بعض کی بولیوں سے واقف ہو جائیں تو اس بات میں کون سا استبعاد ہے کہ حواری بھی اپنے عزیز بھائیوں کی بولیوں سے واقف ہوں پس ایسی کرامت اس کرامت سے کچھ زیادہ معلوم نہیں ہوتی کہ جو لاہور کے سادھو بھی دکھلا دیا کرتے ہیں ہاں اگر میکسمولر یہ لکھتے کہ علم اللسان کا آغاز مسیح کے جانی دشمنوں سے ہوا ہے اور انہوں نے اول اول یہ بنا ڈالی تو یہ بات بظاہر سچی معلوم ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اعمال کے اسی باب میں اس بات کا اقرار ہے کہ یہود اسی شہر میں جہاں حواری رہتے تھے مدت دراز سے یہی بولیاں بولتے تھے سو تقدم یہود کو ثابت ہوا اور حواریوں کو اس قدر عزت دینا غنیمت ہے کہ یہ گمان کریں کہ شعبدہ بازوں کی طرح یہ مکار نہیں تھے بلکہ یہ بولیاں اپنی برادری سے انہوں نے سیکھ لی تھیں۔ کیونکہ انہیں میں انہوں نے پرورش پائی تھی اور اصل بات یہ ہے کہ بولیوں کی تحقیق کی طرف توجہ دلانے والا بجز قرآن کریم کے اور کوئی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا۔ اسی پاک کلام نے یہ فرمایا ومن اٰیاتہٖ خلق السمٰوٰت والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لاٰیات للعلمین[1] (سورۃ روم) یعنی خدا تعالیٰ کی ہستی اور توحید کے نشانوں میں سے زمین آسمان کا پیدا کرنا بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ درحقیقت خدا شناسی کے لئے یہ بڑے نشان ہیں مگر ان کے لئے جو

---

[1] الروم : ۲۳

وارعی شئون صدوق امین۔ وما ھذا الافضل ربی انہ ارانی
اور صدوق امین کے کاموں کی حفاظت کروں اور یہ خاص فضل الٰہی ہے اسی نے مجھ کو صادقوں کی راہیں

سبل الصادقین۔ وعلمنی فاحسن تعلیمی وفھّمنی فاکمل تفھیمی و
دکھائیں اور اس نے مجھ کو سکھلایا اور سمجھایا اور کامل سمجھایا اور

عصمنی من طرق الخاطئین۔ واوحی الیّ ان الدین ھو الاسلام وان
خطا کی راہوں سے مجھے بچا لیا اور مجھے الہام کیا کہ دین اللہ اسلام ہی ہے اور

الرسول ھو المصطفٰی السید الامام رسول اُمّی امین۔ فکما ان ربنا احد
سچا رسول مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سردار امام ہے جو رسول اُمّی امین ہے پس جیسا کہ عبادت صرف خدا کے

یستحق العبادۃ وحدہ فکذالک رسولنا المطاع واحد لا نبی بعدہ ولا شریک
لئے ہے اور وہ وحدہ لاشریک ہے اسی طرح ہمارا رسول اس بات میں واحد ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور اس بات میں واحد ہے

معہ وانہ خاتم النبیین۔ فاھتدیت بھداہ ورأیت الحق بسناہ ورفعتنی
کہ وہ خاتم الانبیاء ہے پس میں نے اس کی ہدایت سے ہدایت پائی اور اس کی روشنی سے میں نے حق کو دیکھا اور اس کے دونوں

یداہ وربّانی ربی کما یربی عبادہ المجذوبین وھدانی وادرانی
ہاتھوں نے مجھے اٹھا لیا اور میرے رب نے میری ایسی پرورش کی جیسا کہ وہ ان لوگوں کی پرورش کرتا ہے جنکو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس نے مجھ کو ہدایت دی

وارانی ما ارانی حتی عرفت الحق بالدلائل القاطعۃ ووجدت الحقیقۃ
اور علم بخشا اور دکھلایا جو دکھلایا یہاں تک کہ میں نے دلائل قاطعہ کے ساتھ حق کو پہچان لیا۔ اور روشن براہین کے

بالبراھین الساطعۃ ووصلت الی حق الیقین۔ فاخذنی الاسف علی
ساتھ حقیقت کو پالیا اور میں حق الیقین تک پہنچ گیا تب مجھے ان دلوں پر سخت افسوس

بقیہ صفحہ ۳۸: اہل علم ہی یاب دیکھیں کہ کس قدر تحقیق السنہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس کو خداشناسی کا مدار ٹھہرا دیا ہے کیا کوئی ایسی آیت انجیل میں بھی موجود ہے؟ میں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں پس جائے شرم ہے۔

قلوب فسدت وأنظار زاغت وعقول فالت وآراء مالت

ہوا جو بگڑ گئے اور اُن نظروں پر دل دُکھا جو ٹیڑھی ہو گئیں اور ان عقلوں پر جو ضعیف ہو گئیں اور اُن رایوں پر جو

وأهواء صالت وأوباء شاعت من إفساد المفسدين

ناراستی کی طرف جھک گئیں اور ان نفسانی خواہشوں پر جنہوں نے حملہ کیا اور اُن وباؤں پر جو مفسدوں کے فساد سے پھیل گئیں

ورأيت أن الناس أكبّوا على الدنيا وزينتها فلا يصغون إلى

اور میں نے دیکھا کہ لوگ دُنیا اور اس کی زینت پر گرے ہوئے ہیں اور مذہب حق اور اس کے دلائل

الملّة وأدلّتها ولا ينظرون إلى نضارها ونُضرتها ويعرضون كأنهم

کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کی زرِ خالص اور تازگی کو نہیں دیکھتے اور اس طرح کنارہ کرتے ہیں کہ گویا

مرتابون وليسوا بمرتابين ولكنهم آثروا الدنيا على الدّين۔ لا يقبلون

شک میں ہیں اور وہ درحقیقت شک میں نہیں بلکہ انہوں نے دنیا کو دین پر اختیار کر لیا ہے اپنی نابینائی کی

لغيّهم دقائق العرفان ولا يرون علاء البراهين۔ وكيف وإنهم

وجہ سے معرفت کی باریک باتوں کو قبول نہیں کرتے اور براہین کے اونچے مقام کو دیکھ نہیں سکتے اور کیونکر دیکھیں

يؤثرون سبل الشيطان ويصرّون على التكذيب والعدوان۔

انہوں نے تو شیطان کی راہیں اختیار کر رکھی ہیں اور ظلم اور تکذیب پر اصرار کر رہے ہیں

ولا يسلكون محجّة الصّادقين۔ فطفقتُ أدعو الله ليؤتيني حجة تفحم

اور صادقوں کی راہوں پر چلنا نہیں چاہتے سو میں نے جناب الٰہی میں اس غرض سے دعا کرنا شروع کیا تا کہ وہ مجھے ایسی حجت

كفرة هذا الزمان وتناسب طبائع الحدثان لأبكت سفهاءهم

عنایت کرے جو اس زمانہ کے کافروں کو لاجواب کر دیوے اور جو اس زمانہ کے نوجوانوں کی طبائع کے مناسب حال ہو تا کہ میں اُن کے

وعقلاءهم بأحسن البيان وتتم الحجة على المجرمين۔ فاستجاب

کم عقلوں اور عقلمندوں کو ایک عمدہ بیان کے ساتھ ملزم کردوں اور تاکہ مجرموں پر حجت پوری ہو۔ پس میرے رب نے میری دعا کو

ربي دعوتي وحقق لي منيتي وفتح علي بابها كما كانت مسئلتي

قبول کیا اور میری آرزو کو میرے لئے پورا کر دیا اور میرے پر میری آرزو کا دروازہ ایسے طور پر کھول دیا جو

ومرادُ مُهجتی واَعطانی الدلائل الجدیدة البینة والحجج القاطعة
میرا مدعا تھا اور مجھے نئے اور کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور یقینی اور قاطعہ دلیلیں عنایت کیں

الیقینیة فالحمد للّٰه المولی المعین۔
سو اللہ کو سب تعریف جو مدد گار آقا ہے

وتفصیل ذلک انّه صرف قلبی الی تحقیق الالسنة و
اور اس مجمل کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے زبانوں کی تحقیق کی طرف میرے دل کو پھیر دیا اور

اعان نظری فی تنقید اللغات المتفرقة وعلمنی ان العربیة اُمّها و
میرے نظر کو متفرق زبانوں کے پرکھنے کے لئے مدد کی اور مجھ کو سکھلایا کہ عربی تمام زبانوں کی ماں اور

جامع کیفها وکمّها وانها لسان اصلیّ لنوع الانسان ولغةٌ الهامیة من
ان کی کیفیت کمیت کی جامع ہے اور وہ نوع انسان کے لئے ایک اصلی زبان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حضرة الرحمان وتتمة لخلقة البشر من احسن الخالقین۔
ایک الہامی لغت ہے اور انسانی پیدائش کا تتمہ ہے جو احسن الخالقین نے ظاہر کیا ہے

ثم عُلّمت من کلام اللّٰه ذی القدرة ان العربیة مخزن
پھر مجھے خدائے قادر کی کلام سے معلوم ہوا کہ عربی دلائل نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دلائل النبوة ومجمع شواهد عظمة هذه الشریعة فخررت
کا ایک ذخیرہ ہے اور اس شریعت کے لئے بڑی بڑی شہادتوں کا مجموعہ ہے سو میں اوس

سلجداً لخیر المنعمین۔ وقادنی داعی الشوق الی التوغل فی العربیة
خیر المنعمین کے آگے سجدہ میں گر پڑا اور شوق کے جاذب نے مجھے اس طرف کھینچا کہ میں عربی میں توغل

والتبحر فی هذه اللهجة فوردت لجّتها بحسب الطاقة البشریة
کروں اور اس زبان میں تبحر حاصل کروں پس میں طاقت بشری کے اندازہ پر اس کے بڑے پانی میں داخل ہوا

ودخلت مدینتها بالنصرة الالٰهیة وشرعت الاختراق فی سُبلها
اور خدا تعالیٰ کی مدد سے اُس کے شہر میں داخل ہوا اور میں نے اُس کی راہوں اور سڑکوں میں چلنا شروع کیا

ومسالکها والانصلات فی طرقها وسککها لاستعرف ربیبۃ خدرها

اور اس کی گذرگاہوں اور کوچوں میں چلنے لگا تا میں اُس کے خانہ پرور دہ پردہ نشین کو پہچان لوں

واذوق عصیدۃ قدرها واجتنی ثمار اشجارها واخرج درر

اور اس کی ہنڈیا کے طعام کو چکھ لوں اور اس کے درختوں کا پھل چُن لوں اور اُس کے دریاؤں میں سے

بحارها فصرت بفضل اللّٰہ من الفائزین۔ ولم یَفُتْنی بما

موتی نکال لوں پس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابوں میں سے ہو گیا اور کسی چڑھائی میں ناکام نہ

مطلع ولا خلا منی مرتع ورأیت نضرتها ورعیت خضرتها و

رہا اور کسی چراگاہ سے میں خالی ہاتھ نہ پھرا میں نے اس کی تازگی کو دیکھا اور میں نے اس کے سبزہ کو چرا اور

اعطیت من ربّی حظًا کثیرًا ودخلاً کبیرًا أنّی عربیّ مبین حتی اذا

مجھے میرے رب کی طرف سے زبان عربی میں بہت سا حصہ اور ایک بھاری دخل دیا گیا۔ یہاں تک کہ

حصلت لی دُرَرها ودرّها وکشف علی مَعْدنها ومقرها وارانی

جب مجھے اُس کے موتی اور اُس کا دودھ مل گیا اور میرے پر اُس کے معدن اور مقام کھولے گئے اور میرے خدا

ربی انها وحی کریم واصل عظیم لمعرفت الدّین۔ وان شهبها

نے مجھے دکھلا دیا کہ وہ ایک خدا الکرم وحی اور دین کے پہچاننے کے لئے اصل عظیم ہے اور اُس کی آگ کی روشنی

ترجم الشیاطین۔ ومع ذٰلک رأیت لغاتٍ اُخری کخضراء الدمن

شیطانوں کو سنگسار کرتی ہے اور باوجود اس کے میں نے دوسری زبانوں کو دیکھا کہ گندگی کے سبزہ کی طرح ہیں

ووجدت دارها خربۃ واهلها فی المحن ووجدتها شادۃ الرحال

اور میں نے ان کے گھروں کو ویران پایا اور ان کے اہل کو مصیبتوں میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ وہ زبانیں مسافروں کی طرح

للطعن کالمتغربین فاُلقی فی روعی ان اُولّف کتابًا فی هذا الباب

کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں پس میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس باب میں ایک کتاب تیار کروں

واضع الحق امام اعین الطلاب واحسن الی الخلق کما احسن الیّ

اور سچائی کے طالبوں کے سامنے حق کو رکھ دوں اور خلق اللہ پر احسان کروں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر احسان کیا

رب الارباب لعل اللّٰہ یھدی بہ نفسًا الی امور الصواب وما ابتغی

تا ہو کہ کوئی اس سے صواب کی راہ اختیار کرے اور میں اس خدمت سے خدا تعالیٰ کی رضا

بہ الّا رضا الرب الوھاب وھو مقصودی لا مدح العالمین۔ و

کے بغیر اور کچھ نہیں چاہتا اور وہی میرا مقصود ہے نہ لوگوں کی تعریف اور

انّی ماخرجت شیئًا من عیبتی فبایّ حق اطلب محمدتی۔ وواللّٰہ

میں نے اپنی لیاقت سے کچھ نہیں نکالا پس مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں اپنی تعریف کا مطالبہ کروں اور بخدا

ماخرجتْ من فمی کلمۃ وما انکشفت علیّ حقیقۃ الا بتفہیمہ

میرے منہ سے کوئی کلمہ نہیں نکلا اور نہ کوئی حقیقت مجھ پر کھلی مگر اس طرح پر کہ خدا ہی نے

وما علمت شیئًا الا بتعلیمہ واللّٰہ یعلم وھو خیر الشاھدین۔ فلا

مجھے سمجھایا اور خدا نے ہی مجھے سکھلایا اور اس واقعہ کا خدا کو علم ہے اور وہ سب گواہوں سے بہتر گواہ ہے پس اے

تثن علیّ یصالح فی ھذہ الخطۃ واشکروا اللّٰہ فان کلھا من حضرۃ

پڑھنے والے اس بارے میں میری کچھ تعریف نہ کرنا اور خدا کا شکر کرو کیونکہ یہ سب اسی کی طرف سے حاصل ہوا

العزۃ ھو الذی احسن الیّ وھو خیر المحسنین۔

اس نے میرے پر احسان کیا اور وہ ان سب سے بہتر ہے جو نکوکار ہیں اور وہ ارحم الراحمین ہے

وانّی رتّبت ھذا الکتاب علی مقدمۃ وابواب وخاتمۃ

اور میں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ اور کئی باب اور ایک خاتمہ پر حق کے طالبوں کے

لطلاب ولا قوۃ الا بکریم ذی قوۃ ولا قدرۃ الا بقدیر ذی عظمۃ

لئے منقسم کیا ہے اور بجز فضل کریم ذی قوت کے کچھ بھی قوت نہیں اور بجز قدرت اس قادر ذی عظمت کے کچھ بھی

نرجو افضلہ ونطلب رحمہ وھو ارحم الراحمین وانا شرعنا باسمہ

توانائی نہیں ہم اسکے فضل کو ڈھونڈتے ہیں اور اس کے رحم کو طلب کرتے ہیں اور وہ ارحم الراحمین ہے اور ہم نے اس کے نام سے شروع کیا ہے

ونختم انشاء اللّٰہ بفضلہ وھو خیر المتفضلین۔ وھو المولی المعین

اور انشاء اللہ اس کے فضل سے ختم کریں گے اور وہ سب فضل کرنے والوں سے بہتر ہے اور وہ آقا مدد کرنے والا ہے

فایاہ نعبد وایاہ نستعین ونرید ان نری محامدہ علی راحلۃ قصیدۃ*

پس ہم اسی کی پرستش کرتے اور اسی کی مدد چاہتے ہیں اور ہم ارادہ کرتے ہیں کہ اس کے محامد کو ایک قصیدہ کی سواری پر دکھلاویں اور ان محامد

ونزیّنہا بزھر اشعار جدیدۃ مع نعت رسولٍ ھادی کل نفس سعیدۃ

کو تازہ شعروں کے پھولوں سے روشن کریں

لعل اللّٰہ یقبل ھذہ الھدیۃ ویجعل فی کتابی البرکۃ واللّٰہ یعطی

امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس ہدیہ کو قبول فرماوے اور اس کتاب میں برکت رکھ دیوے اور جو

من یطلب فبشریٰ للطالبین (ڈھونڈتا ہے عطا ہوتا ہے پس ڈھونڈنے والوں کو خوشخبری ہو)

القصیدۃ فی حمد حضرۃ العزۃ ونعت خیر البریۃ

قصیدہ جناب باری کے حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں

یامن احاط الخلق بالآلاء ۔۔۔ نُثنی علیک ولیس حولُ ثناءِ

انظر الیّ برحمۃٍ وعطوفۃٍ ۔۔۔ یا ملجئی یا کاشفَ الغُمّاءِ

انت الملاذ وانت کہف نفوسنا ۔۔۔ فی ھذہ الدنیا وبعد فناءِ

انا رئینا فی الظلام مصیبۃ ۔۔۔ فارحم وانزلنا بدار ضیاءِ

تعفو عن الذنب العظیم بتوبۃ ۔۔۔ تُنجی رقاب الناس من اعباءِ

انت المراد وانت مطلب مُہجتی ۔۔۔ وعلیک کل توکلی ورجائی

اعطیتنی کاس المحبۃ ریقہا ۔۔۔ فشربت رَوحًا منہ بعد رَوحاءِ

انی اموت ولا یموت محبّتی ۔۔۔ یُدریٰ بذکرک فی التراب ندائی

ما شاھدت عینی کمثلک محسنًا ۔۔۔ یا واسع المعروف ذا النعماءِ

انت الذی قد کان مقصد مُہجتی ۔۔۔ فی کل رَشح القلم والاملاءِ

لما رایت کمال لطفک والندیٰ ۔۔۔ ذھب البلاء فما احس بلائی

انی ترکت النفس مع جذباتہا ۔۔۔ لمّا اتانی طالب الطلباءِ

متنا بموتٍ لا یراہ عدوّنا ۔۔۔ بعدت جنازتنا من الاحیاءِ

لو لم یکن رحم المھیمن کافلے ۔۔۔ کادت تُغیّبنی سیول بکائی

نتلو ضیاء الحق عند وضوحہٖ ۔۔۔ لسنا بمبتاع الدجیٰ ببراءِ

* یہ قصیدہ بروز دوشنبہ ۱۵ جولائی ۱۸۹۵ء قریباً آٹھ بجے دن کے بعد شروع کیا گیا اور اسی دن بوقت عصر پانچ بجے سے پہلے سو شعر تیار ہو گیا۔ فذالک فضل [illegible] منہ

نفسی نأت عن کل ما ھو مظلم — فأنخت عند منوّری وجنائی

لما رأیت النفس سدّ محجتی — أسلمتھا کالمیت فی البیداء

إنی شربت کؤوس موت للھدیٰ — فرأیت بعد الموت عین بقائی

وُجدت مرادی فی زمن لذاذۃ — فوجدتھا فی فرقۃ وصلاء

لولا من الرحمٰن مصباح الھدیٰ — کانت زجاجتنا بغیر ضیاء

إنی أریٰ فضل الکریم أحاطنی — فی النشأۃ الأخریٰ وفی الأبداء

اللہ أعطانی حدائق علمہ — لولا العنایۃ کنت کالسفھاء

فبذا اقتضت زفرات روحی مقدمی — فحضرت حمالا الکؤوس شفاء

اللہ خلاقی ومھجۃ مھجتی — حبٌّ فدتہ النفس کل فداء

ولہ التفرّد فی المحامد کلھا — ولہ علاء فوق کل علاء

فالھض لہ إن کنت تعرف قدرہ — واسبق ببذل النفس والإعلاء

ملکوتہ تبقی بقوۃ ذاتہ — ولہ التقدس والعلیٰ بغناء

غلبت علی قلبی محبۃ وجھہ — حتی رمیتُ النفس بالإلغاء

ولدی الوداد أنار باطن باطنی — وأری التعشق لاح فی سیمائی

ما بقی فی قلبی سواہ تصوّر — غمرت أیادی الطول جرّ حیائی

ھوجاء الفتن أثارت حُرقتی — فلہ جنانی صولت الھوجاء

یری الھموم مبشرنیۃ فضلہ — واللہ کافٍ لی ونعم الراعی

ما شمّ أنفی مرغماً فی مشھد — وأُریتُ أقبح الموت فی الأعداء

یا رب آمنّا بأنک واحد — ربّ السماء وخالق الغبراء

آمنتُ بالکتب التی أنزلتھا — وبکل ما أخبرتَ من أنباء

یا ملجائی أدرک فإنک موئلی — یا کھفی اعصمنی من الشغباء

یا ربّ أیّدنی بفضلک وانتقم — ممن یدس الدین تحت عفاء

لا یعلمون نکات دین المصطفیٰ — وتھالکوا فی بخلھم ورئاء

یؤذوننی قوم أضاعوا دینھم — شمس المقاصد مظلم الآراء

خشّو ولا یخشی الرجال شجاعۃ — فی نائبات الدھر والھیجاء

رُمح الأناس یملقون کثعلب — یؤذوننی بتحوّب ومُواء

حسدوا فسبوا حاسدین ولم یزل — ذو الفضل یحسدہ ذوو الأھواء

صالوا بابداء لنواجذ كالعدا   لمقالة ابن بطالة وشقاء

ان اللئام يكفرون وذمهم   مازادني الا مقام سناء

نضّوا السياب[1] ثياب تقوى كلهم   ما بقي الا لبسة الاغواء

ما ان ارى غير العمائم واللحى   او السنا زاغت بفرط مراء

وارى تغيظهم يفور كلجة   موج كموج البحر في الغلواء

كلم اللئام اسنة مذروبة   اعرى بواطنهم لباس عواء

من مخبر عن ذلتي ومصيبتي   مولاي ختم الرسل اهل رباء

يا طيب الاخلاق والاسماء   جئناك مظلومين من جهلاء

ان المحبة لا تضاع وتشترى   انا نحبك يا ذكاء سخاء

انت الذي جمع المحاسن كلها   انت الذي قد جاء للاحياء

انت الذي ترك الهدون لربه   وتخير المولى على الحوباء

يا كنز نعم الله والآلاء   يسعى اليك الخلق للاركاء   پناہ گرفتن

يا بحر نور الله والعرفان   تهوي اليك قلوب اهل صفاء

يا شمسنا يا مبدء الانوار   نورت وجه المدن والبيداء

اني ارى في وجهك المتهلل   شانا يفوق شئون وجه ذكاء

ما جئت الا في وقت ضرورة   قد جئت مثل المزن في الرمضاء

اني رأيت الوجه وجه **محمد**   وجه كبدر الليلة البلجاء

شمس الهدى طلعت لنا من مكة   عين الندى نبعت لنا **بحراء**

ضاهت اياة الشمس بعض ضيائه   فاذا رأيت فهاج منه بكائي

اعلى المهيمن همنا في دينه   نبني منازلنا على الجوزاء

نسعى كفتيان بدين **محمد**   لسنا كرجل فاقد الاعضاء

نلنا ثريا السماء وسمكه   لنرد ايمانا الى الصيلاء

انا جعلنا كالسيوف فندمغ   راس اللئام وهامة الاعداء

واما الاصحاب النبي وجنده   حفدوا اليه بشدة ورخاء

غمسوا ببركات النبي وفيضه   في النور بعد تمزق الاهواء

قاموا باقدام الرسول بغزوه   حضروا جناب امامنا الفداء

قدم الرجال لصدقهم في حبهم   تحت السيوف أريق كالاطلاء

---

[1] سهو الكاتب والصواب "الثياب" شمس ۶ م

بلغ القلوبُ الى الحناجر كربه فتخيّروا لله كلّ عناء

دخلوا حديقة ملة غرّاء غلب الموارد مثمر الشجراء

وفنوا بحب المصطفٰى فبحبه قطعوا من الاٰباء والابناء

قبلوا لدين الله كل مصيبة حتى رضوا بمصائب الاجلاء

قد اٰثروا وجه النبى ونوره وتباعدوا من صحبة الرفقاء

فى وقت ظلمات المفاسد نوّروا وجدوا السنا فى ليلة الليلاء

نصب اللئام نشوبهم فليكلم اعطى جواهر حكمة وضياء

دمّالهم مثلوا لعزة ربهم ماتوا له بصداقة وصفاء

شهدوا المعارك كلها حتى قضوا لرضا المهيمن نحبهم بوفاء

مافارقوا سبل الهدىٰ وتخيّروا جور العدا وبوائق الهيجاء

هذا رسول قد اتينا بابه لمحبّة واطاعة ورضاء

ياليت شُق جنانى المتموّج لأُرى الخلائق بحرها كالماء

انا نقصد ظلّه بهواجر كالطير اذ ياوى الى الدفواء

يا من يُكذب ديننا ونبيّنا وتسب وجه المصطفٰى بجهالة

والله لست بباسل يوم الوغٰى ان لم اشن عليك يا ابن بغاء

انا نشاهد حسنه وجماله وملاحة فى مقلة كحلاء

بدر من الله الكريم بفضله والبدر لايخفى بلغو ضراء

لايبصر الكفار نور جماله والموت خير من حيات عشاء

انا براء فى مناهج دينه من كل زنديق عدوّ دهاء

نختار اٰثار النبى وامره نقفو كتاب الله لا الاٰراء

يامُكفرى ان العواقب للتقٰى فانظر مآل الامر كالعقلاء

انى اراك تميس بالخيلاء انسيت يوم الطعن والاسراء

تُب ايها الغالى وتاتى ساعة تمسى تعض يمينك الشلّاء

انتصرن على الصلات زجاجة هوّن عليك ولاتمت بإباء

غرّتك اقوال بغير بصيرة سُتّرت عليك حقيقة الانباء

ان السموم لشرّ مافى العالم ومن السموم عوايل الاٰراء

جاوزت بالتكفير عما اتّقى اشفقت قلبى اذ رأيت خفائى

تأتيك آياتي فتعرف وجهها ... فاصبر ولا تترك طريق حياء

إن المقرّب لا يضاع بفتنة ... والأجر يكتب عند كل بلاء

يا ربّنا افتح بيننا بكرامة ... يا من يرى قلبي ولبّ لحائي

يا من أرى أبوابه مفتوحة

للسائلين فلا تردّ دعائي

المقدمة

في ذكر

أسباب تأليف الكتاب وبيان ما علّمنا من الله الوهاب

اعلم حفظك الله القيّوم. وأيّدك في خير تروم. أنّ هذا الزّمان هو

اے پڑھنے والے اس کتاب کے خدائے قیوم تجھے غلطیوں سے نگاہ رکھے اور ہر ایک نیک مقصد میں تیرا مددگار ہو جاننا چاہئے کہ یہ زمانہ نہایت

الزمان الظلوم كأنه اليوم المسموم. أو البلاد الجروم. ضاعت فيه

ستمگار زمانہ ہے گویا وہ ایک نہایت گرم دن ہے یا ایسا ملک ہے جس پر سخت گرمی پڑتی ہے۔ اس زمانہ میں علم اور معارف

المعارف والعلوم. وشاعت البدعات والرسوم. وخلصت للدّنيا

ضائع ہو گئے اور رسوم اور بدعات پھیل گئے۔ اور سارے غم اور ساری ہمتیں دنیا کے لئے

الهمم والهُموم. وخبثت بئار الطبائع ونُزح الجموم. وحسبوا

خالص ہو گئیں اور طبیعت کے کنوؤں میں سیاہ مٹی پڑ گئی اور بہت پانی والا کنواں خشک ہو گیا۔ اور اس زمانہ کے لوگوں

الزّقّوم كأنه الزّقّوم. وقلّ المؤمنون وكثر اللئام

نے درخت زقوم کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا وہ کھجوریں اور مکھن ہے اور مومن کم ہو گئے اور لئیم جھگڑنے والے زیادہ ہو گئے

الخصوم۔ وجعلوا المسیح الٰھًا وقد ردّ انہ المسکین العاجز۔ وکذالک جاءت

اور مسیح کو خدا بنادیا حالانکہ جانتے تھے کہ وہ مسکین اور عاجز ہے اور اسی طرح

الایام الحسوم فنشکوا الی اللّٰہ ربّ العالمین۔ والّذی نوّر

ایسے ہی منحوس دن متواتر آگئے سو ہم یہ گلہ جناب الٰہی میں کرتے ہیں جو رب العالمین ہے اور اس خدا کی قسم ہے جس نے

الشّہب وازجی للمطر السُّحبّ وخلق السّمٰوٰت طباقاً وطیّبھا

ستارے کو روشن کیا اور بارش کے لئے بادلوں کو چلایا اور آسمانوں کو طبقہ بعد طبقہ بنایا اور ان کو روشنی

اشراقًا۔ انّ الظلمت کثرت فی ھٰذا الزمان۔ وحلّت فی جذر

سے بھر دیا۔ کہ یہ بات در حقیقت سچ ہے کہ اس زمانہ میں تاریکی بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اور مردوں اور عورتوں کے

قلوب الرّجال والنّسوان۔ ومالت الطبائع الی الضّیم والزّور

دلوں کے اندر بیٹھ گئی ہے اور طبیعتیں ظلم اور جھوٹ کی طرف میل کر گئیں

واختارت سُبُل الفسق والفجور۔ وترک الناس طرق الدّیانۃ والامانۃ

اور بدکاری اور دروغ اور بے اعتدالی کے طریقوں کو اختیار کر لیا ہے اور لوگوں نے دیانت اور امانت کے طریقوں کو چھوڑ دیا ہے

ورضوا بانواع الفریۃ والخیانۃ وقلّبوا امور الدّین۔ یتخذون الجدّ

اور جھوٹ اور خیانت پر راضی ہو گئے ہیں۔ اور دین کے احکام کو بدل ڈالا ہے۔ حق اور حکمت کی باتوں کو عبث

عبثًا۔ ویحسبون التبرّ خبثًا۔ ولا یمشون الّا زائغین۔ سُلب منھم

سمجھتے ہیں اور سونے کو ایک میل قرار دے رہے ہیں اور جب چلتے ہیں تو ٹیڑھے چلتے ہیں ان کا وہ فہم ہی

الفہم الذی یصقل الخواطر ویدری الجہام والماطر فبرزوا

جاتا رہا جو دلوں کو صاف کرتا اور برسنے والے اور نہ برسنے والے بادل کے نشان

کالانعام راتعین۔ لا یعرفون الزمان۔ والوقت الّذی قد حان۔

معلوم کر لیتا ہے سو وہ چارپایوں کی طرح مرغزار چرنے والے ہی ثابت ہوئے زمانہ کو نہیں پہچانتے اور نہ اس وقت کو کہ آگیا

ولا یسلکون مسلک الحق والحقیقۃ۔ ولا یستقرون

وہ حق اور حقیقت کی راہوں پر نہیں چلتے اور اس راہ کی تہہ کو نہیں

مفتاح الطريقة ولا يتدبّرون القرآن منصفين۔ ولا يستوكفون

ڈھونڈتے اور قرآن میں منصفوں کی طرح نہیں سوچتے اور الٰہی فیضان کے مینہ

صيّب الفيضان ويتيهون في موماة الخسران كالعمين۔ يؤذون

کا برسنا نہیں چاہتے اور زیاں کاری کے ایسے جنگلوں میں پھرتے ہیں جن میں نہ دانہ نہ پانی ہے۔ تیز کلموں

بحدّة الكلمات ولا كحدّ الظباة۔ ولا يبالون مكانة الصادقين۔ و

کے ساتھ دکھ دیتے ہیں اور وہ کلمے ایسے تیز نہیں جیسا کہ تلواریں بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں اور یہ لوگ سچوں کی شان کی کچھ پرواہ

إذا قيل لهم لا تفسدوا واتقوا الله واهتدوا۔ قالوا إنما نحن

نہیں رکھتے اور جب کہا جائے کہ فساد مت کرو اور خدا سے ڈرو اور ہدایت پذیر ہو جاؤ تو ان کا جواب یہ ہے۔ کہ ہم تو اول درجہ

أول المصلحين۔ فبما كانوا يكذبون۔ ولا يتركون الفساد ويزوّرون۔

کے مصلح ہیں۔ پس اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور فساد کو نہیں چھوڑتے اور جھوٹ کی بندشوں میں مشغول

ختم الله على قلوبهم وسقاهم سمّ ذنوبهم فما وُفّقوا وصاروا

ہیں خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور انہیں کے گناہوں کی زہر انہیں پلا دی پس وہ توفیق یاب نہ ہوئے

من الهالكين۔ وقد نُصِحوا فما زكّى النصيحة۔ ووُعِظوا فما نفع الموعظة

اور ہلاک ہو گئے اور ان کو نصیحت کی گئی پس نصیحت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور ان کو وعظ کیا گیا اگر وعظ نے کچھ نفع نہ دیا

وما ازدادوا إلا عنادا وما زادوا إلا فسادا وترٰهم يعثون في

اور انہوں نے بجز عناد کے کچھ نہ دکھلایا اور بجز فساد کے کچھ زیادہ نہ کیا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زمین پر

الأرض مفسدين۔ نسلوا من كل حدب وصاروا سبب كل

فساد کرتے پھرتے ہیں ہر ایک بلندی سے وہ دوڑے اور ہر ایک ماتم کا وہ سبب

ندب۔ وساروا على نجبٍ صابذين۔ واشاعوا الفسق والفجور والكذب

ہوئے اور شر کاری کے لئے جلدی جلدی انہوں نے قدم اٹھائے اور انہوں نے بدکاری اور بے حیائی اور

والزور بما كانوا فاسقين۔ فلذالك ترى أن الأمانة قلّت

جھوٹ کو پھیلایا کیونکہ وہ خود بدکار تھے اور اسی لئے تو دیکھتا ہے کہ امانت کم ہو گئی

والخیانت کثرت۔ والوقاحت افظعت۔ والضلالت ضنأت۔

اور خیانت بہت ہو گئی اور بے حیائی حد سے زیادہ پھیل گئی اور گمراہی کے بہت سے بچے ہو گئے

وکلبۃ الفسق اجعلت۔ ونعم الشر نساءت۔ وحامل المواعظ ایتنت۔

اور بدکاری کی کتیا اٹھا بس آئی۔ اور شرارت کے شتر کے نرینہ سے مادہ اونٹنیاں حاملہ ہو گئیں اور نصیحتوں کی حاملہ الٹا جنی

وھجان الھجر سمّنت۔ وعسبرۃ الحق عبطت۔ فما بکت علیھا عینٌ

اور بیہودہ گوئی کے اونٹ موٹے کئے گئے اور تیز رو اور نجیب اونٹنی سچائی۔ باوجود جوانی اور تازگی اور صحت کے ذبح کی گئی

وما ذرفت۔ بل دابۃ الباطل سرحت۔ فرعت حمی الحق حتی تضلّعت۔

پس پھر کوئی بھی نہ رویا اور نہ آنسو بہائے بلکہ باطل کا ٹٹو چراگاہ میں چھوڑا گیا سو وہ سچائی کے مرغزار کو چر گیا یہاں تک کہ اس کی کوکھیں بھر

فما منعھا احد بل ایدی المسلمین وشئت۔ وسیوف العدا انطلقت۔ فاُخذ

گئیں سو اس کو کسی نے منع نہ کیا بلکہ مسلمانوں کے بازو توڑے گئے اور دشمنوں کی تلواریں میان سے باہر نکل آئیں سو شریف قومی کپڑے

الاحرار ولحومھم سفّدت ثم نذئت ثم خضمت وقضمت والقیامۃ قامت

گئے اور ان کے گوشت سیخوں پر چڑھائے گئے پھر بریاں کرنے کے لئے آگ پر رکھے گئے پھر دانتوں سے چبائے گئے اور پیس کر کھائے گئے اور

وھوجاء الفتن اشتدّت۔ وسیل الشرور غلبت۔ وانکسر السکر والمصیبۃ

قیامت قائم ہو گئی اور فتنوں کی آندھی سخت ہو گئی اور شرارتوں کا سیلاب غالب ہوا اور بند ٹوٹ گیا اور مصیبت بھاری

جلّت۔ ونزلت النوازل وجبأت۔ وارض التقوی برذت۔ وسماء

ہو گئی اور حوادث اترے اور کمین سے انہوں نے پکڑا اور تقویٰ کی زمین پر اولے پڑے اور نیکی کا آسمان

الصّلاح تغیمت والمعصیۃ امتدت ولیلتھا اجثمّت والذنوب

بادل کے نیچے چھپ گیا اور بدکاری بہت لمبی ہو گئی اور اس کی رات آدھی چلی گئی۔ اور گناہوں نے دھاوا

اغارت وصالت حتی جنّبت الصلاح واسعطت والنفوس ندت

مارا اور حملہ کیا یہاں تک کہ نیکی کی پسلی توڑ ڈالی اور اس کے سینہ پر نیزہ مارا اور لوگ آوارہ اور بے قید

وعین الانصاف رمدت۔ وتروح الخبث تذیّاءت۔ وکل سلیطۃ

اور سرخود ہو گئے اور انصاف کی آنکھیں درد کی بیماری میں مبتلا ہوئیں اور پلیدی کے زخم بہت خراب ہو گئے

هَرَّتْ۔ والفتنة تفاقمت۔ وسهامها من كلّ جهة مطرت والخباثت

اور ہر ایک زبان دراز نے بدزبانی کی اور فتنہ بہت بڑھ گیا اور ہر ایک طرف سے اس کے تیر برسے اور پلیدی نے

تزوّجت۔ فحملت ولمثلها اجزءت۔ فجاءتها المتربة وتواردت۔

نکاح کر لیا پس اسے حمل ٹھہر گیا اور اس نے اپنی شکل جیسی لڑکیاں جنیں پس وہ فقر و فاقہ ساتھ لائیں اور

والبلاد خربت۔ ودهام المصائب تصوّبت فما نجت نفس أيمنت

ملک ویران ہو گیا اور مصیبتوں کے مینہ برسے پس ان مصیبتوں سے کوئی شخص نجات نہ پا سکا خواہ وہ یمن کی طرف گیا

او اشأمت او عرضت۔ وما عصمت من الفقر وان طهفلت وما تركها

یا شام کی طرف یا مکہ اور مدینہ اور ان کے گرد کے دیہات کو دیکھ کر واپس آیا اور کوئی فاقہ سے نہ بچا اگرچہ وہ جنیا یا مکی کا غلہ کھا رہا

العلل وان بأبأت وكم من نفس ارتدت بعد ما اهلّت۔ وكفرت بعد ما

اور اسی ناج پر ہمیشہ کیلئے قناعت کی اور پرہیز کے طور پر اسی کا کھانا معمول رکھا اور بیماریوں نے اسے نہ چھوڑا اگرچہ اس نے کہا کہ میرا باپ تم پر

آمنت وحمدلت۔ فرأينا في هذه الليلة الليلاء۔ ما عرفنا جهد البلاء

قربان ہو اور بہت سے مرتد ہو گئے اور بعد اس کے کہ وہ کہتے تھے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دین سے پھر گئے اور بعد ایمان لانے اور الحمد للہ کہنے کے

وقصصنا قصص الاعداء مسترجعين۔ محوقلين۔ والذين يقولون

بعد کافر ہو گئے سو ہم نے اس اندھیری رات میں وہ مصیبتیں دیکھیں جنہوں نے ہمیں یہ بھی دکھا دیا کہ نہایت سخت بلا اسے کہتے ہیں اور ہم نے یہ سب قصے دشمنوں

انا نحن علماء الاسلام۔ وفحول ملّة خير الانام فنراهم الكسالى الآكلين

کے ساتھ ہمیں لکھے جبکہ ہم انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے تھے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے تھے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں جو ہم علماء اسلام ہیں

كالانعام لا ينصرون الحق بالاقوال والاقلام۔ الا قليل من عباد الله

اور نبی کے دین کے ایک نر والہ ہیں سو ہم ان کو ایک سست الوجود اور چارپایوں کی طرح کھانے پینے والے دیکھتے ہیں وہ اپنی باتوں اور قلموں سے

ذي الاكرام۔ وترى اكثرهم في حقد اهل الحق كاللئام۔ ما يجيئهم حق

کچھ بھی حق کی مدد نہیں کرتے بجز اللہ جلشانہ کے ان خاص بندوں کے جو تھوڑے ہیں اور اکثر کو تو ایسا پائے گا کہ اہل حق کا کینہ رکھتے ہونگے۔ کبھی

الا يستعير بينهم الاصطخاب۔ ولا يدرون ما الحق والصواب لا يمتنعون

ایسا نہیں ہوا کہ کوئی حق کی بات منکر ان میں شور و غوغا پیدا نہ ہو وہ نہیں جانتے کہ حق اور صواب کیا چیز ہے وہ فتنے سے

من الفتنة ویلبسون الحق بغوائل الزخرفة ۔ لیفتنوا من اِزدائهم

باز نہیں آتے اور حق کے ساتھ باطل باتوں کو ملاتے ہیں تا اپنی نکتہ چینی سے جاہل

قوماً جاھلین ۔ والذی اقامه الله لاصلاح الناس یحسبونه

کو دھوکہ میں ڈالیں اور وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے اُس کو

کالخناس ویکفرون المؤمنین ۔ لا تنتقل خطواتهم الا الی التزویر

ایک خناس سمجھتے ہیں اور مومنوں کو کافر ٹھہراتے ہیں اُن کے قدم بجز بیہودہ گوئی کے کسی طرف حرکت نہیں

ولا تمیلُ السنتهم الا الی التکفیر ۔ ولا یعلمون ما خدمة الدّین

کرتے اور اُن کی زبانیں بجز کافر بنانے کے کسی طرف جھکتی نہیں اور نہیں جانتے کہ دین کی خدمت کیا شے ہے

لبسوا الحق بالباطل وکذالک عبطوا علینا الکذب متعمّدین

انہوں نے حق کو باطل کے ساتھ ملایا اور دیدہ و دانستہ ہم پر افترا کیا

فھذا اعظم المصائب علٰی دین خیر البریة ان العلماء خرجوا

پس یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایک بڑی مصیبت ہے کہ اس زمانہ کے اکثر علما دیانت اور

من التدیّن والامانة ۔ وفعلوا فعال اعداء الملّة ۔ واجتاؤا

امانت سے باہر نکل گئے ہیں اور دینی دشمنوں کی مانند کام کر رہے ہیں اور جھوٹ پر

علی الکذب والفریة ۔ لیحفظوها من صول الحق والحکمة

گرے جاتے ہیں تا اُس کو حق کے حملہ سے بچالیں

ولا یبالون دیانات العظمة ۔ وینصرون الکفرة کالمعاندین ۔

اور خداوند ذوالجلال کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور عناد رکھنے والوں کی طرح کافروں کو مدد دے رہے ہیں

واختکاؤا فی انفسهم انهم علی الصّواب وما یسلکون الا مسلک

اور اپنے دلوں میں یہ بات جمالی ہے کہ وہی حق پر ہیں حالانکہ سراسر ہلاکت کی راہ پر چلتے

التباب ولا یعلمون الا الامانی ولا یبتغون المعانی وما کانوا

ہیں وہ صرف اپنی نفسانی آرزوؤں کو جانتے ہیں اور معانی کو نہیں ڈھونڈتے اور نہ غور کرتے ہیں

ممعنین۔ یسمعون الحق فیابون۔ کانہم الی الموت یُدعَون

سچی بات کو سن کر پھر سرکشی کرتے ہیں۔ گویا وہ موت کی طرف بلائے جاتے ہیں اور دیکھتے

ویرون ان الدنیا غدور والدھر عثور۔ ثم یکبون علیہا کالعاشقین

ہیں کہ دنیا سخت بیوفا ہے اور زمانہ منہ کے بل گرانے والا ہے پھر دنیا پر عاشقوں کی طرح گرتے ہیں

ولہم عمل یعملون فی الدار۔ وعمل اٰخر للانظار فویل للمرائین

اور بعض انکے کام وہ ہیں جو گھر میں کرتے ہیں اور بعض وہ کام ہیں جو دکھلانے کے لئے ہیں سو ریاکاروں پر واویلا ہے

وقد رأوا فساد الکفار وعلموا انّ الدّین صار غرض الاشرار۔ ودیس

انہوں نے خوب دیکھ لیا کہ کافروں کا فساد کیسا بڑھ گیا ہے اور وہ خوب جانتے ہیں کہ دین شریروں کا نشانہ بن گیا اور حق

الحق تحت ارجل الفجار ثم ینومون نوم الغافلین ولا یلتفتون الٰی

بدکاروں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا پھر غافلوں کی طرح پڑے سوتے ہیں اور دین کی ہمدردی کے لئے کچھ

مواسات الدّین۔ یسمعون کل صبحۃٍ موذیۃ ثم لا یبالون قول کفرۃ

بھی توجہ نہیں کرتے ہر ایک دکھ دینے والی آواز کو سنتے ہیں۔ پھر کافروں ناپاکوں کی باتوں کی کچھ بھی

فجرۃ ولا یقومون کذی غیرۃ بل یثقلون کالحبالٰی وماھم بحبالٰی

پروا نہیں رکھتے اور ایک ذی غیرت انسان کی طرح نہیں اٹھتے بلکہ حمل دار عورتوں کی طرح اپنے تئیں بوجھل بنا لیتے

واذا قاموا الی خیر قاموا کسالٰی۔ وما تجد فیھم صفت المجاھدین

ہیں حالانکہ وہ حمل دار نہیں۔ اور جب کسی نیکی کی طرف اٹھتے ہیں تو سست اور ڈھیلے اٹھتے ہیں اور تو محنت کشوں کے چلن

واذا رأوا حظ انفسھم فتراھم یھرعون الیہ واثبین

ان میں نہیں پائیگا اور جب کوئی نفسانی حظ دیکھیں تو تو دیکھے گا کہ اس کی طرف دوڑتے بلکہ اچھلتے چلے جاتے ہیں

ھذا حال علمائنا الکرام۔ واما الکفار فیجاھدون لاطفاء الاسلام

یہ تو ہمارے بزرگ علماء کا حال ہے مگر کافر تو اسلام کے مٹانے کے لئے سخت کوشش کر رہے ہیں اور ان کے تمام مشورے

وما کان نجواھم الا لھذا المرام وما کانوا منتھین۔ حرفوا کتبا

اسی مقصد کے لئے ہیں اور باز نہیں آتے کتابوں اور

واخباراً ومكروا مكراً كُبّاراً۔ وزوّروا اطواراً واهلكوا خلقاً كثيراً

اخبار دل کو بدل ڈالا اور ایک بڑا مکر کیا اور کئی طور سے جھوٹ کو آراستہ کیا اور ایک دنیا کو جاہلوں

من الجاهلين۔ فقتلوا زُمراً كثيرة وابدوا مكيدة كبيرة۔ فما نبا سيفهم

میں سے ہلاک کیا بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور ایک عجیب مکر ظاہر کیا سو ان کی تلوار نے

نبوة وورد وا الديار منبوّءين۔ وما تركوا دقيقة الفساد۔ وجهروا

کبھی خطا نہ کیا اور وہ اس نیت سے ملکوں میں گئے کہ اگر ان کو اپنی مرضی پر پاویں تو وہیں ڈیرے جمالیں اور فساد کا

بالزحل من العناد۔ وقلبوا امور الحق والسداد وصافوا الشيطان

کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور عناد کی وجہ سے اپنے کینہ کو کھلے کھلے طور پر ظاہر کر دیا اور حق اور صلاحیت کی باتوں کو بدلا دیا اور

مثافنين وما نكبوا عنهم بغض الصادقين۔ بل نجد كل فردٍ

شیطان کے نا فرزانو بیٹھ کر اس سے صلح کرلی اور اپنے تئیں سچوں کے بغض سے علیحدہ نہ کر سکے بلکہ ہم ہر ایک کو ان میں سے

ذا حنق ومُصّراً على نجس ورهق وما نجدهم الا مفترين۔ لا يعلمون

جھگڑالو اور غضبناک پاتے ہیں اور انکو نقصان رسانی اور حق پوشی پر مصر دیکھتے ہیں اور ہمنے انہیں بجز افترا کرنے کے اور کچھ نہیں پایا

إلّا الاكل والنَّيكَ ولا يؤثرون الا الزينة والصَّيْكَ ولا يمشون

وہ بجز کھانے اور جماع کے اور کچھ نہیں جانتے اور بجز زینت اور خوشبو کے کچھ اختیار نہیں کرتے اور بجز تکبر کی چال

الا مستكبرين۔ فحملنا بهم انواع الاحمال۔ لو حُمّلت مثلها راسخات

کے اور کوئی چال نہیں چلتے پس ہم نے ان سے انواع اقسام کے بوجھ اٹھائے اور ایسے بوجھ اٹھائے کہ اگر ان کی مانند مضبوط

الجبال لخرّت وانهدّت فى الحال۔ وناء بها باس الاثقال۔ و

پہاڑوں پر بوجھ پڑتے تو فی الفور گر پڑتے اور بوجھ ان کو گرا دیتا اور ایسے گرتے

سقطت كالساجدين۔ ولكنّا كُنّا محفوظين ⁂

جیسا کہ کوئی سجدہ کرتا ہے مگر ہم حفاظت کئے گئے تھے

وكان قلبي يقلق وكادت نفسي تزهق لو لم يكن

اور میرا دل بےقراری میں تھا اور قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی اگر

معی قویٌّ متین۔ وانہ مولانا ولا مولی للکافرین۔ وانّہ یجیب دعاءنا

اگر خدائے قوی میرے ساتھ نہ ہوتا اور وہی ہمارا آقا ہے اور کافروں کا کوئی آقا نہیں اور وہی ہے جو ہماری دعا کو قبول

ویسمع بکاءنا ویاتینا اذا اتیناہ مضطرین۔ وکذالک اذا خوّفنی

کرتا اور ہمارے رونے کو سنتا ہے اور جب ہم بیقرار ہوکر اسکی جناب میں آتے ہیں تو ہماری طرف آتا ہے اور اسیطرح جب آفات

ھجوم الآفات وارعدنی ضعف المسلمین والمسلمات فبکیت فی وقت

کے ہجوم نے مجھ کو ڈرایا اور مسلمانوں کے ضعف نے میرے بدن پر لرزہ ڈالا ۔ پس میں ایک خاص وقت میں رویا

من الاوقات۔ ودعوت ربی قاضی الحاجات وناديتُ مولای

اور اپنے رب کی جناب میں جو قاضی الحاجات ہے دعا کی اور اپنے مولا کو تضرع کرنے والوں کی طرح پکارا

کالمتضرّعین۔ وقلتُ یا ربّ انت ملجاءنا فی کلّ حین۔ ونحن

اور میں نے کہا کہ یا الٰہی تو ہر وقت ہماری پناہ ہے اور ہم تیری طرف

الیک نشکو وانت احکم الحاکمین۔ فلا تواخذنا ان نسینا او

شکایت کرتے ہیں اور تو احکم الحاکمین ہے پس ہمارے بھولنے اور خطا کرنے پر

اخطأنا ولا تحمل علینا اِصْرًا کما حملتہ علی الذین من قبلنا۔ ولا

مت پکڑ اور ہم پر بوجھ مت ڈال جیسا کہ تو نے اُن پر بوجھ ڈالا جو ہم سے پہلے تھے اور ہمارے سر پر

تحمّلنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا اَنت مولانا

وہ بوجھ مت رکھ جس کے اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں اور ہم سے در گذر کر اور ہمیں ڈھانک لے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا آقا ہے

فانصرنا علی القوم الکافرین۔ فاستجاب لی ربی واعطانی اربی

سو ہمیں کافروں پر مدد دے ۔ سو میرے خدا نے میری دعا قبول کی اور میری حاجت مجھے

ونصرنی وھو خیر الناصرین۔ فکنت یومًا اتذکر قلّۃ البضاعۃ

عنایت کی اور مجھ کو مدد دی اور وہ بہتر مدد دینے والا ہے۔ سو میں ایکدن اپنی کمی سرمایہ کو یاد کر رہا تھا اور

وارتعد کالیّراع۔ واَقلق فی ھٰذہ الاحزان۔ واقرء اٰیات القراٰن

نرم اور نو خیز سبزہ کی طرح کانپتا تھا اور انہیں غموں میں بیقرار ہو رہا تھا اور قرآن شریف کی آیتیں پڑھتا تھا

وأفكر فيها بجهد الجنان. وأزجي نضو التدبر والإمعان. وأدعو الله

اور دلی کوشش سے فکر کر رہا تھا اور تدبر اور سوچ کی دُبلی اونٹنی کو چلا رہا تھا اور خدا تعالیٰ سے مانگ

أن يهديني طرق العرفان. ويتم حجتي على أهل العدوان. ويتلافى

رہا تھا کہ مجھے معرفت کی راہ دکھاوے اور اہل ظلم پر میری حجت کو پوری کرے اور اس ظلم کا

ما سلف من جور المعتدين. فبينما أنا أفتش كالكميش وقد حمي

تدارک کرے جو زیادتی کرنے والوں سے صادر ہو چکا ہے پس اس عرصہ میں جو میں ایک سریع الحرکت انسان کی طرح

وطيس التفتيش وأنظر بعض الآيات. وأتوسم نحواء البينات. إذا

فکر کر رہا تھا اور تفتیش کا تنور گرم تھا اور میں بعض آیتوں کو دیکھتا اور ان کے بینات میں غور کرتا تھا کہ ناگاہ

تلألأت أمام عيني آية من آيات الفرقان. ولا كتلألؤ درر العمان.

میری آنکھوں کے سامنے ایک آیت قرآن شریف کی چمکی۔ اور وہ ایسی چمک نہ تھی جیسا کہ عمان کے موتیوں کی

فإذا فكرت في فحوائها. واتبعت أنواع ضيائها. وأجزت حتى أرجائها.

بلکہ اس سے بڑھ کر تھی۔ پس جبکہ میں نے ان آیتوں کے مضمون میں غور کیا اور روشنی کی پیروی کی

وأفضيت إلى فضائها وجدتها خزينة من خزائن العلوم. ودفينة

اور ان کے میدان تک پہنچا تو میں نے ان آیتوں کو مخزن علوم پایا اور چھپے ہوئے

من السر المكتوم. فهزت عطفي رؤيتها وتجلت لي جمرة قوتها. وأصبى

بھیدوں کا دفینہ دیکھا۔ سو اس کے دیکھنے نے میرے بازو کو ہلا دیا اور اس کی قوت میرے پر شرارہ وار کی طرح

قلبي نضارها ونضرتها. واغتالت العدا كريهتها. وسرت مهجتي صرتها

ظاہر ہوئی اور اس کی سبزی اور تازگی نے میرے دل کو کھینچ لیا اور اس کی لڑائی نے یکدفعہ دشمنوں کو ہلاک کر دیا اور اس کی

فحمدلت وشكرت لله رب العالمين. ورأيت بها ما يملأ العين

جماعت نے میرے دل کو خوش کیا سو میں نے الحمد للہ کہا اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور میں نے ان آیات میں وہ عجائبات دیکھے جو آنکھوں

قرة ويعطي من المعارف دولة ويسر قلوب المسلمين. وعلمت من سر

کو ٹھنڈک سے بھر دیتے ہیں اور معارف کی دولت بخشتے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں کو خوش کر دیتے ہیں اور مجھ کو لفظوں کا

اللغات ومثواها۔ وزُوِّدتُ من فصّ الکلمات و نجواها وکذالک

ستر اور ان کی اصل جگہ بتلائی گئی اور کلمات کے جوڑ اور اُن کے راز سے میں توشہ دیا گیا اور اسی طرح

اُعطیتُ من اسرارٍ عُلیا ونکاتٍ عظمٰی۔ لیزید یقینی ربّی الاعلٰی۔

بلند بھید مجھ کو عطا کئے گئے اور بڑے بڑے نکتے مجھ کو دیئے گئے تا خدا تعالیٰ میرا یقین زیادہ کرے

ولیقطع دابر المعتدین۔ وان کنت تحب ان تعرف الاٰیۃ وصولہا

اور تا تجاوز کرنے والوں کا پیچھا کاٹ ڈالے اور اگر تو چاہتا ہے کہ آیۃ موصوفہ اور اس کے حملے سے بخت ہو تو قرآن

فاقرء لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَہَا۔ وانّ فیہا مدح القراٰن وعربیّ

کے اس مقام کو پڑھ جہاں یہ لکھا ہے لتنذر ام القرٰی ومن حولہا جسکے یہ معنی ہیں کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں بھیجا تا تو اس شہر

مبین۔ فتدبرہا کالعاقلین۔ ولا تمرّ بہا مرور الغافلین۔ واعلم

کو ڈراوے جو تمام آبادیوں کی ماں ہے اور ان آبادیوں کو جو اس کے گرد ہیں یعنی تمام دنیا کو اور اس میں قرآن کی مدح اور

انّ ھذہ الاٰیۃ تعظّم القراٰن والعربیۃ ومکۃ۔ وفیہا نور مزّق الاعداء

عربی کی مدح ہے پس عقلمندوں کی طرح تدبر کر اور غافلوں کی طرح اس پر سے مت گذر اور جان کہ یہ آیت قرآن اور عربی اور مکہ کی

ومکّن۔ فاقرءھا بتمامہا وانظر الی نظامہا وفتّش کالمستبصرین۔ وانّی

عظمت ظاہر کرتی ہے اور اس میں ایک نور ہے جس نے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور کامیاب کر دیا ہے تمام آیۃ کو پڑھ اور اسکے نظام کی

تدبّرتُہا فوجدتُ فیہا اسرارًا۔ ثم امعنتُ فرأیتُ انوارًا۔ ثم عمّقتُ فشاھدتُ

طرف دیکھ اور دانشمندوں کی طرح تحقیق کر اور میں نے ان آیتوں میں تدبر کیا پس کئی بھید ان میں پائے پھر ایک گہری غور کی تو

مُنزّلًا لاقہار ربّ العالمین۔ وکُشف علیّ انّ الاٰیۃ الموصوفۃ والاشارات

کئی نور ان میں پائے پھر ایک بہت ہی عمیق نظر سے دیکھا تو آثار نہ جلانے قہار کا مجھے مشاہدہ ہوا جو رب العالمین ہے اور میرے پر

الملفوفۃ تہدی الٰی فضائل العربیۃ۔ وتشیر الی انہا اُمّ الالسنۃ

کھولا گیا کہ آیۃ موصوفہ اور اشارات ملفوفہ عربی کے فضائل کی طرف ہدایت کرتی ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ کرتی

وانّ القراٰن اُمّ الکتب السابقۃ۔ وانّ مکۃ اُمّ الارضین

ہیں کہ وہ ام الالسنہ ہے اور قرآن پہلی کتابوں کا اُم یعنی اصل ہے اور مکہ تمام زمین کا اُم ہے

فاقتادنی بروق هذه الاٰیة الی انواع التنطس والدرایة ۔ وفهمتُ
سو مجھے اس آیت کی روشنی نے طرح طرح کے فہم اور درایت کی طرف کھینچا اور مجھے یہ بھید سمجھ
سرّ نزول القراٰن فی هذا اللسان وسرّ ختم النبوة ۔ علی خیر البریّة
آگیا کہ قرآن کیوں عربی زبان میں نازل ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو نبوت ختم ہوئی اس میں
وختم المرسلین ۔ ثم ظهرت علیّ اٰیات اُخرٰی واَیّد بعضها بعضًا
بھید کیا ہے پھر میرے پر اور آیتیں ظاہر ہوئیں اور بعض نے بعض کی متواتر مدد کی یہاں
تترا حتی جرّنی ربّی الی حق الیقین ۔ وادخلنی فی المستیقنین ؏
تک کہ میرے خدا نے حق الیقین تک مجھے کھینچ لیا اور یقین کرنے والوں میں مجھے داخل کیا
وظهر علیّ ان **القراٰن اُمّ الکتب الاولٰی** والعربیة
اور میرے پر ظاہر ہو گیا کہ قرآن ہی پہلی تمام کتابوں کی ماں ہے اور ایسا ہی عربی تمام
اُمّ الالسنة من الله الاعلٰی ۔ واما البقیّة من اللغات
زبانوں کی ماں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور باقی زبانیں اس کے بیٹے
فهی لها کالبنین او البنات ۔ ولا شك انها کمثل ولدها او ولائدها
بیٹیوں کی طرح ہیں اور کچھ شک نہیں کہ وہ تمام زبانیں اس کے فرزندوں یا خانہ زاد
وکلّ یاکل من اعشارها وموائدها وکل یجتنیون فاکهة هذه اللهجة
کنیزکوں کی طرح ہیں اور ہر یک اسی کی دیگوں اور اسی کے خوان میں سے کھا رہا ہے اور ہر یک اسی کے پھل چکھ رہا ہے
ویملاؤن البطون بتلك المائدة ویشربون من تلك اللجة ویتخذون
اور اسی خوان سے پیٹ بھر رہے ہیں اور اسی دریا سے پانی پی رہے ہیں اور اسی حُلّہ سے انہوں نے
لباسًا من هذه الحُلّة ۔ فهی مربیة اعارها اللّٰبست ۔ واختار لنفسها
اپنا لباس بنایا ہے اور وہ ان کی مربی ہے جس نے بعاریت ان کو لباس دیا اور اپنی ذات کے لئے
الدست ۔ واما اختلاف الالسنة فی صور التراکیب فلیس من العجیب
مسند اختیار کیا اور یہ بات کہ اگر عربی ام الالسنہ ہے تو زبانوں کی ترکیبوں میں کیوں اختلاف ہے تو یہ کچھ عجیب بات نہیں

وكذلك الاختلاف فى التصريف واطراد المواد ليس من دلايل عدم

اور اسی طرح جو اختلاف تصریف اور اطراد مواد میں ہے وہ بھی عدم اتحاد کی دلیل نہیں ٹھہر سکتا اور اگر

الاتحاد ولولا اختلاف هذا القدر فى التركيبات ـ لامتنع تغاير يوجب

یہ تھوڑا سا اختلاف بھی جو ترکیبات کا اختلاف ہے لُغات میں باقی نہ رہے تو وہ تغایر درمیان سے اٹھ جائے گا

كثرة اللغات ـ فان وجود التراكيب المختلفة هو الذى غيّر صور

جو کثرت لغات کا موجب ہے کیونکہ مختلف ترکیبوں کا زبانوں میں پایا جانا ہی تو وہ امر ہے جس نے زبانوں کی صورت

الالسنة وهو السبب الاول للتفرقة فلا يسوغ لمعترض ان يتكلم

کو متغایر کر دکھایا ہے اور یہی تو زبانوں کے تفرقہ کا پہلا سبب ہے پس کسی معترض کیلئے جائز نہیں جو ایسے کلمے منہ پر لاوے

بمثل هذه الكلمات ـ واين منتدحة هذه الاعتراضات فانها

اور ایسے اعتراضات کی گنجائش کہاں ہے کیونکہ یہ مصادرہ علی المطلوب ہے جو مناظرات میں ممنوع ہے

مصادرة من الممنوعات ـ وكفاك ان الالسنة كلها مشتركة

اور تجھے یہ بات کفایت کرتی ہے ۔ کہ تمام زبانیں بہت سے

فى كثير من المفردات ـ وما اوغلت بل سأريك كاجلى البديهيات ـ

مفردات میں شریک ہیں بلکہ میں عنقریب تجھے بدیہیات کی طرح دکھلاؤں گا

فاستقم كما سمعت ولا تكن من المخطئين ـ وانى لما وجدت الدلائل

پس تو قائم اور ثابت قدم ہو جا جیسا کہ تو نے سن لیا اور خطا کاروں میں سے مت ہو اور میں نے جب قرآن کریم سے

من الفرقان واطمأن قلبى بكتاب الله الرحمان اردت ان اطلب

دلائل پائے اور کتاب اللہ کی گواہی سے میرا دل مطمئن ہو گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ احادیث سے بھی کچھ

الشهادة من الأثار ـ فاذا فيها كثير من الاسرار ـ ففرحت بها فرحة

دلائل لوں پس جبکہ میں نے حدیث کو دیکھا تو اس میں بہت سے بھید پائے پس میں ایسا خوش ہوا

النشوان بالطلاء ووجدت وجد الثمل بالصهباء وشكرت الله نصير

جیسا کہ نشہ پینے والا شراب سے خوش ہوتا ہے اور جیسا کہ مست کو شراب سے خوشی پہنچتی ہے اور خدا تعالیٰ کا میں نے شکر

الصادقين. ثم بدا لي ان اثبت هذا الامر بالدلائل العقلية. لأتم الحجة على

کیا جو سچوں کا حامی ہے پھر مجھے یہ خیال آیا کہ اس امر کو دلائل سے ثابت کروں تا ہر ایک سخت جھگڑالو پر حجت پوری کر دوں

كل جموح شديد الخصومة. وابكت قوما مرتابين. فلم تزل الاشواق تُهيج فكري

اور شک کرنے والوں کو لاجواب کر دوں۔ پس میرے شوق ہمیشہ میرے فکر کو جنبش دیتے تھے

وتُجيل في عرصاتها مهري حتى فتحت على ابواب الاستدلال ووُقّفت

اور اس کے میدانوں میں میری عقل کو جولانی دیتے تھے یہاں تک کہ میرے پر دلائل کے دروازے کھولے گئے اور میں اہل

لإمحاض زعم اهل الضلال وقوم ضالين. ووالله ما عانا بالي في

ضلال کے گمان باطل کو جلانے کے لئے واقف کیا گیا اور بخدا کہ اس راہ میں میرے دل نے کچھ بھی

هذا السبيل وما اخرجت شيئا من الزنبيل. وما فارقتُ كاس الكرى

تکلیف نہیں اٹھائی اور میں نے اپنی زنبیل میں سے کچھ بھی نہیں نکالا اور میں خواب کے پیالوں سے الگ نہیں ہوا

وما انصصت ركاب السُّرى. بل رُزِقتُ كلّها من حضرة الكبرياء. وقصّر

اور شب راتوں کے وقت اونٹوں کو نہیں چلایا بلکہ یہ سب نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملیں اور اس نے

منه طول ليلتي الليلاء. وانقضت من حُسن قضائه منيتي. وما ارقت

میری اندھیری رات کی لمبائی کو کوتاہ کیا۔ اور میری آرزو اس کی حاجت روائی سے پوری ہوئی اور کسی رات میں

في ليل مقلتي. وما تخبّشت غير منتعتي حتى ازلفت لي روضتي. واثمرت

میری آنکھ بیدار نہیں رہی اور میں نے اپنے سرمایہ کو ادھر ادھر سے کچھ اکٹھا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میرا مرغزار میرے لئے

شجرتي. وذُلّلت على قطوفها من رب العالمين. ووالله ان فوزي

قریب کیا گیا اور میرا درخت پھلدار ہو گیا اور اسکے خوشے میرے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے جھکائے گئے اور بخدا یہ میری کامیابی میرے

هذا من يد ربي. فاحمده واصلي على نبي عربيّ

رب کی طرف سے ہے پس میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور نبی عربی پر درود بھیجتا ہوں

منه نزلت البركات وبمنّه اللحمة والسداة. وهو هيّأ لي اصلي وفرعي

اسی سے تمام برکتیں نازل ہوئیں اور اسی سے سب تانا بانا ہے اسی نے میرے لئے اصل اور فرع کو میسر کیا

وانبت کل بذری وزرعی وھو خیر المنبتین۔ وما کان لی حول

اور اسنے میرے بیج اور کھیت کو اُگایا اور وہ بہتر ہے سب اُگانے والوں سے اور میری کہاں طاقت تھی کہ میں

أن أعفّر العدا وما ھرفت اذ ھرفت ولکنّ اللّٰہ ھرىٰ۔ وما رأیت

دشمنوں کو خاک میں ملاؤں اور میں نے یہ سیدھا نہیں چلایا جبکہ چلایا بلکہ خدا نے چلایا اور میں نے مشقت نفس

راحۃ شق النفس وما اشتدّت لی حاجۃ الی انضاء العنس وما

کی کچھ نہیں دیکھی اور مجھے کچھ ضرورت پیش نہ آئی کہ میں اپنی اونٹنی کو لاغر کردوں اور میں

أعلیت ھیاکل الانظار وما جریت طلقا مع الافکار۔ وما رأیت

نے قوی گھوڑے نظروں کے نہیں دوڑائے اور میں ایک تنگ بھی فکروں کے ساتھ نہیں چلا اور میں نے اونچی نیچی

ذات کسور بل طرت کطیور او کراکب عیدھورٍ ووجدت ما تشتھی

زمین کو نہیں دیکھا بلکہ میں پرندوں کی طرح اڑا یا ایسے سوار کی طرح جو قوی اونٹ پر سوار ہو اور میں نے ہر ایک امر جو جی

الانفس وتلذ الاعین وأُرضعت من غیر بکاء وانین۔ فتالیفی ھٰذا

چاہتا ہے اور آنکھیں اس سے لذت اٹھاتی ہیں پالیا اور بغیر رونے کے مجھ کو دودھ پلایا گیا۔ پس یہ میری تالیف

امرٌ من لدیہ وکل امرٍ یعود الیہ وھو احسن المحمودین۔ واذا ازمعت

اسی کی طرف سے ہے اور ہر یک امر اسی کی طرف رجوع کرتا ہے اور وہ ان سب لوگوں سے جو تعریف کئے جاتے ہیں بہتر ہے

لھذہ الخطۃ وفکرت فی تلک الآیۃ وکذلک فی آیاتٍ علّمت من حضرۃ

اور جب میں نے اس ڈھنگ کام کیلئے قصد کیا اور اس آیت میں فکر کیا اور اسیطرح ان تمام آیتوں میں جو مجھے حضرت احدیت

الاحدیۃ فاحسستُ ان قارعًا یقرع باب بالی۔ ویعلمنی من علمٍ

سے سکھلائی گئیں سو مجھے احساس ہوا کہ گویا ایک کھٹکھٹانیوالا میرے دل کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے اور نہایت اونچا علم

عالٍ وینفخ روح التفھیم والتلقین۔ فسمیت الکتاب منن الرحمان

مجھے سکھلاتا ہے اور تفہیم اور تلقین کی روح پھونکتا ہے۔ پس میں نے کتاب کا نام منن الرحمان

بما انعم علی ربّی بانواع الفضل والاحسان وھو خیر المحسنین

رکھا کیونکہ کئی قسم کے فضل اور احسان سے خدا تعالیٰ نے میرے پر انعام کیا اور وہ سب سے بہتر احسان کرنے والا ہے

وماكان هذا اول آلائه بل انى نشأت فى نعمائه - وانه والانى وربانى

اور یہ اس کی کچھ پہلی ہی نعمت نہیں بلکہ میں نے تو اس کی نعمتوں میں ہی پرورش پائی ہے اور اس نے مجھے دوست رکھا

واتانى وتولانى وكفلنى وصافانى - ونجانى وعافانى وجعلنى

اور میری پرورش کی اور مجھے دوست رکھا اور میرا متولی اور متکفل ہوا اور مجھے نجات دی اور مجھے محدثین مامورین

من المحدثين المامورين -

میں سے کیا

واما تفصيل ايات تويد اية امّ القرىٰ وتبين

اور ان آیتوں کی تفصیل جو آیت امّ القریٰ کی موید ہیں اور جو ظاہر کرتی ہیں جو عربی

ان العربية امّ الالسنة والهام الله الاعلى فمنها اية من الله

امّ الالسنہ اور الہام الٰہی ہے سو یہ تفصیل ذیل ہے چنانچہ ان میں سے ایک وہ آیت ہے جو سورہ

المنان فى سورة الرحمٰن - اعنى قوله خلق الانسان علمه

رحمان میں ہے یعنی خلق الانسان علمہ البیان جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا

البيان فالمراد من البيان اللغة العربية - كما تشير اليه الاية

سکھایا سو بیان سے مراد جس کے معنے بولنا ہے زبان عربی ہے جیسا کہ دوسری آیت

الثانية اعنى قوله تعالى عربى مبين - فجعل لفظ المبين وصفًا

اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے یعنی عربی مبین سو خدا نے مبین کے لفظ کو عربی کے لئے ایک

خاصًا للعربية واشار الى انه من صفاته الذاتية - ولا يشترك فيه احد

خاص صفت ٹھہرایا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ لفظ بیان کا عربی کے صفات خاصہ میں سے

من الالسنة كما لا يخفى على المتفكّرين - واشار بلفظ البيان الى

ہے اور کوئی دوسری زبان اس صفت میں اس کی شریک نہیں جیسا کہ فکر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان کے لفظ کے

بلاغة هذا اللسان - والى انها هى اللسان الكاملة وانها احاطت

ساتھ اس زبان کی بلاغت کی طرف اشارہ کیا اور نیز اس بات کی طرف اشارہ کہ یہ زبان کامل اور ہر یک امر محتاج پر محیط ہے

كلما اشتدت اليه الحاجة. وتصوبت مطرها بقدر ما اقتضت البلة

اور اس کا مینہ اس قدر برسا ہے جس قدر زمین کو ضرورت تھی اور دلوں کے خیال ظاہر کرنے کے لئے

وفاقت كل لغة في ابراز ما في الضمائر وساوى الفطرة البشرية كتساوي

ہر ایک زبان پر فائق ہے اور فطرت بشری سے ایسی برابر ہے۔ جیسا کہ ایک دائرہ دوسرے دائرے

الدوائر. وكل ما اقتضته القوى الانسانية وابتغته التصورات الانسية

سے برابر ہو اور وہ تمام امور جن کو انسانی قویٰ چاہتے ہیں اور انسانی تصورات ان کے خواہشمند ہیں

وكل ما طلبه حوائج فطرة الانسان. فيحاذيها مفردات هذه اللسان.

اور وہ تمام امور جنکو انسانی فطرت کی حاجتیں طلب کرتی ہیں سو اس زبان کے مفردات ان کے مقابل واقع ہیں

مع تيسير النطق. والقاء الاثر على الجنان. فاتبع ما جاءك من اليقين

اور ساتھ اس کے یہ خوبی ہے کہ بولنے کے طریق کو آسان کیا گیا ہے ایسا کہ دل پر اثر پڑے

ثم سياق هذه الآية يزيدك في الدراية. فانه يدل بالدلالة القطعية

پھر اس آیت کا سیاق ہدایت کو زیادہ کرتا ہے کیونکہ وہ سیاق ان پوشیدہ بھیدوں پر

على ما قلنا من الاسرار الخفية. لتكون من الموقنين. فتفكر في آية

دلالت کرتا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں تاکہ تو یقین والوں میں سے ہو جائے پس آیت میں غور کر

الرحمان علم القرآن. فان الغرض فيها ذكر القرآن والحث على التلاوة

یعنی الرحمٰن علم القرآن - کیونکہ اس آیت میں مقصود دو باتیں ہیں قرآن کی فضیلت کا ذکر اور اس کی تلاوت

والامعان ولا يحصل هذا الغرض الا بعد تعلم العربية والمهارة التامة

اور سوچنے پر ترغیب اور یہ غرض بجز اس کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ عربی کو سیکھیں اور اس میں مہارت تامہ حاصل کریں

في هذه اللهجة فلاجل هذه الاشارة قدم الله آية **علم القرآن**

پس اسی اشارت کی غرض سے خدا تعالیٰ نے آیۃ علم القرآن کو مقدم کیا

ثم قفاه آية **علمه البيان** كانه قال المنة منتان. تنزيل القرآن

پھر اس کے بعد آیت علمہ البیان کو لایا پس گویا اس نے یہ کہا کہ احسان دو احسان ہیں (۱) قرآن کا اتارنا

وتخصیص العربیة باحسن البیان ـ وتعلیمها لاٰدم لینتفع به نوع الانسان۔

اور عربی کو بلاغت فصاحت کے ساتھ مخصوص کرنا اور آدم کو عربی کی تعلیم دینا تا نوع انسان اس سے منتفع ہو

فانّها مخزن علومٍ عالیة وهدایاتٍ ابدیّة من المنّان کما لا یخفی

کیونکہ عربی علوم عالیہ کی مخزن ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ابدی ہدایتیں ہیں ۔ جیسا کہ

علی المتدبّرین ؛

تدبر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں

فالحاصل انه ذکر اوّلًا نعمة الفرقان۔ ثم ذکر نعمة اُخری

پس حاصل کلام یہ ہے کہ اول خدا تعالیٰ نے فرقان کی نعمت کو ذکر کیا ہے پھر اس دوسری نعمت کو

التی هی لها کالبنیان۔ واشار الیها بلفظ البیان۔ لیعلم انّما هو العربی

ذکر کیا جو اس کیلئے بنیاد کی طرح ہے اور اس بات کی طرف بیان کے لفظ کے ساتھ اشارہ کیا تا معلوم ہو کہ اس

المبین۔ فان القراٰن ما جعل البیان صفة احد من الالسنة من

صفت سے موصوف عربی زبان ہے کیونکہ قرآن نے بیان کے لفظ کو بجز عربی کے کسی زبان کی صفت نہیں ٹھہرایا

دون هذه اللهجة۔ فایّ قرینة اقوٰی وادل من هذه القرینة

پس کون سا قرینہ اس قرینہ سے زیادہ قوی اور زیادہ دلالت کرنے والا ہے اگر تم

لو کنتم متفکّرین۔ الا تری ان القراٰن سمی غیر العربیة اعجمیا

فکر کرنے والے ہو کیا تو نہیں جانتا کہ قرآن نے غیر زبانوں کا نام عجمی رکھا ہے

فمن الغباوة ان تجعلها للعربیة سمیّا۔ فافهم ان کنت زکیا ولا تکن

پس نادانی ہوگی کہ ان زبانوں کو عربی کا ہمنام اور ہم مرتبہ ٹھہرایا جائے پس اگر تو ذکی ہے تو سمجھ لے

من المعرضین۔ والنص صریح وما ینکره الا قیح من المعاندین۔

اور کنارہ کرنے والوں سے مت ہو اور یہ نص صریح ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کریگا مگر بے حیا جو معاندوں میں سے ہوگا

ومنها ما قال ذو المجد والعزّة فی اٰیة بعد هٰذه

اور ان نمونوں میں سے ایک وہ آیت ہے جو خدائے ذوالمجد والعزت نے بعد اس

الآية اعنی قول الله الحنّان۔ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ۔ فانظر

آیت کے ذکر فرمائی ہے یعنے خدائے بزرگ اور مہربان کا یہ قول کہ الشمس والقمر بحسبان۔ پس اس مضمون کو

الٰی ما قال الرحمان۔ وفکّر کذی العقل والامعان۔ وتذکّر

سوچ جو خداتعالیٰ نے فرمایا اور عقلمندوں اور سوچنے والوں کی طرح غور کر اور رشد کے

کالمسترشدین۔ فان هذه الآية تؤيّد آية اولٰى۔ ويفسر معناها

طالبوں کی طرح یاد کر کیونکہ یہ آیت پہلی آیت کی تائید کرتی ہے اور ایک کھلی کھلی تفسیر کے

بتفسیر اجلٰی۔ کما لا یخفٰی علی المفکّرین۔ وبیانه ان الشمس والقمر

ساتھ اس کے معنی بیان کرتی ہے جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور بیان اس کا یہ ہے کہ آفتاب اور چاند

یجریان متعاقبین۔ ویجلّلان نوراً واحداً فی اللونین۔ وکذلك

ایک دوسرے کے متعاقب چلتے ہیں اور ایک ہی نور کو دو رنگوں میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ اور یہی مثال

العربیة والقرآنُ فانّهما تعاقبا واتّحدا البروق واللمعان۔ امّا القرآن

عربی اور قرآن کی ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے بعد چل رہے ہیں اور روشنی اور چمک میں اتحاد رکھتے ہیں سو

فهو کالشارق المنیر۔ والعربیة کالبدر المستنیر۔ ومع ذلك تری

قرآن تو مہر تاباں کی طرح ہے اور عربی ماہتاب کی طرح اور باوصف اس کے

العربیة اسرع فی المسیر۔ واجرٰی علی لسان الصالح والشریر۔

عربی سیر میں تیز رو ہے اور نیک اور بد کی زبان پر زیادہ جاری ہو گئی ہے

وما کانت شمس القرآن ان تدرك هذا القمر۔ وکذلك قدّر الله

اور قرآن کا آفتاب اس کی حرکت کو نہیں پہنچا اور خداتعالیٰ نے اس امر کو

هذا الامر۔ وانّهما بحسبان۔ ویجریان کما اُجریا ولا یبغیان۔ بحساب

اسی طرح مقدر کیا اور وہ دونوں ایک حساب پر چل رہے ہیں اور جیسا کہ چلایا گیا ویسا ہی چل رہے ہیں اور اپنے

مقدّر من الرحمٰن۔ فتری ان القرآن۔ یجری برعایة انواع الاستعداد۔

اپنے اندازہ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ سو قرآن تو استعدادوں کے لحاظ پر چلتا ہے

ویکشف علی الطالب اسرار المعاد۔ ویربی الحکماء کما یربی السفہاء۔

اور طالب پر معاد کے بھید کھولتا ہے اور حکیموں کی پرورش ایسا کرتا ہے جیسا کہ بیوقوفوں کی پرورش کرتا ہے

ویعلم العقلاء کما یعلم الجہلاء۔ وفیہ بلاغ لکل مرتبۃ الفہم۔ وتسلیۃ

اور عقلمندوں کو اسی طرح سکھلاتا ہے جیسا کہ جاہلوں کو اور اسمیں ہر یک سمجھ کے مرتبہ کیلئے طریق تبلیغ موجود ہے اور

لکل ارباب الدہاء والوہم۔ وساوی جمیع انواع الادراک۔ من

ہر یک دانش اور وہم کے لئے تسلی کی راہ ہے اور ادراک کی تمام قسموں سے وہ برابر ہے ۔ گو

اھل الارض الی اھل الافلاک۔ وانہ احاط دوائر فہم الانسان۔

کتنے قسم زمین سے آسمان تک ہوں اور وہ انسانی فہم کے تمام دائرہ پر محیط ہے اور وہ حق اور

مع التزام الحق واقامۃ البرہان۔ وانہ نور تام مبین واما اللغۃ

برہان کا التزام اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ نور اور کھلی کھلی روشنی ہے مگر عربی زبان

العربیۃ فتحسبانہا انہا تجری تحت مقاصد القرآن۔ وتتم بمفرداتہا

سو اس کے چلنے کا طریق یہ ہے کہ وہ قرآن کے مقاصد کے نیچے چلتی ہے اور اپنے مفردات

جمیع دوائر دین الرحمان وتخدم سائر انواع التعلیم والتلقین۔ وانہا

کے ساتھ دین کے تمام دائروں کو پورا کرتی ہے اور تعلیم اور تلقین کے تمام قسموں کی خدمت کرتی ہے اور یہ بولی

من اعظم مجالی القدرۃ الربانیۃ۔ وخصہا اللہ بنظام فطری من جمیع

قدرت ربانی کی عظیم الشان جلوہ گاہوں میں سے ہے اور خدا تعالیٰ نے اسکو تمام زبانوں میں سے نظام فطری کے ساتھ

الالسنۃ۔ واودعہا محاسن الصنعۃ الالہیۃ۔ فاحاطت جمیع لطائف

خاص کیا ہے اور اس میں طرح طرح کی صنعت الہیہ کے محاسن رکھے ہیں پس یہ بولی بیان کے تمام لطائف

البیان۔ وابدی الجمال کاحسن شیئٍ صدرت من الرحمان۔ وھذا

پر محیط ہے اور اپنے جمال کو ایسے طور سے ظاہر کیا ہے جو ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو خدا تعالیٰ سے

ھو الدلیل علی انہا لیست من الانسان۔ وفیہا صبغۃ حِکمیۃ من اللہ

صادر ہوئی ہیں اور یہی دلیل اس بات پر ہے کہ یہ بولی انسان کی طرف سے نہیں اور اسمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پرحکمت

المنان. وفيها حسن وبهاء وانواع اللمعان. وفيها عجائب صانع عظيم

رنگ ہے اور حسن اور خوبصورتی اور قسما قسم کی چمک ہے اور صنعت الٰہی کے عظیم الشان عجائبات

الشان. تلمع وجهها بين صفوف السنة شتّى. كأنها كوكب درّى فى

ہیں اس کا منہ کئی زبانوں کی صفوں کے اندر چمک رہا ہے گویا یہ ایک چمکتا ہوا موتی اندھیرے

الدجى. وانها كروضة طيبة على نهر جار. مثمرة بانواع ثمار. واما

میں ہے اور یہ اس پاکیزہ باغ کی طرح ہے جو نہر جاری پر ہو جو پھلوں سے لدا ہوا ہو مگر دوسری

الالسن الأخرى فقد غيّر وجهها تصرّف النوكى. وما بقيت على

زبانیں سو ان کا یہ حال ہے کہ احمقوں کے تصرف کے غبار نے بہت سا حصہ ان کا متغیر کر دیا ہے اور

صورتها الأولى. فهى كأشجار اجتُثّت من مغارسها وبعدت من نواظر

اپنی پہلی صورت پر باقی نہیں رہیں پس وہ ان درختوں کی طرح ہیں جو اپنی جگہ سے اکھیڑے گئے اور اپنے نگہبان

حارسها. ونبذت فى موماة وقفر وفلاة. فاصفرت اوراقها.

کی آنکھوں سے دور کئے گئے اور ایسے بیابان میں ڈالے گئے جہاں پانی نہیں اور ایسے جنگل میں جہاں کوئی درخت سبز نہیں

ويبست ساقها وسقطت اثمارها. وذهبت نضرتها واخضرارها

پس ان کے پتے زرد ہو گئے اور ان کے پھل گر گئے اور ان کی تازگی اور سبزی جاتی رہی

وترى وجهها كالمجذومين.

اور تو دیکھتا ہے کہ ان کا چہرہ جذامیوں کی طرح ہو گیا

فواهًا للعربية ما احسن وجهها فى الحلل المنيرة

پس عربی زبان کیا ہی عمدہ ہے اور کیا اچھا اس کا چہرہ ہے جو چمکیلے اور کامل پیرایہ

الكاملة. اشرقت الارض بانوارها التامة. وتحقق بها كمال الهوية

میں نظر آتا ہے۔ زمین اس کے نوروں سے چمک اٹھی ہے اور بشری ماہیت کا کمال اس سے ثابت

البشرية. توجد فيها عجائب الصانع الحكيم القدير. كما توجد فى كل

ہو گیا ہے اس میں عجائب کام خدائے صانع حکیم قادر کے ظاہر ہیں جیسا کہ اُن تمام چیزوں

شئ صدر من البدیع الکبیر۔ واکمل اللّٰہ جمیع اعضائھا۔ وما غادر شیئًا

پائی جاتی ہیں جو اس بزرگ بےمثل پیدا کنندہ سے صادر ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے اسکے تمام اعضا کو کامل کیا ہے اور اسکے حسن

مِن محسنھا وبھائھا۔ فلا جرم تجدھا کاملۃ فی البیان۔ محیطۃ علٰی

اور خوبی سے کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی۔ پس اسی وجہ سے تو اس کو بیان میں کامل پائے گا اور دیکھے گا کہ وہ انسان

اغراض نوع الانسان۔ فما من عمل یبدو الی انقراض الزمان۔ ولا مِن صفۃٍ

کی تمام غرضوں پر محیط ہے پس ایسا کوئی بھی عمل ان عملوں میں سے نہیں کہ جو زمانہ کے اخیر تک ظاہر ہوں اور نہ ایسی کوئی

من صفات اللّٰہ الدیان۔ وما من عقیدۃٍ من عقاید البریۃ۔ الّا ولھا

صفت خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہے اور نہ کوئی ایسا عقیدہ لوگوں کے عقائد میں سے ہے جس کے لئے

لفظ مفرد فی العربیۃ۔ فاختبر ان کنت من المرتابین۔ وان کنت تقوم

عربی میں لفظ مفرد موضوع نہ ہو پس تو آزمالے اگر تجھے شک ہے اور اگر تو آزمایش کے لئے

للخبرۃ کطالب الحق والحقیقۃ۔ فواللّٰہ ما تجد امرًا من امور صحیفۃ

اٹھے جیسا کہ حق اور حقیقت کے طالب اٹھتے ہیں تو بخدا صحیفہ فطرت میں سے کوئی ایسا امر تو نہیں دیکھے گا

الفطرۃ۔ ولا سرًّا من مکتوبات قانون القدرۃ۔ الّا وتجد بحذائہ لفظا مفردا

اور نہ کوئی ایسا بھید قانون قدرت کے پوشیدہ بھیدوں میں سے دیکھے گا۔ جس کے مقابل پر کوئی لفظ

فی ھذہ اللھجۃ فدقق النظر ھل تجد قولی کالمتصلفین۔ کلا بل انّ

مفرد اس زبان میں نہ ہو پس ایک باریک نظر سے دیکھ کیا تو لاف زن لوگوں کی طرح میری بات کو پاتا ہے۔ ایسا ہرگز

العربیّۃ احاطت جمیع اغراضنا کالدائرۃ۔ وتجدھا وصحیفۃ الفطرۃ

نہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ زبان عربی ایک دائرہ کی طرح ہماری تمام اغراض پر محیط ہے اور تو زبان عربی اور صحیفہ فطرت کو ایک

کالمرایا المتقابلۃ۔ وما تجد من اخلاق۔ وافعال وعقائد واعمال۔ ودعوات

دو آئینوں کی طرح پائیگا جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں اور تو ایسا کوئی خلق نہیں پائیگا اور نہ کوئی ایسا عقیدہ اور نہ کوئی ایسی دعائیں

وعبادات۔ وجذبات وشھوات الا وتجد فیھا بحذائھا مفردات ولا تجد

اور نہ کوئی عبادتیں اور نہ ایسے جذبات اور نہ ایسی شہوات جن کے مقابل پر زبان عربی میں مفردات نہ پائے جائیں اور

هذا الكمال فی غیر العربیة۔ فاختبر ان کنت لا تؤمن بهذه الحقیقة

یہ کمال کسی غیر زبان میں تو ہرگز نہ پائے گا۔ سو تو اس بات کو آزمالے اگر تو اس حقیقت کو باور نہیں کرتا اور

ولا تستعجل کالمعاندین۔

معاندوں کی طرح جلدی مت کر

واعلم ان للعربیة۔ وصحیفة القدرة تعلقات طبعیة

اور یہ بات جان رکھ کہ عربی اور صحیفہ قدرت میں طبعی تعلقات واقع ہیں اور

وانعکاسات ابدیة۔ کانهما مرایا متقابلة من الرحمان او توامان متماثلان او

ابدی انعکاس ہیں گویا وہ دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے مرایا متقابلہ ہیں یا توام ہیں جو ایک دوسرے سے مماثلت رکھتا ہے

عینان من منبع تخرجان وتصدعان فانظر ولا تکن کالعمین فهذه نصوص

یا ایک ہی منبع میں سے دو چشمے نکل رہے ہیں اور ایک دوسرے کے برابر چلے جاتے ہیں پس سوچ اور اندھوں کی طرح مت ہو پس یہ قطعی

قاطعة وحجج یقینیة علی ان العربیة هی اللسان۔ والفرقان هو النور التام

نصوص اور یقینی حجتیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو حقیقی زبان عربی ہے اور حقیقی کتاب اللہ قرآن ہے جو نور تام

الفرقان ففکر ولا تکن من الغافلین۔ ومن فکر فی القرآن وتدبر کلمات

اور حق و باطل میں فرق کرتا ہے پس سوچ اور غافلوں میں سے مت ہو اور جو شخص قرآن میں غور کرے اور فرقان میں

الفرقان۔ ففهم ان هذا قد ثبت من البرهان۔ وما کتبناه کالظانین

تدبر کرے وہ سمجھ لے گا کہ یہ ساری باتیں دلیل سے ثابت ہو گئی ہیں اور ہم نے ظن کرنے والوں کی طرح نہیں لکھا

بل اوتینا علما کنور مبین ٭

بلکہ ہم کو ایک کھلے کھلے نور کی طرح علم ملا ہے

ثم اعلم یا طالب الرشد والسداد ان التوحید لا یتم الا

پھر اے رشد اور صلاح کے طالب اس بات کو جان کہ توحید بجز اس اعتقاد کے پوری نہیں

بهذا الاعتقاد ولا بد من ان نؤمن بکمال الوثوق والاعتماد بان کل خیر

ہوتی اور ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم کمال وثوق اور اعتماد سے اس بات پر ایمان لاویں کہ ہر یک

صدر من رب العباد وهو مبدء كل فيض للعالمين۔ ومن المعلوم

غیر خدا تعالیٰ سے ہی صادر ہوتی ہے اور تمام مخلوقات کے لئے وہی ہر یک فیض کا مبدا ہے اور جو لوگ صاحب

عند ذوى العرفان۔ ان طاقة النطق والبيان۔ من اعظم كمالات

معرفت ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ نطق اور بیان کی طاقت نوع انسان کے بزرگ تر کمالات

نوع الانسان۔ بل هي كالارواح للابدان۔ فكيف يتصور انّها ما اعطيت

میں سے ہے بلکہ وہ انسان کے لئے ایسی ہے جیسے بدنوں کے لئے روح پس کیونکر گمان کریں کہ وہ

من يد المنان۔ كلا بل هي تتمة الخلقة البشرية وحقيقة الارواح الانسيّة

انسان کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نہیں ملی یہ بات ہرگز نہیں بلکہ زبان انسان کی پیدائش کا تتمہ ہے اور انسانی روح کی حقیقت ہے

وانها من اعظم نعم حضرة الاحدية۔ ولا يتم التوحيد الا بعد هذه

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی نعمت ہے اور توحید بجز اس عقیدے کے پوری نہیں ہو سکتی۔

العقيدة ايرضى موحد بامر فيه نقص حضرة العزّة۔ او فيه شرك كعقائد

کیا کوئی موحد کسی ایسے امر پر راضی ہو سکتا ہے جس میں حضرت عزت کی نسبت نقص لازم آوے یا اس میں مشرکوں کے

المشركين۔ وان الذين يعرفون الله حق العرفان۔ يعلمون انه فى كل

عقیدے کی طرح شرک ہو اور جو لوگ خدا تعالیٰ کو حق پہچاننے کا پہچانتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ وہ ہر یک

خير مبدء الفيضان۔ وانه موجد الموجودين۔ ولا يتكلمون كالدّهريين

خیر کا مبدا ہے اور ہر یک موجود کا موجد ہے اور دہریوں اور طبعیوں کی طرح

والطبعيين۔ اولئك الذين اوتوا حظا من المعرفة۔ وسقوا من كاس

کلام نہیں کرتے یہ لوگ وہی ہیں جن کو معرفت کا حصہ دیا گیا ہے اور توحید کے پیالے

توحيد الحضرة وجعلوا من الفائزين۔ وان ربّنا كامل من جميع الجهات

پلائے گئے ہیں اور کامیابوں میں سے کئے گئے ہیں اور ہمارا خدا ہر یک جہت سے کامل ہے

ولا يعزى اليه نقص فى الذات او الصفات۔ وانه حميد لا يفرط اليه

اور کوئی نقص اس کی ذات اور صفات کی طرف عاید نہیں ہو سکتا اور وہ تعریف کیا گیا ہے کوئی

ذمٌّ قدوس لا یلحقه وَصْم۔ وھذا ھو محجّة الاھتداء ومشرب

بدی اس کی طرف پہنچ نہیں سکتی اور وہ نہایت پاک ہے کوئی عیب اس کے شامل حال نہیں ہو سکتا یہی ہدایت پانے

الاولیاء والاصفیاء۔ وصراط الذین انعم اللہ علیھم وسبیل الّذین

کی راہ ہے اور اولیا اور اصفیا کا مشرب ہے اور ان لوگوں کی راہ ہے جن کو آنکھیں دی گئیں

نوّر عینیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ فو اللّٰہ الّذی ھو

مگر جن پر خدا کا غضب اور گمراہ ہیں ان کی یہ راہ نہیں پس اس خدا کی قسم ہے جو

ذو الجلال والاکرام ان البشر ما وجد کمالًا الّا من فیضہ التّام

ذو الجلال والاکرام ہے کہ انسان نے ہر یک کمال اسی کے فیض سے پایا ہے اور

وھو خیرُ المنعمین۔ ام یقولون انّ نعمة النطق ما جاءت من الرحمان

وہ بہتر انعام کرنے والا ہے کیا لوگ یہ کہتے ہیں کہ بولنے کی نعمت خدا تعالیٰ سے انسان کو نہیں ملی

وما کان معطیھا خالق الانسان۔ فھذا ظلم و زور وغلو فی العدوان۔

اور انسان کا پیدا کرنے والا اس نعمت کا دینے والا نہیں۔ پس یہ ظلم اور جھوٹ ہے اور ظلم میں شیطان

کالشیاطین۔ وتلک قوم ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ وما نظروا الی

کی طرح غلو ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کی وہ قدر نہیں کی جو قدر کرنے کا حق تھا اور اس کے

شمسہ وبَدْرہ۔ وما فکروا انہ ھو رافع کل الدّجی۔ وانہ خالق

سورج اور چاند کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور یہ نہیں سوچا کہ وہ وہ خدا ہے جو ہر یک تاریکی کو

الارض والسمٰوت العُلٰی خلق الانسان ثم انطقہ ثم ھدی۔ وما من

دور کرتا اور بلند آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اسنے انسان کو پیدا کیا پھر اسکو بولی سکھائی اور پھر ہدایت دی

نعمةٍ الا اعطٰی فھذا ھو ربّنا الاعلٰی وخالقنا الاغنٰی۔

اور کوئی ایسی نعمت نہیں جو اس نے عطا نہیں کی پس یہی ہمارا برتر خدا ہے اور ہمارا پیدا کنندہ جو نہایت غنی ہے

وسعت نعمہ ظاھرنا وباطننا۔ واحاطت آلائہ ابداننا وانفسنا

اسکی نعمتیں ہمارے ظاہر اور باطن پر محیط ہو رہی ہیں اور اسکی بخشش ہمارے بدنوں اور جانوں پر احاطہ کر رہی ہیں

هوالذی خلق الانسان۔ واتم الخلق وزان۔ واکمل الاحسان فکیف

وہی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی پیدائش کو پورا کیا اور زینت بخشی اور اپنے احسان کو کمال تک

یظنّ انه ما علّم البیان۔ اتظن انّه قدر علی خلق البشر

پہنچایا۔ پس ایسے محسن کی نسبت کیونکر گمان کیا جائے کہ اسنے انسان کو بولنا نہ سکھایا کیا تیرا یہ ظن ہے کہ وہ انسان

وما قدر علی الانطاق وازالة الحصر اوکان من الغافلین۔ افانت

کے پیدا کرنے پر تو قادر ہوا لیکن اس کے بلانے اور اس کی زبان کھولنے پر قادر نہ ہوسکا یا وہ غافلوں میں سے تھا کیا تو

تعجب ههنا من قدرة رب العالمین۔ وتری انه قوی متین

اس جگہ رب العالمین کی قدرت سے تعجب کریگا اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زبردست قوت والا ہے

وانه خالق الجوهر والعرض۔ ومنور السموٰت والارض ومجیب

اور وہ جوہر اور عرض کو پیدا کرنے والا ہے اور زمین اور آسمان کو روشن کرنیوالا ہے اور دعا ؤں

دعوة الداعین۔ فهل لك ان تتوب الیه وتمیل۔ وتتحامی القال

کو قبول کرنے والا ہے ۔ پس کیا تو اس بات کی طرف رغبت رکھتا ہے کہ اس کی طرف رجوع کرے اور

والقیل۔ والله یحب الصالحین

قیل وقال کو چھوڑ دے اور خدا نیک بندوں سے محبت رکھتا ہے۔

فلما ثبت ان ربنا هو نور کل شیءٍ من الاشیاء۔ ومنیر ما فی

اور جبکہ ثابت ہوا کہ ہمارا خدا ہر یک چیز کا نور اور زمین و آسمان کا

الارض والسماء۔ ثبت انه المفیض من جمیع انحاء۔ وخالق الرقیع

روشن کرنے والا ہے۔ تو ثابت ہوگیا کہ وہی ہر یک طرح سے مبدء جمیع فیوض ہے اور وہی زمین اور آسمان

والغبراء۔ وهو احسن الخالقین۔ وانه اعطی العینین۔ وخلق اللسان

کا خالق اور احسن الخالقین ہے اس نے دو آنکھیں دیں اور زبان اور

والشفتین۔ وهدی الرضیع الی النجدین۔ وما غادر من کمال مطلوب

ہونٹ دیئے اور بچہ کو پستانوں کی طرف ہدایت دی اور کوئی ایسا کمال انسانی اٹھا نہ رکھا

الا اعطاها باحسن اسلوب۔ فمن الغباوة ان تظن ان النطق الذی

جسکی طرف انسان کو حاجت ہے اور ہر یک مطلوب احسن طور سے ادا کیا پس یہ نادانی ہوگی کہ ایسا گمان کیا جائے کہ وہ نطق

هو نور حقیقة الانسان۔ ومناط العبادة والذکر والایمان۔ ما اُعطی

جو انسانی حقیقت کا نور ہے اور ذکر اور ایمان اور عبادت کا مدار ہے وہی خدا تعالیٰ

مع الخلقة من الرحمان۔ بل وجدہ البشر بشق النفس وجهد الجنان

کی طرف سے انسانی پیدایش کو نہیں ملا بلکہ انسان نے اس کو اپنی محنت اور مشقت سے بعد مدت

بعد تطاول امد وامتداد الزمان۔ وهل هذا الا افتراء الکاذبین۔

مدید اور زمانہ دراز کے پایا اور یہ خیال صریح دروغ گو لوگوں کا افترا ہے

ومن اٰمن بالذی له کمال تام فی الذات والصفات۔ وفیوض متنوعة

اور جو شخص اس ذات پر ایمان لایا ہو جو اپنی ذات اور صفات میں کمال تام رکھتا ہے جو رنگارنگ کے فیوض

لاهل الارض والسموات۔ وعرف انه مبدء الفیوض من جمیع الجهات۔

زمین اور آسمان کے باشندوں کیلئے رکھتا ہے اور اس نے جان لیا ہو کہ خدا تعالیٰ ہر یک جہت سے مبدء فیض ہے

یؤمن بالضرورة بانه اعطی کل شیءٍ خلقه وما غادر شیئًا من الکمالات و

وہ بالضرورت اس بات پر ایمان لائیگا کہ اس نے ہر یک چیز کو اسکے مناسب حال پیدائش بخشی ہے اور کوئی مطلوب باقی نہیں چھوڑا

هو مفیض کل فیض احتاجت الیه طبائع المخلوقات بحسب الاستعدادات۔

اور ہر یک فیض کا مبدء ہے اور مخلوقات کی طبیعتیں بحسب استعداد اس کی طرف محتاج ہیں

وما نعب غراب الا بتعلیمه وما زئر اسد الا بتفهیمه۔ هو منبع کل خیر و

اور کوئی کوا کاں کاں نہیں کرتا اور نہ شیر گرجتا ہے مگر اسی کی تعلیم اور تفہیم سے اور وہ ہر یک خیر اور فیض کا مبدء

فیضان ومعلم کل نطق وبیان وکذالک کان شان رب العالمین۔ انزعم انه ربی

ہر یک نطق اور بیان کا معلم ہے اور ایسی ہی رب العالمین کی شان ہونی چاہیئے تھی کیا تیرا یہ زعم ہے کہ اس نے

الانسان کرجل عاجز من اکمال التربیة لا بل ربّاه بایدی القدرة التامة

انسان کی اس شخص کی طرح پرورش کی جو کامل پرورش کرنے سے عاجز ہو یہ ہرگز درست نہیں بلکہ اس نے قدرت تامہ

حتّٰی وھب لہ لقب الخلیفۃ۔ وکمّلہ بکمال الفضل والرحمۃ۔ واعطٰی لہ

کے دونوں ہاتھوں سے پرورش کی ہے یہاں تک کہ اسکو خلیفہ کا لقب عطا کیا اور کمال فضل اور رحمت سے اس کو کامل کیا اور اس کو

مالم یعط احدًا من المخلوقین۔ وانّہ ھو اللّٰہ الذی یربّی الاشجار بتربیۃ

وہ نعمتیں دیں جو کسی مخلوق کو نہیں دیں اور وہ وہی خدا ہے جو کامل تربیت کے ساتھ درختوں کی پرورش

کاملۃ حتّٰی یجعلھا دوحات عظامًا۔ ویزیّنھا بزھر وانواع ثمرۃ۔ و

کرتا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے درخت ان کو کر دیتا ہے ان کو پھولوں اور قسما قسم کے پھلوں اور

اظلال باردۃ ممدودۃ تسرّ الناظرین۔ فما زعمک انہ خلق الانسان

ٹھنڈے اور پھیلے ہوئے سایوں سے آرائش دیتا ہے اور ایسی آرائش دیتا ہے کہ دیکھنے والے خوش ہوتے ہیں پس تیرا کیا زعم ہے کہ

خلقًا غیر تامٍ وما بلّغہ الی مقام فیہ کمال نظام وترکہ ناقصًا

اس خدا نے انسان کو ناقص پیدا کیا ہے اور ایسے کمال تک نہیں پہنچایا جس میں نظام کا کمال ہے اور رکھنے والوں کی طرح

کاللاعبین۔ ثم العلوم التی توجد فی مفردات اللسان العربیۃ

اس کو ناقص چھوڑ دیا۔ پھر وہ علوم جو عربی زبان کے مفردات میں پائے جاتے ہیں وہ کھلے کھلے طور پر

تشھد بالشھادۃ الجلیۃ۔ انّھا لیست فعل احد من البریّۃ۔ وانّما من

گواہی دیتے ہیں کہ وہ مخلوق کا فعل نہیں ہیں اور اس کا فعل ہے جس نے آسمان

خالق السماء والارضین۔ ولا یختلج فی قلبک ان الانسان لا یتولد

اور زمین کو پیدا کیا ہے اور تیرے دل میں یہ بات خلجان پیدا نہ کرے کہ انسان بولتا ہوا

ناطقًا متکلمًا بل یجد ھذا الکمال متعلمًا کما نشاھد بالحق والیقین۔

اور باتیں کرتا ہوا پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کمال کو بذریعہ تعلیم کے پاتا ہے جیسا کہ ہم یقینی طور پر مشاہدہ کر رہے ہیں

فان ھذا الایراد علیک لا لک۔ فاصلح حالک ولا تغفل بالک کالنائمین

کیونکہ یہ اعتراض درحقیقت تیرے پر ہے نہ تیرے لئے پس اپنے حال کو درست کر اور اپنے دل کو سوئے ہوئے لوگوں کی طرح غافل مت کر

فانک اذ اقبلت ان النطق لا یحصل الا بالتعلیم۔ فلزمک ان تقبل

کیونکہ جب تو نے قبول کر لیا کہ بولنا صرف تعلیم کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے سو تجھے اس بات کا قبول کرنا بھی لازم

ان البشر الاول ما فهم الا بالتفهيم۔ فاقررت بما انكرت ان كنت

آگیا کہ پہلا انسان بھی بجز سمجھانے کے خودبخود نہیں سمجھ سکا پس اس صورت میں تو تو نے اس بات کا اقرار کر دیا جس کا انکار

من المتفكرين۔ وقد جرّب الناس وتظاهر بالخبرة والقياس ان الاطفال

کردیا تھا یہی درست ہے اگر تو سوچے اور فکر کرے اور یہ بات تحقیق شدہ امر ہے کہ لوگ آزما چکے اور آزمائش اور قیاس نے بالاتفاق

المتولّدين لو يتركون غير متعلمين۔ ولا يعلّم لسانهم احد من المعلّمين

یہ گواہی دی کہ بچے جو پیدا ہوتے ہیں اگر وہ بے تعلیم چھوڑے جائیں اور کوئی سکھانے والا ان کی زبان ان کو نہ سکھاوے

فلا يقدرون على نطق ولا يجيبون المنطقين۔ بل يبقون كبكم صامتين

پس وہ خودبخود بولنے پر قادر نہیں ہو سکتے اور نہ بلانے والوں کو جواب دے سکتے ہیں بلکہ گونگوں کی طرح چپ رہتے ہیں۔

فايّ دليل اوضح من هذا لمن طلب الحق وهو امين۔ وما اتبع سُبل

پس اس سے بڑھ کر اس شخص کے لئے کون سی واضح دلیل ہوگی جو طالب حق اور امین ہے جو گمراہوں کی راہ پر نہیں

الضالين۔ فجاهد حق الجهاد وفكّر كاهل الرشاد ولا تستعجل كالمعرضين۔

چلتا پس کوشش کر جیسا کہ حق کوشش کا ہے اور فکر کر جیسا کہ اہل رشد فکر کیا کرتے ہیں اور کنارہ کش لوگوں کی

ومن اجلى البديهيات ان آدم خلق من يد ربّ الكائنات۔ وما كان

طرح جلدی مت کر اور یہ بات تو اجلی بدیہیات میں سے ہے کہ آدم خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور اس وقت

احد معه من المعلّمين والمعلّمات۔ فثبت ان معلّمه كان خالق المخلوقات

کوئی سکھانے والا یا سکھلانے والی آدم کے ساتھ موجود نہ تھے پس ثابت ہوا کہ آدم کا معلم اور بولی سکھانے والا خدا تعالیٰ ہی تھا

افلا تؤمن بقدرة قوى متين۔ افلا تعلم ان وجود البريّة۔ ظل لصفة

کیا تو خدائے قادر زبردست کی قوت پر ایمان نہیں لاتا کیا تجھے خبر نہیں کہ مخلوقات ربوبیت کی صفت کا ظل ہے

الربوبية وبها كان ظهورهم في هذه النشأة وكان النطق من تتمّة

اور اسی صفت ربوبیت کے ساتھ تمام مخلوقات کا اس عالم میں ظہور ہوا اور بولنا انسان کی پیدائش کا ایک

خلق الانسان فكيف يجوز المخالج للذي ظهر من يدي الرحمان۔ اتزعم

تتمہ ہے پس کیونکر ان چیزوں کو ناقص الخلقت خیال کیا جائے جو خدا تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں سے ظہور میں آئے ہیں

ان اللّٰہ الذی نفخ روحہ فیہ۔ ماکان قادرًا ان ینطق فیہ۔ ما لک

کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ خدا جس نے انسان میں زندگی کی روح پھونکی وہ اس بات پر قادر نہیں تھا کہ اس کے منہ کو کلام کرنے پر قادر

لا تفکر کالمسترشدین۔ اتظن ان اللّٰہ غادر ربوبیتہ ناقصۃ۔ او وثئت

کردیتا تجھے کیا ہو گیا کہ تو رشید لوگوں کی طرح نہیں سوچتا کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کو ناقص چھوڑ دیا یا قدرت

یدہ بعد ما اری قدرۃ۔ او کفاہ رجل من العاجزین۔ وان کنت تقربالتعلیم

دکھلانے کے بعد پھر اس کے ہاتھ نکمے ہو گئے یا کسی روکنے والے نے اس کو روک دیا اور اگر یہ بات ہے کہ بولی سکھانے کا تو اقرار کرتا ہے لیکن

ولکن لا تقر بتعلیم الرب الکریم۔ بل تسلک مسلک فلاسفۃ ھذا

یہ اقرار نہیں کرتا کہ خدا نے سکھائی بلکہ اس زمانہ کے فلاسفروں کے نقش قدم پر چلتا ہے

الزمان وتذھب الی قدم نوع الانسان۔ فاعلم ان ھذا باطل بالبداھۃ

اور نوع انسان کے قدم کا قائل ہے پس جان کہ یہ خیال بالبداہت باطل ہے

بالعیان۔ وان ھو الا الدعوی کدعاوی الصبیان۔ او ھذی کھذیان

اور یہ صرف بچوں کے دعووں کے مانند دعوے ہے اور یا مستوں کے بکواس کی طرح

النشوان۔ ما اتوا علیہ بالبرھان۔ وما کانوا مثبتین۔ وکیف وان تفرد

ایک بکواس ہے۔ وہ لوگ اس بات پر کچھ دلیل نہیں لا سکے اور اپنے مدعا کو ثابت نہیں کیا اور کیونکر یہ صحیح ہو جبکہ خدا تعالیٰ

حضرۃ الاحدیۃ فی کمال الذات والھویۃ۔ یقتضی اراءۃ نقصان البریۃ۔

کا اپنے ذاتی کمالات میں متفرد ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کے مقابل پر تمام مخلوقات ناقص حالت میں ہو

لیعلموا ان البقاء الذی ھو نوع من الکمال۔ لا یوجد الا فی حیّ ذی العزۃ

تا کہ سب لوگ جان لیں کہ وہ بقا جو کمال کے نوع میں سے ہے وہ بجز اس زندہ خدا الجلال کے کسی میں نہیں پائے جاتے

والجلال۔ ولیعلموا انہ صمد غنی کفاہ وجودہ۔ ولا حاجۃ ان یکون احدٌ

اور تا جان لیں کہ وہ بے نیاز ہے اس کا وجود اس کے لئے بس ہے کچھ حاجت نہیں کہ کوئی اس کا مددگار ہو یا

ولیّہ وودودہ۔ ولیس علیہ ابقاء احد علی وجہ الوجوب۔ ولیس امر لذاتہ

دوست ہو اور اس پر فرض نہیں کہ کسی کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھے اور اس کی ذات

الغنی کالمطلوب۔ ولیس لہ حاجۃ الی المخلوقین۔ بل قد تقتضی ذاتہ

غنی کیلئے کوئی امر واجب المطلب نہیں اور اسکو مخلوقات کی طرف کچھ بھی حاجت نہیں بلکہ اس کی ذات تجلیات

تجلیات الربوبیۃ۔ لیُعرف انہا من صفاتہ الذاتیہ۔ فیخلق ما یشاء

ربوبیت کا تقاضہ کرتی ہے تا کہ جانا جائے کہ ربوبیت اسکی صفات ذاتیہ میں سے ہے پس اپنے امر اور ارادہ سے

بالامر والارادۃ۔ وقد یقتضی تجلیات الاحدیۃ۔ لیعرف ان غیرہ

جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور کبھی اس کی ذات تجلیات احدیت کا تقاضہ کرتی ہے تا کہ جانا جائے کہ اسکے بغیر سب

ھالکۃ الذات باطلۃ الحقیقۃ۔ ولیس لہ الیہ مثقال ذرۃ من الحاجۃ

مرنے والی چیزیں ہیں اور ان کی طرف ایک ذرہ اس کو حاجت نہیں۔ تب وہ

فیھلک کل من علی الارض من نوع الخلقۃ۔ ولا یغادر فرداً من افراد

ہر ایک کو جو زمین پر ہے ہلاک کرتا ہے اور ایک فرد کو بھی نہیں

البریۃ۔ الا ویمحو اثرہ بالاھلاک والاماتۃ۔ وکذالک یدیر صفاتہ الی

چھوڑتا بلکہ اس کا نشان مٹا دیتا ہے اور اسی طرح اپنی صفات کو گردش

ابد الآبدین۔ وکل صفۃٍ یقتضی ظہورہ بعد حین۔ فیخلق قروناً

میں رکھتا ہے اور کبھی انتہا نہیں اور ہر یک صفت اپنے وقت پر ظہور چاہتی ہے پس بعض زمانوں کے

بعد ما اھلک قروناً اولیٰ۔ لیعرف بصفاتٍ علیہا مدار نجات الوریٰ۔

ہلاک کرنے کے بعد دوسرے زمانے پیدا کر دیتا ہے تا کہ وہ ربّی ان صفات سے پہچانا جائے جو مدار نجات ہیں

ولا یحتاج الی قدم نوعٍ کما ھو زعم النوکیٰ۔ وھو غنی عن العالمین۔ ولا تنفک

اور وہ کسی نوع کے قدامت کا محتاج نہیں جیسا کہ نادانوں کا خیال ہے اور وہ تمام عالم سے بے نیاز ہے اور خدا تعالیٰ کی

صفات الرحمٰن من ذات الرحمٰن وتریٰ دور صفات اللّٰہ القہار کدور

صفات اسکی ذات سے منفک نہیں ہو سکتیں اور خدا تعالیٰ کے صفات کا دور تو ایسا پائے گا جیسا کہ دن اور

اللیل والنہار۔ ولا تتعطل صفاتہ کما ھو زعم الغافلین۔ بل تقتضی ذاتہ وقت الافناء

رات کا دور ہے اور اسکے صفات بیکار نہیں ہوتے جیسا کہ غافلوں کا خیال ہے بلکہ اس کی ذات فنا کرنے کے وقت کو ایسا

كما يقتضي وقت الإنشاء. ليتحقق كل صفة من صفاته الغرّاء. وليعرف

ہی چاہتی ہے جیسا کہ پیدا کرنے کے وقت کو چاہتی ہے تا کہ اس کی تمام صفتیں ثابت ہو جائیں اور تا کہ لوگ اسکی یکتائی

الناس تفرد ذاته. ولا يعتقد وا بنقص كمالاته كالمشركين. وليبرق

کو سمجھ لیں اور یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اس کے کمالات میں کچھ نقص ہے اور تا کہ اس کی

توحيده ويتجلى تمجيده. ويعرف دين الله بالدائرة الأبدية. والسنن القديمة

توحید چمکے اور اس کی بزرگی جلوہ گر ہو اور دین الٰہی ابدی دائرہ کے ساتھ پہچانا جائے اور سنن قدیمہ کے

المستمرة. ويبطل كفارة الكفرة الفجرة. ويمحو طريق الشرك والبدعة.

سا تھ اس کا علم ہو اور عیسائیوں کے کفارہ کا بطلان ثابت ہو اور شرک اور بدعت کے طریقے مٹ جائیں۔

وليستبين سبيل المجرمين. فهذا أمر اقتضته ذاته لتعرف به صفاته

اور کھل جائے کہ مجرموں کی راہ بد ہے پس یہ وہ امر ہے جسکو خدا تعالیٰ کی ذات نے چاہا تا اس کے ساتھ اسکی صفات پہچانیں

ولينقطع دابر المفترين. فقد يأتي وقت على هذه النشأة لا يبقى وجود

اور تا مفتریوں کا پیچھا کاٹا جائے پس اس عالم پر کبھی وہ وقت آ جاتا ہے کہ بجز خدا تعالےٰ کے ایک فرد

الا وجود الحضرة. ويجنش السيل على كل تلعة الخلقة. وتندرس اطلال

بھی باقی نہیں رہتا۔ اور فنا کا سیلاب ہر یک پیدائش کے اونچی اور نیچی زمین پر چڑھ جاتا ہے اور ہستی کے نشان

الكينونة. ولا ينفع خبط احد من الخابطين. ثم يأتي وقت تبدو سلسلة

معدوم ہو جاتے ہیں اور کسیکو ہاتھ پیر مارنا نفع نہیں دیتا پھر ایک دوسرا وقت آتا ہے کہ مخلوقات کا

المخلوقات. فهذان اثران متعاقبان من رب الكائنات. لئلا يلزم تعطل الصفات

سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پس یہ دونوں نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ایکدوسرے کے پیچھے چلتے ہیں تا کہ تعطل صفات لازم نہ آوے

فاذا ثبت هذا الدور في صفات الرحمن. وثبت الإفناء والإنشاء من سنن

پس جبکہ یہ دور خدا تعالیٰ کی صفات میں ثابت ہوا اور پیدا کرنا اور مارنا خدا تعالیٰ کی قدیم عادتیں

المنان. من قديم الزمان فقد بطل منه رأي قدم نوع الإنسان. وكيف

ثابت ہوئیں پس اس سے نوع انسان کی قدامت کا مسئلہ باطل ہو گیا اور باوجود

القدم مع ازمنة العدم والفقدان۔ واوان الفناء والبطلان۔ فانظر

اور باوجود عدم اور فقدان کے اور فنا کے کیونکر قدم باقی رہ سکتا ہے پس کوشش کرنے والوں کی

كالمجدين ولا تتكلم كالمستعجلين۔

طرح سوچ اور جلدی کرنے والوں کی طرح مت بول

واعلم ان القدم الحقيقى لا يوجد الا فى ذى الجلال والاكرام۔

اور یہ بات جان کہ قدم حقیقی بجز ذات خدائے ذوالجلال کے کسی چیز میں بھی نہیں

ويدور رحى الفناء على الارواح والاجسام۔ واحديته تقتضى فناء الغير فى بعض

پایا جاتا اور روحوں اور جسموں پر فنا کی چکی چل رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی احدیت ذاتی بعض ایام میں

الايام الا الذين دخلوا فى دار الله۔ وغسلوا ببحار الله۔ وحفّت بهم انوار الله۔

غیر کی نیستی چاہتی ہے بجز ان لوگوں کے جو باایمان فوت ہو کر خدا تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے

وازيل اثر الغير بآثار الله۔ وماتوا وهم كانوا فانين فى حُبّ ربّ العالمين۔ فاولئك

دریاؤں سے غسل دیئے گئے اور الٰہی نور ان پر محیط ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے نشانوں سے غیر کے نشان مٹائے گئے اور خدا تعالیٰ

الذين لا يذوقون الموت بعد موتتهم الاولى۔ رحمةً من ربّهم الاعلى۔

ہو کر خدا تعالیٰ کی محبت میں فوت ہو گئے پس یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی پہلی موت کے بعد پھر موت کا مزہ نہیں چکھیں گے یہ محض رحمت

فلا يرون الما ولا بلوى۔ ويبقون فى جنة الله خالدين۔ ويعطيهم الله

ان کے بزرگ رب کی طرف سے ہے پس نہ وہ کوئی درد اور نہ سختی دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بہشت میں ہمیشہ رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو

حياتًا من حياته۔ وكمالات من كمالاته ولا تفنيهم غيرته بما احاطت عليهم

اپنی زندگی میں سے زندگی بخشتا ہے اور اپنے کمالات میں سے کمال عطا کرتا ہے اور اس کی غیرت ان کو فنا نہیں کرتی کیونکہ اس کی

احديته فطوبى للذين ضلّوا فى حُبّ مولى قوى متين۔

احدیت ان پر محیط ہو گئی ہے پس مبارک وہ لوگ جو اس کی محبت میں کھوئے گئے جو زبردست اور قوی ہے

ثم نعود الى كلمتنا الاولى۔ ونقول انّ الله الاحد جعل

پھر ہم اپنے پہلے کلمہ کی طرف عود کر کے کہتے ہیں کہ خدائے بے نیاز نے ہر ایک چیز کو پانی سے

كل شئ من الماء حيًّا۔ والماء نزل من السّماء بانواع البركات والعطاء فالنتيجة

زندہ کیا ہے اور پانی کئی قسم کی برکتوں اور بخششوں کے ساتھ آسمان سے اترا ہے پس نتیجہ

ان كل فيض جاء من حضرة الكبرياء۔ وهو مبدء كل خير لجميع الاشياء

یہ نکلتا ہے کہ ہر یک فیض خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آیا ہے اور وہ تمام چیزوں کے لئے مبدء خیر ہے اور یہ

وهذا ردّ اٰخر على المنكرين۔ الذين يقولون ان الله خلق الانسان

منکروں پر ایک اور ردّ ہے یعنی ان پر جن کا قول ہے جو انسان گونگے کی طرح پیدا کیا گیا ہے اور

كابكم۔ وما فهّم وما علّم وخلقه كالناقصين۔ هذا ما كتبنا لِلملحدين۔

خدا نے ان کو نہ کچھ سکھلایا اور نہ سمجھایا اور ناقصوں کی طرح ان کو پیدا کیا یہ تو ہم نے ملحدوں اور

والطّبيعيين۔ الذين لا يؤمنون بدين الله ويقولون ما يقولون مُجترئين۔

طبیعیوں کیلئے لکھا ہے جو دین اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور دلیری کی راہ سے جو چاہتے ہیں بول اٹھتے ہیں

واما الذين يؤمنون بما جآء به رسول الله خاتم النبيين۔ فيكفي لهم ما اثبتنا

مگر وے لوگ جو حضرت خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پس ان کیلئے تو اسی قدر کافی ہے جو قرآن شریف

من كتاب مبين۔ ايامرهم توحيدهم ان ينسبوا فعل الله الى غير الربّ

سے ہم نے ثابت کیا ہے کیا ان کی توحید ان کو اجازت دے سکتی ہے جو خدا تعالیٰ کے فعل کو اس کے غیر کی طرف منسوب

القدير۔ او يقسموا خلق الله بين الربّ والعبد الحقير۔ او يحسبوا خلقه

کریں یا خدا اور بندہ میں پیدائش کو تقسیم کریں۔ یا اس کی اشرف المخلوقات کو ناقص اور

الاشرف ناقصًا محتاجًا الى الناقصين۔ كلّا بل هي كلمة لا تخرج من افواه

ناقصوں کی طرح محتاج خیال کریں ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو مومنوں موحدوں

المؤمنين الموحّدين۔ وللنطق شان خاص كشان الحيٰوة وقد خصه الله

کے منہ سے نکل نہیں سکتا اور نطق کے لئے ایک شان خاص ہے جیسا کہ حیات کے لئے ایک شان خاص ہے

بالبشر من جميع الحيوانات۔ فكما ان البشر ما وجد الحيات الّا من الرحمان۔

اور خدا تعالیٰ نے تمام جانداروں میں سے نطق کو بشر کے ساتھ خاص کیا ہے پس جیسا کہ انسانی زندگی کو صرف خدا تعالیٰ سے پایا ہے

فکذلك ما وجد النطق الا من ذلك المنان۔ وھذا ھو الحق افانت من

اسی طرح اس نے بولنے کو بھی صرف اس محسن حقیقی سے پایا ہے اور یہی سچی بات ہے کیا تو ان

الممترین۔ وان کنت تظن ان امّك علمك اللسان فمن علّم امّك

لوگوں میں سے ہے جو شک کرتے ہیں اور اگر تجھے یہ گمان ہے کہ تیری ماں نے تجھے بولنا سکھایا سو تیری پہلی ماں کو کس نے

الاولٰی وعلّمھا البیان۔ فلا تکونن من الجاھلین۔ وان اللّٰہ اومٰی فی مقامات

بولنا سکھایا تھا اور کس نے اس کو فصاحت کا سبق دیا تھا پس تو جاہلوں میں سے مت ہو اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کے

من الفرقان۔ الی ان العربیۃ ھی امّ الالسنۃ ووحی الرحمان۔ ولاجل

کئی مقامات میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ زبانوں کی ماں اور خدا کی وحی صرف عربی ہے۔ اور اسی واسطے

ذلك سمی مکۃ مکۃ وامّ القرٰی۔ فان الناس ارضعوا منھا لبان اللسان

اس نے مکہ کا نام مکہ اور ام القرٰی رکھا۔ کیونکہ لوگوں نے اس سے ہدایت اور زبان کا دودھ پیا

والھدی فھذہ اشارۃ الی انھا ھی منبع النطق والنھٰی۔ ففکر

پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف عربی زبان ہی نطق اور عقل کا منبع ہے پس خدا تعالیٰ کے

فی قول رب الورٰی۔ قرآنًا عربیًّا لتنذر امّ القرٰی۔ وفی ذلك اٰیۃ

اس قول میں فکر کر کہ یہ قرآن عربی ہے تا تو مکہ کو کہ جو تمام آبادیوں کی ماں ہے ڈراوے اور اس میں اس شخص کے

للذی یتق اللّٰہ ویخشٰی ویطلب الحق ولا یابٰی ولا یتبع سبل المعرضین۔

لئے نشان ہے جو خدا سے ڈرے اور حق کو ڈھونڈے اور انکار نہ کرے اور کنارہ کش لوگوں کا پیرو نہ ہو

ثم انت تعلم ان رسولنا خاتم النبیین کان نذیرًا للعٰلمین۔ وکذلك

پھر تو جانتا ہے کہ ہمارا رسول خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے نذیر ہے اور یہی خدا تعالیٰ

سماہ ربہ وھو اصدق الصادقین۔ فثبت ان مکۃ امّ الدنیا کلھا ومولد

نے اس کا نام رکھا ہے اور وہ اصدق الصادقین خدا ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ مکہ تمام دنیا کی ماں

کثرھا وقلھا ومبدأ اصل اللغات ومرکز الکائنات اجمعین۔ وثبت معہ

ہے اور تمام قلیل وکثیر کا مولد ہے اور اسی کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا

ان العربیۃ ام الالسنۃ بما کانت مکۃ ام الامکنۃ من بدء الفطرۃ وثبت

کہ عربی تمام زبانوں کی ماں ہے کیونکہ مکہ تمام مکانوں کی ماں ہے اور یہ بھی ثابت

ان القرآن اُمّ الصحف المطہرۃ۔ ولذلک نزل فی اللغۃ الکاملۃ المحیطۃ۔

ہو گیا کہ قرآن تمام الٰہی کتابوں کی ماں ہے اور اسی لئے کامل زبان میں اترا ہے جو محیط کل ہے

واقتضت حکم ارادات الالٰھیۃ ان ینزل کتابہ الکامل الخاتم فی اللھجۃ۔ التی

اور الٰہی ارادوں کی حکمتوں نے تقاضہ کیا کہ اس کی کامل کتاب جو خاتم الکتب ہے اس زبان میں نازل ہو جو

ھی اصل الالسنۃ۔ وامّ کلّ لغۃ من لغات البریۃ۔ وھی عربی مبین۔

جو زبانوں کی ہے اور تمام مخلوقات کی زبانوں کی ماں ہے اور وہ عربی ہے

وقد سمعت ان اللہ جعل لفظ البیان۔ صفۃ للعربیۃ فی القرآن۔ ووصف

اور تو سن چکا ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بلاغت فصاحت کو عربی کی صفت ٹھہرایا ہے اور عربی کو

العربیۃ بعربی مبین۔ فھذہ اشارۃ الی فصاحت ھذا اللسان۔

عربی مبین کے لفظ سے موسوم کیا ہے۔ پس یہ بیان اس زبان کی فصاحت کی طرف اشارہ ہے اور نیز

وعلو مقامھا عند الرحمٰن۔ واما الالسنۃ الاخری فما وصفھا بھذا الشان

اس کے مرتبہ عالیہ کی طرف ایماء ہے مگر خدا تعالیٰ نے دوسری زبانوں کو اس وصف سے موصوف نہیں فرمایا

بل ما عزاھا الی نفسہ لتعلیم الانسان۔ وسمّا غیر العربیۃ اعجمیا فمکر

بلکہ ان کو اپنی ذات کی طرف منسوب بھی نہیں فرمایا اور ان کا نام اعجمی رکھا پس اگر تو

ان کنت زکیا۔ وطوبی للمتفکّرین۔ وما نطق التوراۃ بھذا الدعوٰی۔

ذکی ہے تو اس بات کو سوچ لے اور مبارک ہیں وہ جو اس بات کو سوچتے ہیں اور توراۃ نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا

ولا وید الھنود ولا کتب اُخریٰ۔ وما اشار احد وما اومی۔ فلا تعز

اور نہ ہندوؤں کے وید نے یہ دعویٰ کیا اور کسی نے اس طرف اشارہ بھی نہیں کیا پس تو ان کی طرف اس

الی احد منھا ما لا عزا۔ او اخرج لنا ھذا الدعوٰی۔ ان کنت تزعم ان احدًا ادعی

دعویٰ کو منسوب نہ کر جو انہوں نے نہیں کیا یا ہمیں دعویٰ نکال کر دکھلا اگر تیرا گمان ہے کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے

ولن تستطیع ان تخرجها فلا تتبع سبیل المفترین۔ ثم اعلم ان العرب مشتق

اور تو ہرگز نہیں نکال سکے گا پس تو افترا پردازوں کا پیرو مت ہو پھر تجھے معلوم ہو کہ عرب کا لفظ

من الاعراب۔ وھو الافصاح فی التکلم والسؤال والجواب۔ یقال اعرب

اعراب سے مشتق ہے اور وہ بلیغ و فصیح کلام کو کہتے ہیں جیسا کہ یہ منقول ہے کہ اعرب الرجل

الرجل اذا کانت فی کلامہ الابانۃ۔ والایضاح والرزانۃ۔ وما کان کرجل

یہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی کی زبان فصیح ہو اور لستہ زبان نہ ہو

لا یکاد یبین۔ واما الاعجم فھو الذی لا یفصح کلامہ۔ ولا یحفظ

مگر عجم کا لفظ اس پر بولا جاتا ہے جو فصاحت بلاغت سے عاری ہو جس کا نظام تقریر

نظامہ۔ ولا یری حلاوۃ اللسان۔ ولا یرتب اعضاء البیان۔ بل یاکل

عمدہ نہ ہو زبان میں شیرینی نہ ہو بیان کی اعضا میں ترتیب نہ ہو بلکہ کچھ کہا جائے

اکثرھا یری بعضھا کعضین فھذان لفظان متقابلان۔ ومفھومان

اور کچھ بیان کرے اور بات کو بولی پوٹی کر دے پس یہ دو لفظ باہم متقابل ہیں اور دو متضاد

متضادان۔ وما اخترعھما احد من الشیوخ والشبان۔ بل ھما من خالق

مفہوم ہیں اور کسی نے جوانوں اور بڈھوں میں سے ان کو اپنی طرف سے نہیں بنایا۔ بلکہ یہ دونوں خدا تعالیٰ

الانسان لقوم متدبّرین۔ وقد جاء لفظ العرب فی کتب اُولٰی۔ صُحف

کی طرف سے ہیں ان کے لئے جو سوچتے ہیں۔ اور عرب کا لفظ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ یعنی یسعیاہ نبی

یسعیاہ وموسیٰ۔ وفی الانجیل تقرءُ وتریٰ۔ فثبت انّہ من اللّٰہ

کی کتاب اور موسیٰ کی کتاب اور انجیل میں پس ثابت ہوا کہ یہ لفظ خدا تعالیٰ

الاعلیٰ۔ ولیس کھذا الاسم اسم لسان من الالسنۃ الاعجمیۃ ولن تجد نظیرہ فی

کی طرف سے ہے اور کسی دوسری زبان میں ایسا نام نہیں اور کسی روایت میں تو اس کی نظیر نہیں پائے گا۔ پس

العبرانیۃ وغیرھا من اللھجۃ فتفکر ھل تعلم لھا سمیا فی تلک الالسنۃ

تو عبرانی اور دوسری زبانوں میں فکر کر کیا عربی کے ہمنام کسی اور زبان کو تو پاتا ہے

فثبت انّ العربیة ھی اللسان۔ ولا یوجد فی غیرھا ھذا الشان۔ ففکر ان کنت

پس ثابت ہوا کہ حقیقی زبان عربی زبان ہی ہے اور اس کے غیر میں یہ شان پائی نہیں جاتی۔ پس اگر تجھے کچھ

من المشککین۔ ومن اجلی العلامات ان اللسان الذی کان من

شک ہے تو غور کر۔ اور یہ بات بہت روشن باتوں میں سے ہے کہ وہ زبان جو خدا تعالیٰ کی طرف سے

ربّ الکائنات۔ وکان من احسن اللغات۔ و اَبھی فی الصفات۔ ھو اللسان

ہے اور درحقیقت عمدہ زبان ہے وہ وہی زبان ہے

الذی مدحہ اللّٰہ وسماہ باسم حسنٍ کما ھی سنة ربّ ذی منٍّ۔

جس کا خدا تعالیٰ نے آپ تعریف کے ساتھ نام رکھا جیسا کہ یہی سنت اللہ ہے

فانبئوا بذالک اللسان۔ ان کنتم فی شکّ من ھذا البیان۔ ولن تجدوا

پس ایسی زبان کا مجھے نشان دو اگر تم اس زبان کے بارے میں شک میں ہو اور ایسا اسم

کالعربیة اسمًا فی الحُسن والمحاسن۔ ففی ذٰلک اٰیات للمتوسّمین۔

جیسا کہ عربی ہے ہرگز نہیں پاؤ گے اور اس میں غور کرنے والوں کیلئے نشان ہیں

واَمّا العجم فھم عند اللّٰہ کبکم لا لسان لھم۔ اوکبھائم لا بیان لھم۔

اور عجم خدا تعالیٰ کے نزدیک گونگوں کی طرح ہیں جن کی زبان نہ ہو یا ان چارپایوں کی طرح جو بول

فان تکلّمھم ما حصل لھم اِلّا بالعربیة۔ ولیس لفظ عندھم الا من ھٰذہ

نہ سکیں کیونکہ ان کو صرف عربی کے ذریعہ سے بولنا حاصل ہوا ہے اور ان کے پاس بجز اس زبان کے ایک لفظ بھی

اللھجة۔ ولا یقدرون من دون العربیة علی المکالمات۔ فیتحقّق حینئذٍ

نہیں اور بجز عربی لفظوں کے بات کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے پس اس وقت ثابت ہوتا ہے

انھم کالجمادات۔ فقابل بوجہ طلیق او خاصم بلسان ذلیق۔ انک من

کہ وہ چارپایوں کی طرح ہیں پس کشادہ زبانی کے ساتھ سامنے آ۔ یا تیز زبان کے ساتھ جھگڑ بے شک تو

المغلوبین۔ فاوصیک ان تفکر فی ھذا الدعوی۔ وتذکر قومًا نوکی ان کنت

مغلوب ہے پس تو اس دعویٰ میں غور کر اور بے وقوفوں کو یاد دلا اگر تو عقل مند ہے

من الغافلین۔ واشکر اللّٰہ علی ما جاءک من البراھین ولا تنس ان لفظ العجم

غفلت سے اور ان دلائل کی وجہ سے جو تجھ کو ملی خدا تعالیٰ کا شکر کر اور اس بات کو فراموش مت کر

قد اشتق من العجماء وھو البھیمۃ فی ھذہ اللغۃ الغراء۔ فتدبر وجہ التسمیۃ۔

کہ عجم کا لفظ عجماء سے مشتق ہے اور عجماء لغت عربی میں چارپائے کو کہتے ہیں پس اس وجہ تسمیہ کو سمجھ لے۔

لینکشف علیک لب الحقیقۃ ولتکون من الموقنین۔ وکم من اٰیۃ تدل

تاکہ تیرے پر حقیقت کا مغز کھلے اور تاکہ تو یقین کرنے والوں سے ہو اور بہت سے نشان اس پر دلالت

علیھا لو کنتم طالبین۔ ومنھا ان اللّٰہ سمی الانسان سمیعا فی الفرقان۔

کرتے ہیں اگر تو طالب ہو ان نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کا نام سمیع رکھا ہے۔

فیفھم منہ انہ اسمعہ فی اول الزمان۔ وما ترکہ کالمخذولین۔

پس اس سمیع کے لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ پہلے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہی اس کو سنایا اور اس کو خذلان کی حالت میں نہ چھوڑا

ومنھا انہ اوضح فی البقرۃ ھذا الایماء وقال عَلَّمَ اٰدَمَ

اور ان نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے سورہ بقرہ میں اس اشارہ کو زیادہ واضح کر کے

الْاَسْمَآءَ فھذا التعلیم یدل علی اشیاء منھا انہ کان معلم الکلمات بتوسط

لکھا ہے اور کہا ہے کہ خدا نے آدم کو نام سکھلائے پس یہ سکھلانا کئی باتوں پر دلالت کرتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ خدا تعالیٰ نے

المسمیات ونعنی بالمسمیات کلما یمکن بیانہ بالاشارات فعلا کان او من

کلمات کو مسمیات کے ذریعہ سے سکھلایا اور مسمیات سے مراد ہمارے ایسے امور ہیں جن کا بیان کرنا اشارات کے ذریعہ سے

اسماء المخلوقات۔ ومنھا انہ کان معلم حقایق الاشیاء وخواصھا المکتومۃ

ممکن ہے خواہ وہ فعل ہوں یا اسماء مخلوقات میں سے ہوں اور پھر دوسرا امر یہ ہے کہ حقائق اشیاء اور ان کے جو

المخزونۃ فی حیز الاختفاء بلغۃ عربی مبین۔ فان قلت ان النحویین

چھپے ہوئے خواص ہیں وہ زبان عربی میں سکھلائے گئے۔ اور اگر تو یہ بات کہے کہ نحویوں نے لفظ اسم کو

خصصوا لفظ الاسم بالاسماء المخصوصۃ التی لھا معانی ولا تقترن باحد

اسماء مخصوصہ سے خاص کیا ہے یعنی وہ اسماء جنکے واسطے معانی ہیں اور تینوں زمانوں میں کسی سے اقتران

من الازمنة الثلاثة۔ فجوابه ان ذلك اصطلاح لهذه الفرقة۔ ولا اعتبار

رکھتے ہیں — پس جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اس فرقہ کی اصطلاح ہے اور جب ہم حقیقی طور پر نظر

به عند نظر الحقيقة فانظر كالمبصرين۔ وان قيل ان المشهور بين

کریں تو یہ اصطلاح ساقط الاعتبار ہوگی پس دیکھنے والوں کی طرح سوچ۔ اور اگر کوئی کہے کہ عوام مسلمانوں میں تو

العامة من اهل الملة۔ ان الله علّم ادم جميع اللغات المختلفة۔ فكان

یہ مشہور ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو تمام بولیاں سکھا دی تھیں اور وہ ہر یک

ينطق بكل لغت من العربية والفارسية وغيرها من الالسنة فجوابه

بولی عربی اور فارسی وغیرہ بولتا تھا پس اس کا جواب یہ ہے کہ

ان هذا خطاء نشاء من الغفلة۔ لا يلتفت اليه احد من اهل الخبرة

یہ خطا ہے اور اس کی طرف کوئی عقلمند توجہ نہیں کرے گا

بما خالف امرًا ثبت بالبداهة۔ وما هو الا زعم الغافلين۔ بل العربية

کیونکہ یہ بدیہی الثبوت امر کے مخالف ہے اور بےخبروں کا گمان باطل ہے بلکہ پہلی زبان

هي اللسان من مستانف الايام ومستطرفها وليس غيرها الا كمرجان من درة

اور پہلے زمانہ کی بولی صرف عربی ہے اور اس کا غیر اس کا مال موروثی ہے۔ یا کوئی چھوٹا سا موتی اس کے بڑے موتی

صدفها وانت تعلم ان القراٰن والتورات۔ قد اثبتا ما قلنا واكملا الاثبات

میں سے ہے اور تو جانتا ہے کہ قرآن اور توریت نے جو کچھ ہم نے کہا وہ ثابت کر دیا ہے

الا تعلم ما جاء في الاصحاح الحادي العشر من التكوين۔ فانه شهد ان

کیا تجھے معلوم نہیں کہ توریت کتاب پیدائش گیارھویں باب میں لکھا ہے کہ ابتدا میں تمام زمین

اللسان كانت واحدة في الارضين۔ ثم اختلفوا ببابل معرقين۔ واما

کی بولی ایک تھی پھر جب وہ عراق عرب میں داخل ہوئی۔ تو بابل شہر میں بولیوں کی

القراٰن فقد سبق فيه البيان۔ ففكر كالمحققين ثم ههنا طريق اٰخر لطلاب الحق

اختلاف ہوا اور قرآن کا بیان تو تو سن چکا۔ پس تحقیق کرنے والوں کی طرح سوچ۔ پھر اس جگہ ایک اور طریق ثبوت حق

والمعرفة وهو انا اذا نظرنا فی سنن اللّٰہ ذی الجلال والحکمة۔ فوجدنا

اور معرفت کے طالبوں کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم اللہ خدا ذوالجلال کی سنتوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہم

نظام خلقه علی طریق الوحدة۔ وذلك امر اختاره الله لهداية البرية۔ ليكون

اس کی پیدائش کا انتظام وحدت کے طور پر پاتے ہیں اور یہ وہ امر ہے جسکو خدا تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کیلئے اختیار کیا ہے

علی احدیته احد من الادلة۔ ولیدل علی انه الخالق الواحد لا شریك له

تا کہ اس کی وحدانیت پر دلیل ہو۔ اور اس دلیل پر دلالت کرے کہ وہ اکیلا پیدا کرنے والا واحد لاشریک ہے

فی السماء والارضین۔ فالذی خلق الانسان من نفس واحدة کیف تعزٰی

کوئی اس کا شریک نہ زمین و آسمان میں نہیں پس جس نے انسان کو نفس واحد سے پیدا کیا کیونکر اسکی طرف ایک ایسی کثرت منسوب کی جائے

الیه کثرة غیر مرتبة۔ ولغات متفرقة غیر منتظمة۔ الا تعلم انه راعی الوحدة

جو غیر مرتب ہے اور کیونکر ایسی زبانیں اس کی طرف سے سمجھی جائیں جو غیر منتظم ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس نے ہر یک

فی کل کثرة۔ واشار الیه فی صحف مطهرة۔ وکتاب امام العارفین۔ وابان

کثرت میں وحدت کی رعایت رکھی ہے اور (نبی) پاک کلام میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے جو عارفوں کی امام ہے۔ اور اس نے

فی صحفه الغراء۔ انه خلق کل شیئ من الماء۔ فانظر الی سنة حضرة

اپنی کتاب روشن میں بیان فرمایا ہے کہ اُسنے ہر یک چیز کو پانی سے ہی پیدا کیا ہے پس خدا تعالیٰ کی سنت کی طرف دیکھ

الکبریاء۔ کیف رد الکثرة الی وحدة الاشیاء وجعل الماء ام الارض والسماء

کیونکر اس نے کثرت کو وحدت کی طرف رد کیا ہے۔ اور پانی کو زمین اور آسمان کی ماں ٹھہرایا ہے

ففکر کالعقلاء فانه عنوان الاهتداء ولا تستعجل کالجاهلین وان هذه الایة

پس عقلمندوں کیطرح سوچ کہ یہ ہدایت پانے کی علامت ہے۔ اور جاہل مست بن۔ اور یہ آیت خدا

دلیل واضح علی سنن خالق الرقیع والغبراء وفیها تبصرة لاهل الانظار والاراء والله

تعالیٰ کی سنت پر دلیل واضح ہے اور اس میں اہل نظر کے لئے بصیرت کی راہ ہے اور خدا

وتر یحب الوتر یا معشر الطلباء۔ هو الذی نوّر من نور واحد نجوم السماء

تعالیٰ وتر ہے وتر کو دوست رکھتا ہے وہی ہے جس نے ایک نور سے تمام ستاروں کو بنایا

وخلق نفوسًا متشابهة على الغبراء۔ وجعل الانسان عالمًا جامع جميع

اور زمین پر تمام نفوس متشابہ پیدا کئے اور انسان کو ایک عالم جمیع حقائق اشیاء کا

حقائق الاشياء فلو لم يكن نظام الخلق مبنيًا على الوحدة۔ لما وجدت فی

جامع بنایا پس اگر مخلوقات کا نظام وحدت پر مبنی نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں یہ

خلق الله وجود هذه المشابهة۔ ولكان خلق الله كالمتفرقين بل لو لم يكن

مشابہت نہ پائی جاتی اور مخلوق متفرق چیزوں کی طرح ہوتی بلکہ اگر نظام

النظام الوحدانی لبطلت الحكم وضاع السر الروحانی۔ وسُدّ الصراط الربانی

وحدانی نہ ہوتا تو حکمت باطل ہو جاتی اور سر روحانی ضائع ہو جاتا اور ربانی راہ بند ہو جاتی

وعسر امر السالكين۔ فما لك لا تفهم وحدة دالة على الوحيد۔ وهی فی

اور سالکوں کا امر مشکل ہو جاتا۔ پس تجھے کیا ہو گیا کہ تو اس وحدت کو نہیں سمجھتا جو اس یگانہ پر دلالت کرتی ہے اور وہی

الاسلام مدار التوحيد۔ واصل كبير للتعظيم والتمجيد۔ وسراج منير لمعرفة

اسلام میں توحید کا مدار ہے اور اس کی تعظیم اور تمجید کے لئے اصل کبیر ہے اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور

الوحدانية الالهية۔ والاحدية الربانية۔ وانها من علوم اختصت بالمسلمين۔

اس کی یکتائی کے پہچاننے کے لئے ایک چراغ روشن ہے اور ان علوم میں سے ہے جو اہل اسلام سے خاص ہے

ثم اعلم ان الاثار النبويّة۔ والنصوص الحديثية۔ قد بلغت فی هذا الى

پھر جان کہ آثار نبویہ اور نصوص حدیثیہ اس بارے میں اس کثرت تک پہنچ گئے

كمال الكثرة حتى اعطت ثلج القلب ونور السكينة۔ كما لا يخفى على المحدّثين

ہیں کہ جن سے دل کو تسلی اور اطمینان کا نور حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ محدثوں پر پوشیدہ نہیں

واخرج ابن عساكر فی التاريخ وهو المقبول الثقة۔ قال قال ابن عبّاس

اور ابن عساکر جو مقبول اور ثقہ ہے ابن عباس سے اپنی تاریخ میں بیان کرتا ہے

ان آدم كان لغته فی الجنة العربية وكذلك اخرج عبد الملك

کہ بہ تحقیق آدم کی بولی جنت میں عربی ہی تھی اور اسی طرح عبد الملک آنحضرت

حدیثا من خیر الوریٰ۔ ورجال اٰخرون اولوا العلم والنہی۔ وحدّثوا بروایۃ اُخریٰ

صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث ملا یا ہے اور دوسرے اہل علم بھی دوسری روایتوں سے بیان کرتے ہیں

فقالوا ان العربیۃ ھی اللسان الاولیٰ من اللہ المولیٰ۔ نزلت مع اٰدم من الجنۃ

سو انہوں نے کہا ہے کہ عربی ہی پہلی زبان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور آدم کے ساتھ بہشت سے اتری

العلیا ثم بعد طول العہد حرّفت وحدثت لغات شتّٰی۔ واول ما ظھر

ہے پھر ایک زمانہ کے بعد محرف ہوگئی اور اس سے اور زبانیں پیدا ہوگئیں اور تحریف کے بعد

بعد التحریف کان سریانیاً باذن اللہ اللطیف۔ وصرف اللہ الیہ لھجۃ المبدلین۔

جو پہلی زبان ظاہر ہوئی وہ سریانی تھی اور خدا تعالیٰ نے زبان کے بدلانیوالوں کا لہجہ

ولاجل ذلک سمی العربی الاول عند المتقدمین۔ وکان عربیا بادنٰی تصریف

ویسا ہی کردیا اور اسی واسطے متقدمین اس کو پہلی عربی کہا کرتے تھے۔ اور وہ ادنیٰ تغیر کے ساتھ عربی

المتصرّفین ثم حدثت السنۃ اُخریٰ۔ کما حدثت الملل والنحل فی الدُّنیا۔

ہی تھی پھر اور اور زبانیں پیدا ہوگئیں جیسا کہ اور اور مذاہب پیدا ہوگئے

وھذا ھو الحق فتدبّر کالعاقلین۔ ثم من سبل العرفان۔ انک تجد فی القراٰن

اور یہی بات عقلمندوں کے نزدیک حق ہے پھر پہچاننے کے طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو قرآن میں

ذکرا واحداً فی اختلاف اللسان والالوان۔ فاللّٰہ یشیر الی ان اللسان کانت

زبان اور رنگ کے اختلاف کے بارہ میں ایک ہی جگہ ذکر پائے گا پس خدا تعالیٰ ان دونوں کو ایک جگہ

واحدۃ فی زمان۔ کما کان اللون لونا واحدا قبل الوان۔ ثم اختلفا بعد زمان وحین

ذکر کرنے سے یہی اشارہ کرتا ہے کہ زبان ایک زمانہ میں ایک تھی چنانچہ رنگ بھی ایک زمانہ میں ایک تھا

ثم من لطائف الایماء ان خاتم الانبیاء۔ جعل نفسہ شریک اٰدم فی تعلّم الاسماء

پھر طول زمانہ کے بعد دونوں میں اختلاف ہوگیا پھر ایک لطیف اشارہ یہ ہے کہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو

کما اخرج الدیلمی فی حدیث الطین والماء نفکر فیما قال خاتم النبیین۔

اسماء کے سکھلانے میں آدم کا شریک ٹھہرایا ہے جیسا کہ دیلمی نے حدیث طین اور ماء میں روایت کی ہے پس تو ان الفاظ میں فکر کر جو آنحضرت صلعم نے فرمایا

مُثِلَتْ لی اُمّتی فی الماء والطین۔ وعُلّمتُ الاسماء کما علم ادم الاسماء۔ فانظر

کہ میری امت میرے لئے پانی اور مٹی میں متمثل کی گئی اور مجھے نام سکھلائے گئے جیسا کہ آدم کو نام سکھلائے گئے پس اس امر میں

الی ما اشار فخر المرسلین۔ وانت تعلم انه صلی اللّٰہ علیه وسلم کان امیا لا یعلم

غور کر جس کی طرف آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا اور تو جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے بجز عربی کے کسی

غیر العربیة۔ نعم اوتی جوامع الکلم فی هٰذه اللهجة۔ فظهر ان المراد من

اور زبان کو نہیں جانتے تھے۔ ہاں آپ کو جوامع الکلم زبان عربی میں ملی تھی پس ظاہر ہوا کہ اسماء سے مراد

الاسماء فی قصة ادم وحدیث خیر الانبیاء هی العربیة المبارکة۔

حضرت آدم کے قصہ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں زبان عربی ہے

کما دل علیه النصوص القطعیة من کتاب مبین۔ الا تنظر الی اشتراك

جیسا کہ نصوص قطعیہ کلام الٰہی کی اس پر دلالت کرتی ہیں کیا تو زبانوں کی اشتراک کی طرف

الالسنة۔ فانه یوجد فی کثیر من الالفاظ المتفرقة۔ ولا یمکن هذا الا

نہیں دیکھتا کیونکہ وہ بہت سے الفاظ متفرقہ میں پایا جاتا ہے اور ایسا اور اس قدر

بعد کونها شعب اصل واحد فی الحقیقة۔ وانکارها کانکار العلوم الحسیّة والامور

اشتراک بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ تمام زبانیں ایک ہی زبان کی شاخیں ہوں اور اس کا انکار علوم

الثابتة المرئیة۔ فان کان تغایر الالسنة من اول الفطرة۔ فکیف وجد الاشتراك

حسی کے انکار کی مانند ہے اور ان امور کے انکار کی طرح جو ثابت اور مرئی ہوں پس اگر زبانوں کا اختلاف ابتدا سے چلا آتا ہے

مع عدم الاتحاد فی الاصل والجرثومة۔ فلا بد من ان نقر بلسان هی ام کلها للکمال

پس کیونکر باوجود اس اختلاف عظیم کے زبانوں میں اشتراک ہو گیا پس یہ بات ضروری ہے کہ ہم ایک ایسی زبان کا اقرار کریں

بیان۔ وانکاره جهل وسفاهة۔ واللدد تحکم ومکابرة۔ وقد تبین الحق

کہ وہ تمام زبانوں کی ماں ہو اور انکار اس بات کا جہالت اور کم عقلی ہے اور جھگڑا ناحق کی حکومت اور ناحق کا کبر ہے

لو کنتم طالبین۔ وفی العربیة کمالات وخواص وآیات تجعلها ام غیرها

اور تم طالب ہو تو حق تو کھل چکا اور زبان عربی میں وہ کمالات اور نشان ہیں جو محققوں کے نظر میں اس کو اس کے

عند المحققين وانها وقعت لها كالظل او كالعصفور عند البازي المطل فاسمع بعض آياتها

غیر کی مال ٹھہرایا ہے اور وہ زبانیں عربی کیلئے سایہ کی طرح واقع ہوئی ہیں یا باز صید گیر کے آگے چڑیا کی طرح پس تو انصاف سے عربی کے

وكن من المنصفين فمنها ان التحقيق العميق والنظر الدقيق يلجئنا بعد المشاهدات و

بعض نشان حسن سن اُن کمالات سے ہیں ایک یہ ہے کہ تحقیق عمیق اور نظر دقیق کے بعد مشاہدات اور رویت

روية البيّنات الى ان نقر بان لغة العرب اوسع اللغات وارفعها في الدرجات

بینات کے ہمیں اس اقرار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ لغت عرب تمام لغتوں سے وسیع تر ہے اور وہ مدارج

واعظمها في البركات وابرقها بالمعارف والنكات. واتمها في نظام المفردات

میں سب سے بلند اور برکات میں سب سے بزرگ تر اور معارف اور نکات میں سب سے زیادہ چمکنے والی اور مفردات کے نظام میں

وابلغها في ترصيف المركبات وادلها على اللطائف والاشارات. واكملها

سب سے زیادہ کامل اور مرکبات کے درجہ بدرجہ رکھنے میں سب سے زیادہ محل مناسب تک پہنچے ہوئے اور لطائف اور اشارات پر سب سے زیادہ

في جميع الصفات من الله رب العالمين. وتوجد علوم كثيرة في الف اسماءها

دلالت کرنیوالے اور سب صفتوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ کامل ہے اور اس کی اسماء کی بناوٹ میں بہت سے علوم پائے جاتے ہیں

وتلمع لطائف في تراكيبها. وطرق ادائها. وسنذكرها في مقاماتها

اور اس کی ترکیبوں اور ادا کے طریقوں میں لطائف چمک رہے ہیں اور ہم عنقریب ان کا ذکر حقیقت نما کیلئے اپنے مقام پر کریں گے

لكشف غطاءها. ونبيّن علوم مفرداتها وفنون مركباتها لقوم مسترشدين

اور اس کے مفردات کے علوم اور مرکبات کے فنون طالب ہدایت لوگوں کے لئے بیان کریں گے

والآن نثبت كمال نظام المفردات. فانها اول علامة لغة هي اُمّ اللغات

اور اب ہم مفردات کے نظام کا کمال ثابت کرتے ہیں کیونکہ وہ پہلی علامت اس زبان کی ہے جس کو ام الالسنہ کہنا چاہیئے

ووحي من حكيم قوي متين. فانا نرى ان فطرة الانسان قد اقتضت من اول

اور جس کو خدا تعالیٰ کی وحی ماننا چاہیئے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی پیدائش نے پہلے ہی سے یہ تقاضہ کیا ہے

الاوان ان يعطى لها مفردات فيها كمال البيان. كما هي كاملة من احسن الخالقين

کہ اسکو وہ مفردات دیئے جائیں جن میں کمال درجہ کا بیان ہو جیسا کہ وہ فطرت خدا تعالیٰ کی طرف سے کامل ہے

ونری ان الفطرة الانسانیة۔ والجبلة البشریة قد کملت بقوی مختلفة

اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی اور جبلت بشری مختلف قوتوں کے ساتھ کامل کی گئی ہے اور ایسا

وتصورات متنوعة۔ وارادات متفتتة۔ وحالات متفرقة وخیالات

ہی قسما قسم کے تصورات کے ساتھ اور قسما قسم کے ارادات کے ساتھ اور حالات متفرقہ اور خیالات

متغائرة۔ واخلاق متلونة۔ وجذبات متضادة۔ ومحاورات موضوعة

متغائرہ اور اخلاق متلونہ اور جذبات متضادہ کے ساتھ اس کا کمال ہوا ہے اور ایسا ہی وہ محاورات

للاٰباء والبنین۔ والاعداء والمحبین۔ والاکابر والصاغرین۔ ثم

جو باپوں اور بیٹوں اور دشمنوں اور دوستوں اور چھوٹے اور بڑوں میں ہوتے ہیں تتمہ کمالات خلقت انسانی ہیں

انضمت بہا افعال تصدر من جوارح الانسان کالایدی والارجل والاعین

پھر ان کے ساتھ وہ افعال بھی ہیں جو انسان کے ہاتھ پیر سے صادر ہوتے ہیں جیسا کہ ہاتھ پیر اور آنکھ اور

والاٰذان۔ وکذالک کما یطلب بوسیلة ھذہ الاعضاء من علوم الارض والسماء

کان سے اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو ان اعضا کے ذریعہ سے طلب کی جاتی ہیں جیسا کہ علوم ارضی اور علوم سماوی

وما یتعلق بہا کالخادمین۔ فلما خلق اللہ الانسان بہذہ القوٰی والاستعدادات۔

اور جو ان کے متعلق ہیں پس جبکہ خدا تعالیٰ نے انسان کو ان قوتوں اور استعدادوں اور صناعتوں

والافعال والصناعات۔ والمقاصد والنیات۔ اقتضت رحمتہ ان یکمل فطرتہ

کے ساتھ پیدا کیا اور ان مقاصد اور نیتوں کے ساتھ اس کو بنایا تو اس کی رحمت نے تقاضہ کیا

بعطاء نطق یساوی الحاجات۔ ویمدہ فی جمیع الضرورات والمہمات۔

کہ انسانی فطرت کو نطق کے ساتھ مشرف کرکے حاجات پیش آمدہ کے ساتھ برابر اور ہموزن کر دے اور تمام مہموں اور

ولا یترکہ کالناقصین۔ وکان تمشیة ھذہ الارادات موقوفا علی لغت ھی

ضرورتوں میں اس کی مدد کرے اور اس کو ناقصوں کی طرح نہ چھوڑے اور ان ارادوں کا پورا ہونا ایسی زبان پر موقوف تھا جو

کامل النظام فی المفردات لیساوی ضمائر الانسان وجمیع الخیالات ویعطی

مفردات کے نظام میں کامل ہو تا کہ وہ انسان کے ضمیر دل اور اس کے تمام خیالات کے ساتھ برابر رہ سکے

حلل الالفاظ للطالبین۔ فھذہ ھی العربیۃ۔ وخصت بھا ھذہ الفضیلۃ

اور طلبگاروں کے لئے الفاظ عطا کرے پس یہ زبان عربی ہے اور یہ فضیلت اس کے ساتھ خاص کی گئی ہے

ھی التی اعطی لہ نظاماً کاملاً فی المفردات۔ وجعل دائرتھا مساویۃ

یہ وہی زبان ہے جسکو خدا تعالیٰ نے مفردات میں کامل نظام بخشا ہے اور اس کے دائروں کو ضرورت کے ساتھ

بالضرورات۔ ولاجل ذالک حاطت دقائق الافعال۔ واراءت تصویر الضمائر

برابر کر دیا ہے اور اسی واسطے یہ عربی باریک معانی کے الفاظ پر مشتمل ہے اور ضمیروں کی تمام و کمال تصویر دل

بالتمام والکمال کالمصوّرین۔ وان اردنا ان نکتب فیہ قصّۃ او نملی حکایۃ

کو دکھلا رہی ہے جیسا کہ مصور دکھلاتے ہیں۔ اور اگر ہم عربی زبان میں کوئی قصہ لکھنا چاہیں یا کوئی حکایت یا

او واقعۃ او نؤلف کتاباً فی الالٰھیات۔ فلا نحتاج الی المرکبات۔ ولا نضطر

واقعہ لکھیں یا کوئی کتاب الٰہیات میں تحریر کریں تو ہم مرکبات کی طرف محتاج نہیں ہوتے اور ہم اس بات

ان نورد الترکیبات مورد المفردات کالصائمین المتخمطین۔ بل یمدنا

کی طرف بیقرار نہیں ہوتے کہ ترکیبات کو مفردات کی جگہ میں لادیں بلکہ ہمیں عربی کا

نظامہ الکامل فی کلّ میدانٍ ومضمارٍ۔ ونجد مفرداتھا کحلل کاملۃ لانواع

نظام کامل ہر یک میدان میں مدد دیتا ہے اور ہم اس کے مفردات کو معانی اور اسرار کے لئے کامل لباسوں

معانی واسرارٍ۔ ولا نجدھا فی مقامٍ کابکم غیر مبین۔ وذلک لکمال نظامھا

کی طرح پاتے ہیں۔ اور ہم اس کو کسی مقام میں گونگے کی طرح نہیں پاتے اور یہ اس لئے کہ اس کا نظام کامل ہے

وعلو مقامھا وغزارۃ موادھا وکثرۃ افرادھا۔ وتناسبھا وسداد ھا۔

اس کا مقام عالی ہے اس کے مواد بہت ہیں اس کے مفردات زیادہ ہیں اس میں تناسب اور سلاست بہت ہے

واطراد اشتقاقھا واتحاد انتساقھا وکونھا متساویۃ بآمال الآملین۔

اس کا اشتقاق لمبا ہے اس کے انتساق میں اتحاد ہے اور وہ امیدوں کے سلسلہ سے برابر ہے

وان صحیفۃ القدرۃ ومواد ھذہ اللھجۃ۔ قد صدغتا کثوری فلاحۃ

اور قانون قدرت اور اس زبان کے مواد دونوں برابر چلے جاتے ہیں جیسے کلبہ رانی کے دو بیل یا ایک

وتقابلنا الجدارى باحةٍ تلفظ كالمبصرين۔ ومن العجائب انها كانت لسان

بالا یک صحن کے مقابل کی دو دیواریں ہیں پس تو سوجاکھوں کی طرح دیکھ اور عجائب میں سے یہ بات ہے کہ وہ امیون کی

الامّيين۔ وما كانوا ان يصقلوها كالعلماء المتبحرين۔ ولم يكن لهم فلسفة

زبان ہے اور وہ اس کو علماء متبحر کی طرح صیقل نہیں کرتے تھے - اور ان کو یونانیوں کے فلسفہ میں سے کچھ

اليونانيين۔ ولا فنون الهنود والصينيين۔ ومع ذالك نجدها افصح الالسنة

حصہ نہیں تھا اور نہ ہندوؤں اور چینیوں کے ان کے پاس علوم تھے اور باوصف اس کے ہم اس زبان کو عقلمند کے

لتعبير خواطر الحكماء۔ واراءة صور اراء اهل الاراء كانها تصوّرها

نازک خیالوں کے ادا کرنے اور ہر یک رائے کی صورت دکھلانے کے لئے تمام زبانوں سے زیادہ فصیح پاتے ہیں گویا یہ

كما يصوّر فى البطن الجنين۔ ومن فضائلها انها ما مدّت قط يد المسئلة

زبان ان خیالات کی ایسی تصویر کھینچتی ہے جیسا کہ جنین کی تصویر پیٹ میں کھینچی جاتی ہے اور اس کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے

الى الاغيار۔ وما زيّنها احد من الحكماء والاحبار۔ وليست عليها منّة احد

کہ اس نے کبھی غیر کی طرف سوال کا ہاتھ لمبا نہیں کیا اور کسی حکیم اور دانشمند نے اس کو زینت نہیں دی اور اس پر سوائے خدا تعالیٰ

من دون القادر الجبار۔ هو الذى اكملها بيد الاقتدار۔ وصانها من كل

کے کسی کا احسان نہیں۔ اسی ذات نے اس کو اپنے ہاتھ سے کامل کیا ہے اور ہر یک ایسی حالت سے بچایا ہے جن

مكروه فى الانظار۔ وعصمها من موجبات الملال والانحسار۔ فهى ربيبة

سے نظریں کراہت کرتی ہیں اور تھکنے اور ملال کے موجبات سے اس کو محفوظ رکھا ہے۔ پس یہ بولی

خدر الازل كالبنات۔ وكقاصرات الطرف والقانتات۔ وهى حاملة باجنّة

پردہ ازل کی خانہ پردہ ہے جیسا کہ لڑکیاں اور پرہیزگار بیویاں ہوتی ہیں اور یہ بولی طرح طرح کی حکمتوں

الحكم والنكات۔ لا تسمع صوتها فى مجمع الهاذين۔ والحكمة تبرق من اسرّة

اور معارف دقیقہ کے ساتھ حاملہ ہے بیہودہ گوئیوں کا مجمع اس کی آواز نہیں سنتا اور خدا تعالیٰ نے اس کی سرشت کو ایسا ہی

وجهها بنور مبين۔ واللّٰه احسن خلقها كخلق الانسان۔ واعطاها كل ما هو من كمال اللسان

نیک پیدا کیا ہے جیسا کہ انسان کی سرشت کو اور جو زبان کا کمال ہونا چاہئے سب کچھ اس کو عطا کیا

واعطاها حُسنًا يصبي قلوب المبصرين. فلاجل هذه الكمالات ووجازة الكلمات

اور اس کو ایسا حسن عطا کیا ہے جو دیکھنے والوں کے دلوں کو کھینچتا ہے پس انہیں کمالات کی وجہ سے اور کلمات کے اختصار

تعصمنا عن اضاعة الاوقات. وتُسعدنا الى ابلغ البيانات. وتحفظنا عن

سے اوقات کے ضائع ہونے سے بچاتی ہے اور نہایت بلیغ بیانات کی طرف ہمیں رہبر ہوتی ہے اور زبان کی

فضوح الحَصَرِ وتعضدنا فى قيد ظباء المعانى والشصر. فلا نقف موقف مندمة

بستگی سے ہمیں نگہ رکھتی ہے اور معانی کے ہرنوں اور آہو بچوں کے قید کرنے میں ہمیں مدد دیتی ہے پس ہم کسی میدان میں

فى ميدان. ولا نرهق بمعتبة عند بيان. وتنكشف علينا كلام رب العالمين

شرمندہ نہیں ہوتے اور نہ کسی بیان کے وقت مورد عتاب ہوتے ہیں اور ہمارے پر رب العالمین کا کلام کھولا جاتا ہے

وان القرآن والعربية كشقّى الرحى. والامر من غيرهما لا يتاتى. ومثلهما كمثل

اور قرآن اور عربی ایک چکی کے دو پاٹ ہیں اور ان دونوں کے ملنے کے سوا امر مقصود حاصل نہیں ہوتا یا ان دونوں کی

العروسين فالعربية كزوجة كملت فى الحُسنِ والزين. ومن خواص العربية

مثال میاں بیوی کی طرح ہے اور عربی اس بیوی کی طرح ہے جو حسن اور زینت میں کامل ہو اور عربی کے خواص اور اس کی

وعجائبها المختصة. انها لسان زيّنت بلطائف الصنع ووضع فيها بازاء معانى

خاص عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک ایسی زبان ہے جو لطائف صنعت سے زینت دی گئی ہے اور جو طبعاً معانی

متعددة بالطبع لفظ مفرد فى الوضع ليخفّ النطق به حتى الوسع ولا يحدث

متعدد ہیں۔ اُن کے مقابل پر ایک ہی لفظ وضع میں رکھا گیا ہے تا حتی الوسع بولنا اس کا آسان ہو اور

ملالة الطبع. وهذا امر ذو شان ممد عند بيان. لا يوجد نظيره فى لسان

ملالت طبع پیدا نہ ہو اور یہ ایک امر ذو شان ہے جو بیان میں مدد کرتا ہے اور کسی زبان میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی

من الُسن الاعجمين. فلذالك نجد تلك الالسنة غير بريئة من معرة اللكن.

اسی لئے تو دیکھے گا کہ تمام زبانیں لکنت کے عیب سے خالی نہیں ہیں اور

وخالية من فضيلة اللسن. ومع ذالك لا تعصم عن الفضول فى الكلام.

فصاحت کے ہنر سے محروم ہیں اور پھر وہ زبانیں فضول گوئی سے بچا نہیں سکتیں

ولا تكفي مفرداتها في استيفاء انواع المرام۔ ولا توجد فيها ذخيرة المفردات۔ سيما

اور ان کے مفردات مقصودوں کے حاصل کرنے کیلئے کفایت نہیں کرسکتے اور ان میں مفردات کا ذخیرہ نہیں پایا جاتا

مفردات مشتملة على المعارف والالٰهيات ودقائق الدينيات۔ بل لا تستطيع

بالخصوص وہ مفردات جو معارف اور الٰہیات اور دینی دقائق پر مشتمل ہیں بلکہ تجھے یہ طاقت نہ ہوگی

ان تؤلف بمفرداتها قصّة او تكتب حكايةً مبسوطة من امور الدّنيا او الدّين۔ فانها

کہ ان کے مفردات کے ساتھ کوئی قصہ تالیف کرے یا کوئی لمبی چوڑی حکایت لکھے خواہ دنیا کے متعلق خواہ دین کے متعلق کیونکہ

ممسوخة مبدلة وناقصة مغيرة فلا طاقة فيها ولا قوة۔ ولا انتظام ولا عظمة۔

وہ بولیاں ناقص بولیاں ہیں جو بدلائی گئی ہیں اور ان کی صورت مسخ ہو گئی ہے پس ان بولیوں میں کچھ طاقت اور قوت نہیں

ولا كمال كعربي مبين۔ ولاجل ذلك لا يفوز اهلها غلبة عند مقابلة ويفر كزمّل

اور نہ کچھ نظام نہ عظمت اور نہ عربی کی طرح کچھ کمال اسی لئے ان بولیوں کے بولنے والا مقابلہ کے وقت غالب نہیں آسکتا اور جنگ میں

عند مناضلة۔ ويرهق بعتبة ومذلة۔ ويرى يوم تبعة كالمخذولين۔ وانها قد

ایک بزدل نامرد کی طرح بھاگتا ہے اور ذلت اور ندامت اٹھاتا ہے اور انجام بدی کا دن دیکھتا ہے جیسا کہ ذلیل اور

بلغت مخارم الجبال في علو الشان وانواع الكمال۔ وخرجت كفاتك ماضي العزيمة

نامراد لوگ دیکھتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ زبان عربی اپنی شان میں پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچ گئی ہے اور ایک بہادر پورے

وتنادي رجل الكريهة فهل من مبارز في المخالفين۔ وهل في ندوتهم احدٌ من

ارادے والے کی طرح میدان میں نکلی ہے اور مقابل کے آدمی کو بلا رہی ہے پس کیا کوئی مخالفوں میں بہادر ہے اور کیا کوئی

الباسلين۔ وما هذا من الدعاوي التي لا دليل عليها۔ بل ترى عساكر

ان کی مجلس میں دلیر موجود ہے اور یہ وہ دعویٰ نہیں ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو بلکہ تو دلائل کے لشکر اس دعوے کے پاس پائے گا

البراهين لديها كالطائفين۔ وترى انها قائمة كجيش شجعان۔ وتجول

جیسا کہ طواف کرنے والے ہوتے ہیں اور اس بولی کو تو ایسا قائم پائیگا جیسا کہ ایک بہادر مستقل ارادہ اور تلوار

بمفصل وسنان۔ فمن اراه شعاعا۔ طارت نفسه شعاعًا۔ وسقط كميتين

اور نیزہ کے ساتھ جولان کر رہی ہے پس جس کو اس نے اپنا شعاع دکھایا سو اس کی جانیں اڑ گئیں اور مُردوں

وما كان للأعداء أن يأتوا ببرهان على دعواهم. أو يخرجوا من مثواهم. وإن هم

اور دشمنوں کو یہ توفیق نہیں کہ اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل لاویں یا اپنی خوابگاہ سے باہر نکلیں اور وہ تو دفن شدہ

إلا كالمدفونين. وما ترى وجوه ألسنتهم ببشر يشف. ونضرة ترف بل تراها

مُردوں کی طرح ہیں۔ ان کی زبانوں کا ایسا منہ نہیں جو کھلا ہوا یا آب اور ابھرا ہوا ہو اور ایسی تازگی جو چمکیلی ہو

كموماة ليس فيها من غير رمل وحصاة ولا تجد فيها عين ماء معين. والذين

بلکہ ان زبانوں کو تو ایسا پاؤ گے جیسا کہ جنگل بے آب و دانہ جس میں بجز ریت اور سنگریزہ کے اور کچھ نہیں اور اس میں تو پانی

مارسوا اللغات وفتشوها. واطلعوا على عجائب العربية ونظروها. ورأوا

صاف کا چشمہ نہیں پاؤ گے اور جو لوگ زبانوں کے مشتاق اور تفتیش کرنے والے ہیں جو عربی کے عجائبات پر اطلاع رکھتے ہیں

لطائف مفرداتها ووزنوها. وشاهدوا ملح مركباتها وذاقوها. فأولئك

انہوں نے اس کے مفردات دیکھے اور ان کو وزن کیا اور اس کے مرکبات کے ملیح جملوں کا مشاہدہ کیا اور ان کو چکھا سو وہ لوگ

يعلمون بعلم اليقين. ويقرون بالعزم المتين. بأن العربية متفردة في صفاتها.

علم یقینی سے اس بات کو جانتے اور پختہ عزم سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ عربی اپنے صفات میں یگانہ اور

وكاملة في مفرداتها. ومعجبة بحسن مركباتها. ومصبية بجمال فقراتها.

اپنے مفردات میں کامل اور اپنے مرکبات کے حسن میں عجب انگیز اور اپنے فقروں کے جمال کے ساتھ دلکش زبان ہے اور دنیا

ولا يبلغها لسان من الألسن الأرضين. ويعلمون أنها فائزة كل الفوز في نظام المفردات

کی زبانوں میں سے کوئی زبان اس کے کمال تک نہیں پہنچتی اور یہ لوگ جانتے ہیں کہ عربی مفردات کے نظام میں

وما كان للسان أن يساويها في هذه الكمالات. وإنها كلمة جرّبت مرارا. وأسكتت

کمال کے مرتبہ تک پہنچی ہوئی ہے اور کسی زبان کی مجال نہیں جو اس کے کمالات میں اس کی برابری کر سکے اور یہ ایک ایسا کلمہ

أعداءً. وأشرارا. وذادت كل من صال إنكارا. فإن كنت تنكر بإصرار. فأت بمثلها

ہے جو بارہا آزمایا گیا اور دشمنوں اور شریروں کا اس نے منہ بند کر دیا اور ہر ایک ایسے شخص کو دفع کیا جو انکار کی راہ سے حملہ آور ہوا پس

من أغيار. ولن تقدر ولو تموت كجراد الفلا. أو تنتحر كالنوكى. فلا تكن

اگر تو اصرار سے انکار کر رہا ہے تو اس کی مثل دکھلا اور ہرگز مثل دکھلا نہیں سکے گا اگرچہ تو جنگل کی ٹڈیوں کی طرح مر جائے یا نادانوں کی طرح خودکشی کرے

من الجاھلین۔ والاسف کل الاسف علی بعض المستعجلین من المسیحیین

پس جاہلوں میں سے مت ہو اور بعض اُن جلد بازوں پر نہایت افسوس ہے جو عیسائیوں میں حد سے زیادہ تجاوز

والغالین المعتدین۔ انھم حسبوا اللسان الھندیۃ اعظم الالسنۃ۔ ومدحوھا

کر گئے ہیں ۔انہوں نے سنسکرت زبان کو سب زبانوں میں سے بہتر سمجھ لیا ہے اور واہی

بالخیالات الواھیۃ وفرحوا بالاٰراء الکاذبۃ۔ ولیسوا الا کحاطب لیل او اخذ غثاء

خیالات کے ساتھ اس کی تعریف کی ہے اور ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی رات کو لکڑیاں اکٹھی کرے یا پانی کا

من سیل او مغترف من کدر لا ماء معین۔ الا تری الی اللسان الویدیۃ

خس و خاشاک لے لے اور پانی کو چھوڑ دے یا گدلے پانی سے ایک گھونٹ لے اور صاف پانی کو چھوڑ دے کیا تو ہندی زبان

الھندیۃ وغیرھا من الالسنۃ الاعجمیۃ کیف توجد اکثر الفاظھا من قبیل البری

یعنی سنسکرت وغیرہ عجمی زبانوں کو نہیں دیکھتا کہ کیونکر اکثر الفاظ اُن کے تراش خراش کے قبیل سے ہیں یعنی

والنحت وشتان ما بینھا وبین المفرد البحت فخداج مفرداتھا وقلۃ ذات یدھا

مرکب ہیں پس انکو خالص مفردات سے کیا نسبت ہے پس ان کی مفردات کا ناقص ہونا اور ان کی پونجی کم ہونی اس بات

وعسر حالاتھا یدل علی ان تلک الالسنۃ لیست من حضرۃ العزۃ۔ ولا من زمان بدء

پر صاف دلیل ہے کہ وہ زبانیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ اور نہ ابتدائی زمانہ سے ہیں

البریۃ بل تشھد الفراسۃ الصحیحۃ ویفتی القلب والقریحۃ انھا نُحتت عند ھجوم الضرورات

بلکہ فراست صحیح اور دل اور طبیعت فتویٰ دیتی ہے کہ وہ تمام زبانیں ضرورتوں کے وقت اور

وصیغت عند فقدان المفردات۔ لیتخلص اھلھا من مخالب الفقر وانیاب الحاجات۔

مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے گھڑی گئی ہیں تا اُن زبانوں والے محتاجگی کے داموں سے

وما خطرت ببال الا عند ما مسّت الحاجۃ الیھا وما رکبت الا اذا حث الوقت

نجات پاویں اور وہ ترکیبیں حاجت پیدا ہونے سے پہلے کسی کے خیال میں نہیں گذریں

علیھا وقد اقربھا زمر المحادین بل یحکم الرای المستقیم۔ ویشھد العقل السلیم

اور تبھی یاد آئیں جب وقت نے ان کی طرف رغبت دی علاوہ اسکے رائے مستقیم اور عقل سلیم حکم کرتی ہے

ان اهل تلك الالسنة واللغات المتفرقة. قوم تطاول عليهم زمان الغي

کہ ان زبانوں اور لغت والی وہ قوم ہے جن پر گمراہی اور خذلان کا لمبا زمانہ گزر گیا ۔ اور ان

والخذلان. وما اعانتهم يد الرحمان. وما وجدوا ما يجد اهل الحق والعرفان.

کی خدا تعالےٰ کے ہاتھ نے مدد نہ کی۔ اور انہوں نے اس حقیقت کو نہ پایا جو حق اور معرفت کے اہل پاتے ہیں

فحلّوا السنتهم بايديهم لا بايدي الفياض المنان. فكان غاية سعيهم ان ينحتوا

سو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی زبان کو آراستہ کیا اور خدا تعالیٰ کے ہاتھوں سے اس زبان نے آرائش نہیں پائی

بازاء مفردات انواع تركيبات. ففرحوا بجبلة فاسدة مصنوعة. وبعدوا من ثمار

پس انکی سعی زیادہ سے زیادہ یہ تھی کہ مفردات کے مقابل پر ترکیبات کو گھڑ لیں۔ وہ ایک جبلہ فاسد بناوٹی کے ساتھ خوش ہو گئے

لطيفة لا مقطوعة ولا ممنوعة نافعة للآكلين. فبدت سوءتهم لاجل منقصة

اور ایسے لطیف پھلوں سے دور رہ گئے جو نہ کاٹے جائیں اور نہ منع کئے جائیں جو کھانے والوں کو نفع دیتے تھے پس بباعث نقص ہونے

اللغات وانتقاص المفردات. وظهر انهم كانوا كاذبين. وكانوا يحمدون

زبان کے ان کا عیب کھل گیا اور مفردات کی کمی سے انکی پردہ دری کی اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ جھوٹے تھے۔ اور وہ لوگ

السنتهم بصفات لا تستحق بها وكانوا فيها مفرطين. فهتك الله استارهم واذاقهم

اپنی زبانوں کی ایسے غلو سے تعریف کرتے تھے جس کی وہ حقدار نہیں تھی اور ان بیجا تعریفوں میں حد سے زیادہ گذر گئے تھے

استكبارهم بما كانوا معتدين. وتراهم يعادون الحق والفرقان ولا يقبلون

سو خدا تعالےٰ نے ان کے پردے پھاڑ دیئے اور ان کو ان کے تکبر کا مزہ چکھایا کیونکہ وہ حد سے زیادہ گزر گئے تھے اور تو انہیں

المحمود والمشهود والعيان ولا يتركون الحقد والعدوان ويمشون كالعمين.

دیکھتا ہے کہ وہ حق اور فرقان کے دشمن ہیں اور کینہ اور ظلم کو نہیں چھوڑتے اور اندھوں کی طرح چلتے ہیں

سيما الهنود فان سيرتهم الصد وديدنهم العنود وهم المزهوون. لا يخشون

خاص کر ہندو لوگ کہ ان کی سیرت حق سے روکنا ہے اور ان کا عناد حد سے بڑھ گیا ہے اور عجب اور خود پسندی ان کی

ولا يتواضعون ولا يتذكرون كالخاشعين. وظنوا ان لغتهم اكمل اللغات.

پرستش ہے خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور نہ تواضع اختیار کرتے ہیں اور نہ ڈرنے والوں کی طرح تذکر کرتے ہیں اور ان کا گمان ہے جو ان کی

بل قالوا انّها هی وحی ربّ السماوات وکذالک رضوا بالخزعبلات. وخدعوا قلوبهم

زبان سب زبانوں سے زیادہ کامل ہے بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ یہی الہامی زبان ہے اور اسی طرح وہ باطل باتوں پر خوش ہوگئے اور اپنے دلوں کو

بالمفتریات وما کانوا مستبصرین. ونجد لسانهم مجموعة التراکیب. خالیة

افترا کی باتوں سے فریب دیا اور صاحب بصیرت نہیں تھے اور تو ان کی زبان کو محض ترکیبوں کا ایک مجموعہ پائے گا اور مفردات کے

عن نظام المفردات کانّ ربهم ما قدر الّا علی تالیف المرکبات کما ما قدر الّا علی تالیف

نظام سے خالی دیکھے گا گویا ان کا خدا صرف مرکبات کی تالیف پر قادر تھا جیسا کہ صرف اس بات پر قادر تھا

الابدان من الذرّات وکان من العاجزین. واما العربیة فقد عصمها الله من هذه

کہ ذرات کے جوڑنے سے بدنوں کو بنا دے اور عاجزوں میں سے تھا۔ مگر عربی زبان کو خدا تعالیٰ نے ان تمام بےقراریوں سے

الاضطرابات. واعطاها نظامًا کاملًا من المفردات وان فی ذالک لاٰیة للمتوسمین.

بچایا اور مفردات کا نظام کامل اس کو بخشا اور اس میں فراست والوں کیلئے نشان ہے

ولا یخفی علی لبیب ولا علی منشی ادیب انّ الالسنة الاخرٰی قد احتاجت الٰی

اور کسی دانا پر پوشیدہ نہیں اور نہ کسی انشاپرداز ادیب پر کہ دوسری زبانیں انواع اقسام کی ترکیبوں کی محتاج ہیں

ترکیباتٍ شتّٰی وما استخدمت المفردات کعربیٍّ مبین. وانت تعلم انّ

اور وہ مفردات سے عربی کی طرح خدمت نہیں لیتیں اور تو جانتا ہے کہ

للمفردات تقدم زمانی علی المرکبات. فانّها مناط افترار ثغر الترکیب وعلیها

مفردات کو مرکبات پر تقدم زمانی ہے کیونکہ ترکیب کے دانت انہی سے ظاہر ہوتے ہیں اور انہیں

تتوقف سلسلة التالیف والترتیب فالذی کان متقدمًا فی الطبع والزمان فهو الذی

پر سلسلہ تالیف اور ترکیب کا موقوف ہے پس وہ جو از روئے زمانہ اور طبع کے مقدم ہے وہ وہی ہے جو خدا تعالیٰ

صدر من الرحمٰن والیها یفتقر کل مرکب عند ذوی العرفان. فهل تری کما نری او کنت

سے صادر ہوا ہے اور ہر یک ترکیب اسی کی طرف مفتقر ہوتی ہے پس کیا تو اس بات کو دیکھتا ہے جو ہم دیکھتے ہیں

من المحجوبین. ثم لاشک انّ الالفاظ التی جمعت عند فقدان المفردات

یا پردہ میں ہے پھر اس میں کچھ شک نہیں کہ جو الفاظ مفردات کے نہ ہونے کی وجہ سے جمع کئے گئے اور ضرورت پیش آنے سے

واقیمت مقامها عند هجوم الضرورات. ثم نطق بلسان الحال. انها ما ابرزت فی

ان کے قائم مقام کی گئی وہ بزبان حال بول رہے ہیں کہ ضرورت کے وقت لیے گئے

برزتها الا عند نحت المفردات والاعمال. فاذا ثبت انها ملفقات انسانیة

پس جبکہ ثابت ہوگیا کہ وہ انسانی جوڑوں سے

وترکیبات اضطراریة فکیف تنسب الی البدیع الکامل الذی یسلک سبیل

جمع کئے گئے اور ترکیبات اضطراری ہیں جو گھڑے گئے تو وہ اس بے نمونہ بنانے والے کامل کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے

الوجازة والحکمة ویحب طریق البساطة والوحدة. ولا یلجاء الی ترکیبات مستحدثة

کہ جو اختصار اور حکمت کے طریق کو اختیار کرتا ہے اور بساطت اور وحدت کے طریق کو دوست رکھتا ہے اور غافلوں کی طرح

کالغافلین. بل هو الله الذی فطن من اول الامر الی معان مقصودة فوضع

نئی نئی ترکیبوں کی طرف محتاج نہیں ہوتا بلکہ وہ خدا وہی ہے جس کے علم میں پہلے ہی سے معانی مقصودہ تھے پس اس نے

بازائها کل لفظ مفرد بارضاع محمودة. وکذلک سلک سبیل حکمة معهودة وما

ان کے مقابل پر ہر ایک لفظ مفرد رکھ دیا سو اسی طرح وہ اپنی حکمت معہودہ کو عمل میں لایا اور وہ

کان کالذی استیقظ بعد النوم. او تنبه بعد اللوم. بل وضع بازاء کل طیف

ایسا تو نہیں تھا جیسا کہ سونے کے بعد جاگے یا ملامت کے بعد متنبہ ہو بلکہ ہر ایک معنوی خیال کے

معنوی لفظا مفردا کالکوکب الدری. بیان جلی لا تعرفه. وهو احسن الخالقین.

مقابل پر ہر ایک لفظ مفرد رکھ دیا ہے چمکدار موتی کی طرح سے کیا تو اس کو نہیں پہچانتا اور وہ احسن الخالقین ہے

اتظن ان الله نسی سبیل الحکمة. او بطاء به مانع من هذه الارادة او ما کان

کیا تو گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ حکمت کی راہ کو بھول گیا یا کسی مخالف نے اس کو اس ارادہ سے روک دیا

قادرا علی وضع الالفاظ المفردة لاظهار المعانی المقصودة. فالجاءه عجزه الی الکلمات

یا وہ معانی مقصودہ کے ظاہر کرنے کے لئے الفاظ مفردہ کے بنانے پر قادر نہیں اس لئے اس کے عجز نے

المرکبة والترکیبات المستحدثة واضطر الی ان یلفق لها الفاظا باستعانة الترکیب

ترکیب اور نئے نئے جوڑوں کی طرف اس کو بے قرار کیا اور وہ اس بات کے لئے مضطر ہوا کہ معانی مقصودہ کے ادا کرنے کے لئے

ویعتمد علیہا الا علی الطباع العجیب یسلك مسلك المتکلفین ۔ وانت تریٰ ان بناءً

ترکیبوں کو جوڑتو ڑ سے سمجھ لیوے اور ان ترکیبوں پر بھروسہ رکھے جو مفردات کی طبعی اور عجیب نظام پر اور تکلف کرنیوالوں کی راہ پر چلے اور

عاقلاً ذا معرفۃ اذا اراد ان یبنی صرحاً فی بلدۃ او قصراً فی جردۃ ۔ فیفطن

تو دیکھتا ہے کہ ایک معمار عقلمند تجربہ کار جبکہ ایک حویلی کے بنانے کا ارادہ کرتا ہے یا کسی زمین پر ایک محل بنانا چاہتا ہے

فی اول امرہ الی کل ضرورۃ وینظر کلما یحتاج الیہ عند سکونہ ۔ وان کان

سو وہ اپنے کام کی ابتدا میں اپنی ہر یک ضرورت کو سمجھ جاتا ہے اور ہر یک امر کو جس کے بسنے کے وقت کسی وقت حاجت پڑے گی

یبنی لغیرہ فینبہہ ان کان فی غفلۃ ولا یعمل عمل العمین بل یتصور فی قلبہ

پہلے سے دیکھ لیتا ہے اور اگر کسی غیر کیواسطے وہ مکان بناتا ہے تو اگر وہ غیر غفلت میں ہو تو اسکو خبردار کر دیتا ہے اور اندھوں کیطرح

قبل البناء کل ما سیضطر الیہ احد من اتقنا ہکالحجرات والرف والفناء ۔ والمداخل

کوئی کام نہیں کرتا بلکہ وہ عمارت بنانے سے پہلے ہی تمام اُن باتوں کا اپنے دل میں تصور کر لیتا ہے جنکی طرف اس مکان میں رہنے والوں کو

والمخارج للسکناء ومنافذ النور والھواء ۔ ومجالس الرجال والنساء ۔ وبیت

حاجت ہوگی جیسا کہ حجرے اور مچان اور صحن اور آنے جانے کا مکان اور ہوا اور روشنی کیلئے کھڑکیاں اور روشندان اور مردوں کے

الخبز وبیت الخلاء وبیت الاضیاف والواردین من الاحباء ومقام السائلین

بیٹھنے کی جگہ اور عورتوں کے رہنے کا مکان اور باورچیخانہ اور پاخانہ اور مہمانوں اور مسافروں اور دوستوں کے رہنے کی جگہ اور سوال کرنے

والفقراء ۔ وما یحتاج الیہ فی الصیف والشتاء ۔ وکذالك لا یغادر حاجۃ الا ویبنی لہا

والوں کیلئے ٹھہرنے کی جگہ اور ایسے مکان جو گرمی کے موسم کے مناسب حال ہوں اور ایسے مکان جو جاڑے کیلئے ضروری ہوں اسی طرح

ما یسد ضرورۃ ۔ حجرۃ کان او غلّۃ سلّماکان او مصطبۃ او ما یسر القلب

کوئی ایسی حاجت نہیں ہوتی جسکے رفع کیلئے بقدر سد ضرورت کوئی مکان نہیں بناتا خواہ وہ حجرہ ہو یا بالا خانہ ہو یا زینہ ہو یا چبوترہ یا کوئی

کالبساتین ۔ فالحاصل انہ یبصر فی اول نظرہ کل ما ستئول الیہ لوازم امرہ

باغ ہو پس حاصل کلام یہ کہ وہ پہلی نظر میں ہی ان تمام امور کو دیکھ لیتا ہے جنکی طرف اس امر کے لوازم منجر ہوں گے

ولا ینسی شیئاً سیطلبہ احد من زمرہ ویتم الصرح کالمتدبرین

اور ایسی کسی چیز کو نہیں بھولتا جو کوئی اسکے گروہ میں سے کسیوقت اسکا طالب ہو اور اپنے مکان کو ایک مدبر انسان کیطرح پورا کرتا ہے

وامّا الجاهل الغبی والقلب المخطی فلا یری خیرہ وشرّہ الّا بعد البناء۔ ویسلک

گر جاہل غبی اور خطا کرنے والا دل اپنے مکان کی برائی بھلائی پر اس وقت اطلاع پاتا ہے جبکہ مکان بن کر تیار ہو جاتا ہے اور

مسلک العشواء۔ ولا یری المآل فی اول الحال۔ ولا ینظر الی ما سیحتاج الیہ

اندھی اونٹنی کی طرح چلتا ہے اور انجام کار کو اول حال میں دیکھ نہیں سکتا اور جو کچھ اس کو کسی وقت حاجتیں پڑیں گی ان پر

فی بعض الاحوال۔ فیبنی من غیر تقدیر وتنسیق وترتیب۔ ولا یتدبّر کذی معرفۃ

اس کی نظر نہیں ہوتی۔ پس وہ مکان کو بغیر کسی اندازہ اور ترتیب کے یوں بنا ڈالتا ہے۔ اور ایک دانشمند عارف کی طرح

لبیب والفطن الی ما یلزم لمبناہ۔ الّا بعد ما سکنہ وجرّب مثواہ ووجدہ ناقصًا

نظر نہیں کرتا اور نہیں سوچ سکتا کہ اس کی اس بنا کا انجام کیا ہوگا مگر اس وقت اس کو پتہ لگتا ہے جبکہ اس میں آباد ہو اور

وراہ۔ فیشعر حینئذٍ انہ لا یکفی لمآربہ فیتألّم برؤیتہ بعد خبرتہ۔ ویبکی مرّۃ

آزمالیوے اور ناکارہ پاوے سو اس وقت اس کو سمجھ آتی ہے کہ اس کی بود و باش کیلئے کافی نہیں ہے سو اس مکان کے مشاہدہ اور

علی فقدان مُنیتہ۔ واُخری علی حُمقہ وجہالتہ وضیعۃ فضّتہ۔ وتطلع علی

آزمائش کے بعد دردناک ہوتا ہے اور کبھی اپنی نامرادی پر روتا ہے اور کبھی اپنے حمق اور جہالت اور نقصان مایہ پر گریہ و زاری

قلبہ نار حسرتہ بما لم یبدر فی اول الامر مآل خطتہ کالعاقلین۔ فیتدارک ما فرط منہ

کرتا ہے اور اس کے دل پر حسرت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اس خیال سے کہ کیوں پہلے ان حرجوں اور نقصانوں پر میری نظر

بعد ما رای التفرقۃ والشتات۔ متاسّفا علی ما فات۔ وباکیا کالمتندّمین۔ فہذا

نہیں پڑی پس اب تجربہ کے بعد اور تفرقہ اور پریشانی اٹھانے کے پیچھے اپنے نقصانوں کا تدارک کرتا ہے۔ مگر دل

التحول الذی یخالف العقل والحکمۃ۔ ویبائن القدرۃ والمعرفۃ الکاملۃ

تاسف اور افسوس سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور روتا ہوا بگڑے ہوئے کی اصلاح کرتا ہے پس ایسا نسیان جو عقل اور حکمت کے

لا یعزی الی قدیر الذی ہو ذو الجلال والقوۃ۔ وخبیر الذی یحیط الاشیاء بالعلم

مخالف اور معرفت کاملہ کے مغایر ہے اس خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا جو قادر اور بزرگ اور قوی اور علم اور حکمت کے ساتھ ہر ایک

والحکمۃ۔ سُبحانہ ہو یعلم الخفی والاخفٰی والقریب والاقصٰی ویعلم الغیب

چیز پر محیط ہو رہا ہے اور وہ پوشیدہ بلکہ پوشیدہ تر کو اور نزدیک و دور کو جانتا ہے اور وہ غیب کو اور

وغيب الغيب وفعله منزّه عن المعرّة والعيب. وانه لا يخطی كالناقصين

اور غیب الغیب کو جانتا ہے اور اس کا فعل ہر ایک عیب سے منزہ ہے اور وہ ناقصوں کی طرح خطا نہیں کرتا

اُنظر الی ما خلق من قدرة كاملة هل ترىٰ فيه من فتور او منقصة ثم

اس کی مخلوقات کی طرف دیکھ جو اس نے قدرت کاملہ سے پیدا کی ہے تو اس میں کچھ فتور یا نقصان پاتا ہے پھر

ارجع البصر هل ترىٰ من فتور فی خلق ربّ العالمين فكفاك لفهم الحقيقة

دوبارہ نظر کو پھیر کیا تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں کچھ فتور پاتا ہے پس تجھے حقیقت کے سمجھنے کے لئے وہ باتیں

ما ترىٰ فی صحيفة الفطرة. ولن ترىٰ اختلافًا فی خلقة حضرة الاحدية.

کافی ہیں جو تو صحیفہ فطرت میں دیکھ رہا ہے اور تو خدا تعالیٰ کی پیدائش میں ہرگز اختلاف نہیں پائے گا پس زبانوں

فهذا هو المعيار لمعرفة الالسنة فخذ المعيار واعرف ما انار. واتق الله الذی

کی پہچان کیلئے یہی معیار ہے پس معیار کو پکڑ اور جو کچھ روشن ہوا اس کو دیکھ لے اور اس خدا سے ڈر جو متقیوں کو

يحبّ المتقين. واستفق ولا تكن من الغالين.

دوست رکھتا ہے اور ہوش میں آ اور غلو مت کر

ولا يريبك ما تجد فی اللسان الهندية وغيرها من الالسنة

اور تجھ کو یہ بات شک میں نہ ڈالے کہ تو سنسکرت وغیرہ میں کچھ مفرد الفاظ پاتا ہے

قليلًا من الالفاظ المفردة فانّها ليست من دارهم الخربة ولا من عيبتهم الممزّقة

کیونکہ وہ الفاظ ان کے ویران گھر کی جائداد نہیں ہے اور نہ ان کے پھٹے ہوئے جامہ دان کے

بل هی كالاموال المسروقة او الامتعة المستعارة فی بيت المساكين. والدليل

بیچ کے ہیں بلکہ وہ تمام الفاظ چوری کے مال کی طرح ہیں یا مانگے ہوئے اسباب کی مانند ہیں اور اس پر دلیل یہ ہے

عليها انها خالية عن اطراد المادة وغزارتها المتّسقة مع فقدان وجوه

کہ وہ اطراد مواد سے خالی ہیں اور نیز ایسے مفردات کی کثرت سے بھی جو ترتیب تناسب کے ساتھ باہم واقعہ ہوں۔

التسمية. ولا يتحقق كنهها الا بعد ردّها الی العربية ولا يخدعك قليلها

اور ساتھ اسکے انکی وجوہ تسمیہ بھی مفقود ہیں اور ان کی کنہ ثابت نہیں ہوتی مگر بعد اس کے کہ ہم ان کو عربی کی طرف رد کریں اور یہ بات

في تلك اللغات. فإنها لا يوصل إلى الغايات. ولا تكشف عن ساق معاني

سے دھوکا نہ کھا تا کہ کچھ وجوہ تسمیہ ان زبانوں میں موجود ہیں کیونکہ اس قدر پایا جانا اصل مقصود کی طرف رہبر نہیں ہو سکتا اور

المفردات على سبيل اطراد اشتقاق المشتقات. ولا تنبش معادن الكلمات.

مفردات کے معانی کے بھید کو نہیں کھولتا ایسے طور سے کہ الفاظ کا اطراد اشتقاق کر کے دکھلاوے اور کلمات کی کانیں کھودے

بل هي تفهيم سطحي لخدع ذوي الجهلات وقوم عمين. وكلما يرد لفظ إلى

بلکہ وہ تو نادانوں کے لئے ایک سرسری سمجھوتی ہے اور نرے اندھوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ اور جب کوئی ایک لفظ اس کی

منتهى مقام الرد ويفتش أصلها بالجهد والكد. فترى أنه عربية ممسوخة.

اصل تلاش کرتے کرتے محنت اور کوشش کے ساتھ انتہائی درجہ تک پہنچایا جاوے پس تو دیکھے گا کہ وہ عربی مسخ شدہ ہے

كأنها شاة مسلوخة. وترى كل مضغة من أبدائه عربي مبين.

گویا کہ وہ ایک بکری ہے جس کی کھال اتار لی گئی ہے اور تو ہر ایک اس کے ٹکڑے کو عربی کے ٹکڑوں میں سے پائے گا۔

ولا نذكر عبرانية. ولا سريانية في هذا الكتاب فإن اشتراك ذينك اللسانين

اور ہم عبرانی اور سریانی کا اس کتاب میں کچھ ذکر نہیں کرتے کیونکہ ان کا اشتراک عقلمندوں کے نزدیک

مسلم عند ذوي الألباب من غير الامتراء والارتياب. وإنهما محرفتان من

مسلم ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں زبانیں خالص عربی کی تحریف سے پیدا ہوئی ہیں

العربية الخالصة. مع إبقاء أكثر القوانين الأدبية والتراكيب المتناسبة

اور باوجود تحریف کے پھر اکثر قوانین ادبی باقی رہے ہیں اور ایسا ہی اکثر ترکیبیں بھی محفوظ رہی ہیں

وإنهم كالسارقين. وكانت دار العربية آنق من حديقة زهر. وخميلة

اور یہ چوروں کی طرح ہیں اور عربی کا گھر پھولوں کے باغ اور سبز درختوں کی جھاڑی سے زیادہ خوشنما تھا

شجر ما دلّى أهلها حرّ الهوى ولا حرق الجوى ذات عقيان وعقار. وغرب ونضار

اور اس کے اہل نے کسی خواہش کی گرمی اور کسی بھوک کی آگ نہیں دیکھی تھی اور یہ کہ صاحب نقد اور مال اور چاندی

وحدائق وأنهار. وزهر وثمار. وعبيد وأحرار. وخرد مربوطة. وجدة

اور خالص سونے کا مالک تھا اس میں باغ تھے اور اس میں نہریں تھیں اور اس میں پھول تھے اور پھل تھے اور غلام تھے

مخبوطة. وعمارات مرتفعة ومجالس منعقدة مزينة. ثم انتثرت عقود الزحام

اور آزاد تھے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اُن کے طویلہ میں تھے اور قابل رشک حشمت اور دولت تھی۔ اور اونچی عمارتیں اور خوب سجی ہوئی

من الفساد. فسافروا واخذوا ما راج من الزاد. واحتمل كل بحسب الاستعداد. وركبوا

مجلسیں تھیں پھر وہ تمام مجلسیں فساد کی وجہ سے اٹھ گئیں پس انہوں نے سفر کیا اور جو کچھ توشہ راہ ہمراہ لے لیا اور ہر یک نے

متن مطايا التفرقة والتضاد. وبدلوا الصور بترك السداد. حتى جعلوا الغدق

اپنی حسب استعداد توشہ اٹھا لیا اور تفرقہ اور اختلاف کی سواریوں پر سوار ہو گئے اور بوجہ ترک سداد اپنی صورتوں کو بدل ڈالا

جرينة. والنحل وثيمة. والوليمة وظيمة. والحسنة جريمة. والضليع حمارًا. والروضة

یہاں تک کہ کھجور کے درخت کو گٹھلی بنا دیا اور محل کو پتھر بنا دیا اور شادی کے کھانے کو ماتم کا کھانا کر دیا اور نیکی کو بدی بنا دیا

سقفارا. وغادروا بيت الفصاحة النقي من الراحة. وابعد من التلذذ والراحة. وما بقيت

اور عمدہ گھوڑے کو گدھا کر دیا اور باغ کو بنجر زمین کر دیا اور فصاحت کے گھر کو تھیلی کی طرح خالی کر دیا اور لذت اور راحت سے دور پھینک دیا

حدائقها لا ارديتها. ولا مروجها. ولا نضرتها. وما برح يمطر عليها مطر الشدائد. وتلقاها

اُن کے باغ باقی نہ رہے اور نہ ان کا کمال اور ان کے سبزہ زار اور نہ ان کی تازگی اور سختیوں کا مینہ زبانوں پر برسنے لگا اور حوادث نے اُن کو تلف

يد النوائب بالحصائد. حتى رمي متاعها بالكساد. وبدل صلاحها بالفساد. فاصبحت

کر دیا یہاں تک کہ نارواجی سے اُن کے مال کی تباہی ہو گئی اور اس کی صلاحیت فساد کے ساتھ بدل گئی پس اُن

دارها كالمنهوبين. كان اللص بلطها او الغريم قحطها. وكسح بيتها وخلى

گھروں کا ایسا حال ہو گیا کہ گویا چور نے اُن کو لوٹ لیا اور کچھ بھی نہ چھوڑا یا قرضخواہ نے اس کو سخت مواخذہ کیا

سفطها فصارت كالمعترين. وانت سمعت ان العربية نزلت في بدو الفطرة

اور اُن کے گھر کو خالی کر دیا اور اُن کی ٹوکری میں کچھ بھی نہ چھوڑا پس وہ محتاجوں کی طرح ہو گئے اور تو سن چکا ہے کہ عربی زبان ابتدائے

وجاءت من حضرة الاحدية. ثم اذا تجرم ذلك القرن فطري على اذيالها

زمان میں نازل ہوئی ہے پھر جب وہ زمانہ گذر گیا تو اس کے دامنوں پر کچھ میل چڑھ گئی

الدرن. فالعبرية وغيرها كوسخ العربية. وفضلة هذه المائدة

پس عبری اور دوسری زبانیں عربی کی میل ہیں اور اسی مائدہ کا فضلہ ہیں

والعربیۃ اوّل درٍّ لارضاع الفطرۃ الانسانیۃ۔ واول خرسۃ لتغذیۃ امّ البریّۃ۔

اور عربی وہ پہلا دودھ ہے جو انسانی فطرت کو پلایا گیا اور وہ پہلی اچھوانی ہے جو مخلوقات کی ماں کو کھلائی

من خیر المطعمین۔ والیہ اشار معطی القیاس والحواس۔ ودافع وساوس الخناس

گئی اور اسی کی طرف اس ذات نے اشارہ کیا ہے جس نے قیاس اور حواس کو پیدا کیا اور جس نے خناس کے وساوس

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ[1]

کو دفع کیا۔ جو پہلا گھر یعنے بیت اللہ وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت واسطے عالموں کے

فادّی الی ان العربیۃ سبقت الالسنۃ واحاطت الامکنۃ[*] وھی اول غذاء

پس اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو عربی تمام زبانوں پر سبقت لے گئی اور تمام مکانوں پر محیط ہے اور وہ بولنے والوں

للناطقین۔ فان البیت لا یخلو من مجمع الناس۔ والمجمع محتاج الی الکلام

کی پہلی غذا ہے کیونکہ گھر لوگوں کے مجمع سے خالی نہیں ہوتا اور مجمع دفع حاجت اور باہم اُنس پکڑنے کے

لدفع الحوائج والاستیناس۔ فان المعاشرۃ موقوفۃ علی الفھم والتفھیم

لئے کلام کی طرف محتاج ہوتا ہے کیونکہ معاشرت فہم اور تفہیم پر موقوف ہے

کما لا یخفٰی علی الزکی الفھیم وکذالک قولہ تعالٰی اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ[2]

جیسا کہ زیرک اور فہیم پر یہ بات پوشیدہ نہیں اور اسی طرح خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ یاد کر جب ہم نے ابراہیم کو دوبارہ

مَكَانَ الْبَيْتِ دلیل علی کون مکۃ اول العمارات فلا تسکت کالمیّت

بنانے کے لئے وہ مکان دکھلایا جہاں ابتدا میں بیت اللہ تھا۔ یہ قول صاف بتلا رہا ہے کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت ہے پس مردہ

وکن من المتیقظین۔ فحاصل المقالات ان مکۃ کانت اول العمارات۔

کی طرح چپ مت ہو جا اور جاگنے والوں کی طرح ہو۔ پس حاصل کلام یہ کہ مکہ دنیا میں پہلی عمارت تھی

ثم خربت من الحادثات وسیل الآفات۔ فلزم ذالک البیان۔ ان العربیۃ

پھر حادثات اور سیل آفات سے خراب ہو گیا پس اس بیان سے یہ لازم آیا کہ ہر یک زبان کے وجود سے

کانت اول کل ما کان۔ وعلمھا اللّٰہ اٰدم وکمل بھا الانسان۔ ثم حرفت ھٰذہٖ

پہلے عربی زبان تھی اور خدا نے آدم کو وہی زبان سکھلائی تھی اور اسی کے ساتھ انسان کو کامل کیا گیا

[*] نوٹ: جبکہ بیت اللہ تمام عالم کیلئے ہدایت پانے کا ذریعہ ٹھہرا تو اس میں صاف اشارہ ہے کہ وہ ایسے مرکز پر واقع ہے جسکی زبان تمام دنیا کی زبانوں سے مشارکت رکھتی ہے اور یہی امّ الالسنہ ہونے کی حقیقت ہے۔ منہ

[1] اٰل عمران: ۹۷ [2] الحج: ۲۷

اللغة الاصلية۔ ومسخت الكلمات النورانية۔ وفات النظام الكامل الموزون۔

پھر یہ زبان محرف اور مبدل کی گئی۔ اور وہ نورانی کلمے مسخ کئے گئے اور نظام کامل فوت ہو گیا

وضاع الدرّ المكنون۔ وخلف من بعدهم خلفٌ تباعدوا عن العربية ومسخوها وبدّلوها

اور موتی چھپا ہوا ضائع ہو گیا اور ناخلف لوگ بعد میں آئے جو عربی سے دور جا پڑے اور عربی زبان کو مسخ کر دیا

حتى جعلوها كالالسنة الجديدة وما بقي الا قليل يتكلمون بها من بعض

اور بدل دیا یہاں تک کہ ان زبانوں کو نئی زبانوں کی طرح کر دیا اور عربی تھوڑی رہ گئی جس کو تھوڑے آدمی زمین پر بولتے تھے

الآدميين۔ والآخرون حرفوا كلمها عن مواضعها وبعّدوا جواهرها عن معادنها

اور دوسرے لوگوں نے کل الفاظ عربی کو اس کے مواضع سے بدل ڈالا اور اس کے جوہر کو ان کی معدنوں

واماكنها فصارت السنة جديدة في اعين الغافلين۔ ونضي منها خلعة

اور مکانوں سے دور ڈال دیا لہٰذا وہ نئی زبانیں لوگوں کی نظر میں دکھائی دیں۔ اور نفیس پیرایوں کا خلعت اس سے

حللها النفيسة وجعلت عاري الجلدة بادي العورة۔ تبذؤها اعين الناظرين۔

اتار گیا اور وہ ننگی جلد والی اور کھلی ننگی کی گئیں جن کو دیکھ کر نظریں کراہت کرتی ہیں

فلاجل ذلك تراها ساقطة عن النظام والقواعد الطبعية۔ ومتفرقة غير منتظمة

اور اسی وجہ سے تو ان زبانوں کو دیکھتا ہے کہ وہ نظام سے گری ہوئی اور قواعد طبعیہ سے خالی اور متفرق جنگلوں کی لکڑیوں

كخشب الفلا المتباعدة وتشاهد انها تائهة لا ذرا لها ولا دار ولا سكك ولا جوار

کی طرح غیر منتظم اور ایک دوسری سے دور پڑی ہیں اور تو دیکھتا ہے کہ وہ آوارہ ہیں نہ ان کا کوئی گھر اور نہ ہمسایہ

وترى ان مفرداتها متبدّدة لا انساب بينها وعارية ابدت سوأتها وشينها وذلك

اور تو یہ بھی دیکھتا ہے کہ ان کے مفردات او رکی نظر میں کوئی نسبت باہم باقی نہیں رہی اور وہ ایسی ننگی ہیں کہ ان کا عیب اور داغ کھل گیا اور یہ اس لئے

بما ضاع النظام وما بقي القوام ورعتها الانعام فترى كانها ارض بذيّة

ہوا کہ نظام ضائع ہو گیا اور قوام باقی نہ رہا اور چارپایے بولیوں کو چر گئے اور تو دیکھتا ہے کہ گویا وہ ایسی زمین ہے

او موماة مخوفة مجتثّة تبذؤها اعين المحققين۔ وما حسن الان شانها

جس میں کوئی سبزہ وغیرہ نہیں اور ایسا خوفناک جنگل ہے جس میں جن رہتے ہیں جس سے محققوں کی آنکھیں کراہت کرتی ہیں اور اب ان کی

وما ابذعرّ صبیانھا۔ ولکن الظالمین یخدعون الجاھلین۔ اضاعت نسبًا متماثلة

حالت کچھ بری نہیں ہو گئی اور انکے بچے بھی جدا جدا ہو کر پراگندہ نہیں ہوئے مگر ظالم لوگ جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں یکسان زبانوں نے

واقوامًا متشابھة۔ فصارت کاناس متفرقة الآراء او اوباش مختلفة الاھواء

نسب متماثلہ کو ضائع کر دیا اور ایسا ہی اقوام متشابہ کو بھی پس وہ زبانیں ایسی ہو گئیں جیسا کہ مختلف رایوں کے لوگ ہوتے ہیں یا جیسے اوباش جو

متغائرین غیر متحدین فکان بعضھا علٰی رابیة متخصرا بمرادة وبعضھا فی

متفرق آرزوئیں رکھتے ہیں جن کی ایک دوسرے کے مخالف خواہش ہوتی ہے پس گویا بعض انکے ایک ٹیلے پر ہیں ایک سوٹے کیساتھ اپنی تہیگاہ کو

وھاد ساقطا کجماد وبعضھا فقدت اساریر وجه التسمیة۔ کانه اغمی علیھا

سہارا دیئے ہوئے اور بعض گڑھے میں پڑے ہوئے جیسے بیجان اور بعض وجہ تسمیہ کے نشانوں کو کھو بیٹھے ہیں گویا ان کو غشی پڑی ہے یا

او اخذتھا مرض السکتة او کانت من المحموّین۔ وبعضھا بدا کریه الشکل کشبیر

سکتہ کی مرض ہو گئی یا پیٹ کی درد نے پکڑا اور بعض بری شکل کے ساتھ ظاہر ہوئے اور صورت

الاختلال۔ کانه ابدی کالاطفال حتی بذءتھا اعین الناظرین۔ والبعض لفع وجھه

بگڑ گئی گویا ان کو بچوں کی طرح چیچک نکل آئی یہاں تک کہ دیکھنے والوں نے ان سے کراہت کی۔ اور بعض نے

بردآء ونکر شخصه لحیاء۔ والبعض الآخر صبغ الاطمار ودلس واری کانه تطلّس۔ ومنھا

چادر کے ساتھ اپنا منہ لپیٹ لیا اور اپنی ہیئت کو مارے حیا کے بدلا لیا اور بعض نے اپنے کپڑے رنگین کروا لئے اور تدلیس

الفاظ بقیت علٰی صورھا الاصلیة۔ وما غیّر وجوھھا حرّ ھواجر الغربة۔ وما زلزل اقدامھا

کی اور ظاہر کیا کہ گویا اس نے طیلسان پہنا ہے اور بعض ایسے ہیں جو اپنی اصلی صورتوں پر باقی رہے اور پردیس کی دھوپ اور دوپہر کی گرمی نے

اعصار التفرقة۔ بل بقی لھا نشر تنم نفحانه۔ وترشد الٰی روض الحق فوحانه۔ وتعرف

ان کے چہروں کو متغیر نہیں کیا اور تفرقہ کی سخت ہوا نے ان کے قدموں کو جنبش نہیں دی بلکہ ان کی ایک خوشبو باقی رہ گئی جس کی لہریں

بتارج عرفھا ومناعت غرفھا۔ وتصبی القلوب کجمیل خدین۔ بید انھا اخرجت

پوشیدہ بھید کو ظاہر کر رہی ہیں اور جن کا مہکنا حق کے باغ کی خبر دے رہا ہے اور اپنی خوشبو کے مہکنے سے پہچانی جاتی ہیں اور اپنی کھڑکیوں

من المنازل المقررة۔ وبعدت من الاوطان الموروثة۔ وبوعدت من الاتراب

کی بلندی سے پہچانی جاتی ہیں اور خوبصورت انسان کی طرح دل کو کھینچتی ہیں مگر اتنا ہے کہ وہ اپنے منازل مقررہ سے نکالے گئے اور اپنے موروثی وطنوں سے دور کئے

وهيل عليها الزوايد كهيل التراب. واخفيت كالميتين. بل دفنت كالموءود.

اور پیچ ہم عمروں سے الگ کئے گئے اور اُن پر زوائد ڈالے گئے جیسا کہ مٹی ڈالی جاتی ہے اور مُردوں کی طرح وہ چھپائے گئے بلکہ وہ زندہ درگور انسان کی طرح دفن

فما ادها احد كالودود. ثم رُدّ عليها عهد تذكار الوطن. والحنين الى العطن.

کئے گئے پس کسی نے دوست کی طرح انکو کھانا نہ کھلایا پھر اپنے وطن یاد کرنے کا زمانہ ان کو ملا اور وطن کی محبت پیدا ہو گئی پس وہ غربت

فاستعدت لتقويض خيام الغيبة. واسرجت جواد الاوبة. بعد ما كانت كالامعة

کے خیموں کو اکھاڑنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور بازگشت کے گھوڑوں پر زینیں کھینچ لیں بعد اس کے کہ وہ ایک

وكانت كرفاق مستعدين. غير انها كانت محتاجة الى رجل يؤمّها فى المسير.

ہر جائی آدمی کی طرح تھے اور ہم سفر جماعتوں کی طرح مستعد ہو گئے مگر صرف اتنی بات تھی کہ وہ ایسے شخص کے محتاج تھے جو راہ میں ان کا

وما كان سبيل من دون استصحاب الخفير. فاتيناه لو اخذنها كاخذ الوارث متاع

پیشوا ہو اور بجز رہبر کے اور کوئی سبیل نہیں تھا پس ہم ان کے پاس پہنچ گئے اور ہم نے انہیں یوں لے لیا جیسا کہ کوئی اپنی متاعِ

الميراث. وبعثناها من الاجداث. بعد ما سمع نعيها من الزمن الثلاث. فهى بعد

کا مال لیتا ہے اور ہم نے انہیں قبروں میں سے اٹھایا بعد اس کے جو خبر دینے والے زمانہ نے ان کی موت کی خبر دی۔ پس ایک

امد رئت كنسها. ووافت اناسها. ونقلت الى قصرها. بعد ما حصلها الشدائد

زمانہ کے بعد انہوں نے اپنا گھر دیکھا اور اپنے لوگوں کو ملے اور اپنے محل کی طرف آئے بعد اس کے جو سختیوں نے انہیں اپنی قبضہ

تحت اسرها. وكانها كانت كالفقيد. يُفقد. وبيت ترجع له بعد مناحة تعقد. فاخرجناها

میں کر رکھا تھا پس گویا وہ اس دوست کی طرح تھے جو مفقود الخبر ہو جائے اور ماتم داری کی مجلس کے بعد اس پر انا للہ کہا جائے سو ہم نے انہیں

كنعش الميت. او الغلام الآبق من البيت. او كطيب الاعراق. اللاحق بالفساق

مُردے کی لاش کی طرح نکالا یا اس غلام کی طرح پکڑا جو گھر سے بھاگ گیا ہو یا اس شریف نجیب کی طرح انکو پکڑ لیا جو بدکاروں سے جا ملا ہو یا

او النسيب المهجور من الاقارب. او كالابن الغائب الهارب. او اطفال منغمسين.

اس مطلوب کی طرح ہم نے ان کو لے لیا جو اپنے عزیزوں سے دور پڑ گیا ہو یا اس بیٹے کی طرح جو گم ہو گیا ہو اور بھاگ گیا ہو یا ان بچوں کی طرح جو

فمنها ما لم ير انثلام محبّة فى زمن فرقة منطاولة وازمنة بعيدة مخوفة

ڈوب گئے ہوں سو بعض ان میں سے ایسے ہیں جنہوں نے جدائی کے زمانہ میں یکتائی کا نقصان نہ اٹھایا اور محبت سلامت لیکر ساتھ اپنے وطن میں لوٹ آئے

وفضل کما سافر بصحت وسلامۃ وصلاح وعافیۃ۔ ومنہا ما غیّر ھا حر السقام

اور بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو بیماری نے متغیر کر دیا یہاں تک کہ بیخ کنی تک نوبت پہنچا دی

حتی بلغ الی الاخترام۔ وصارت کالجنائز۔ بعد ما کانت من اھل الجوائز۔ وظہرت

اور جنازوں کی طرح ہو گئے بعد اس کے جو صاحب جود اور کرم تھے اور ملیسے سے منہ نکل آئے بعد اس کے جو موتی

بوجہ مسنون۔ بعد ما کانت کدرٍ مکنونٍ۔ وذھب حسنہا وبہاءھا۔ وغاب

کی طرح تھے اور اُن کی خوبصورتی اور خوبی سب جاتی رہی اور تمام نور

نورھا وضیاءھا۔ وتراءت کشیخ مسلوب الطاقۃ۔ بعد ما کانت کغید ملیح الرشاقۃ۔

گم ہو گیا۔ اور اس بڈھے کی طرح نکل آئے جس کی طاقت سب جاتی رہی بعد اس کے جو وہ نازک اندام اور

او کضلیع لذیذ السیاقۃ۔ او کجمازۃ لا یلحقہا العناء۔ ولا توا ھقہا وجناء۔ ولا یخالف

خوش قامت عورتوں کی طرح تھے یا اس گھوڑے کی طرح تھے جس کے مزہ دار چال ہو یا اس تیز رو اونٹنی کی طرح

ھذا البیان الا الذی جہل الحقیقۃ او مان۔ فلا شک ان الحق ابلج۔ والباطل

جس کو ماندگی کے رنج پہنچ نہ سکے اور اس بیان کا بجز ایسے شخص کے کوئی مخالف نہیں ہو گا۔ جو حقیقت سے بےخبر

لجلج۔ وشن علی الباطل عسکر الحق والیقین۔ ھذا شان مفردات العربیۃ

اور دروغ گو ہو۔ پس کچھ شک نہیں کہ حق روشن ہو گیا اور باطل گم ہو گیا اور باطل پر حق اور یقین کا لشکر ٹوٹ پڑا۔ یہ تو عربی

واما مرکباتہا فہی ارفع شاناً عند اھل البصیرۃ۔ فان المسک واللؤلؤ

کے مفردات کی شان ہے مگر اس کے مرکبات تو اس سے بھی بڑھ کر اہل بصیرت کے نزدیک شان بلند رکھتے ہیں کیونکہ مشک اور موتی

اذا خلطا الغرض من الاغراض فلا شک ان ھذا المرکب اشدّ واقوی لدفع الامراض

جب کسی غرض سے ملائے جائیں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مرکب دفع امراض کے لئے نہایت قوی ہوگا

وانت تعلم انّ مرکبات النباتات قد تحدث فیہا کیفیۃ خارقۃ للعادات نافعۃ

اور تو جانتا ہے کہ کبھی نباتات کے مرکبات میں کوئی ایسی کیفیت خارق للعادت پیدا ہوتی ہے جو بہت سی آفات سے

لکثیر من الآفات فکیف ترکیب مفردات تدل علی شانہا۔ واشرق برھانہا

نفع دیتی ہے پھر کیونکر ان مفردات کی ترکیب عجیب در عجیب نہ ہو جن کی شان بلند اور جن کی برہان روشن ہے

واعجب الخلق لمعانها فانها نور على نورٍ ومفتاح لسرٍّ مستور وآية عظيمة للمسترشدين

اور چمک نے لوگوں کو تعجب میں ڈال دیا کیونکہ وہ ترکیب نور علی نور ہے اور پوشیدہ بھید کے لئے کنجی ہے اور ہدایت طلب

والسرّ فی عظمة مرکبات العربية انها رکّبت من المفردات المبارکة التی توجد

کرنے والوں کیلئے نشان بزرگ ہے اور عربی کے مرکبات کا عظیم الشان ہونا اس وجہ سے ہے کہ بابرکت مفردات سے ان کی

فيها غزارة المادة والنظام الكامل على سبيل الحكمة. فتولد فی مرکباتها

ترکیب ہے وہ مفردات جن میں مواد بکثرت پائے جاتے ہیں اور نیز نظام پر حکمت پایا جاتا ہے لہذا انکے مرکبات میں مفردات کی

معانٍ کثيرة بتاثير المفردات ثم بادخال اللام والتنوينات. وبكثيرٍ مخصرٍ من

تاثیر سے بہت سے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ پھر لام اور تنوین اور انواع اقسام کی ترتیب کے نئے نئے معنے

لطائف الترتيبات. واما لغات أخرى والسنة شتّٰى. فستعلم عجزها وعجرها

نکلتے ہیں مگر دوسری زبانیں اور متفرق بولیاں یہ مرتبہ نہیں رکھتیں اور عنقریب تو اس کی حقیقت کو جان

وسنبدی لك حصاتها وحجرها وندعو الی الحق قومًا منصفين. انها السنة

لیگا اور ہم عنقریب ان کے سنگریزے اور پتھر تیرے پر ظاہر کر دینگے تاکہ ہم منصف لوگوں کو حق کی طرف بلادیں۔ وہ بولیاں

ما اعطی لها بيان ولا لمعان. الا غمغمة ودخان. ولذلك اردنا لنظهر على

کچھ ایسی بولیاں ہیں کہ انکو بیان اور چمک نہیں دی گئی مگر ناک میں بولنا اور دھواں سو اسلئے ہمنے ارادہ کیا کہ ہر حق جو کرنے والے

كل مستطلع دخيلة امرها وحقيقة سرّها ولكسوف قمرها لتستبين تصلف الكاذبين

پہان کی اندرونی حقیقت ظاہر کردیں اور ان کے بھید کی حقیقت کھول دیں اور ان کے قمر کا کسوف بیان کردیں تاکہ جھوٹوں کی

فان كنتم لا تؤمنون ببراعة العربية وعزازتها. ولا تقرّون بعظمة جمازتها. فاردّوا فی

لاف زنی کھل جائے پس اگر تم عربی کی بزرگی اور سرآمدی پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی تیز رو اونٹنی کی بزرگی کے تم قائل نہیں

لسانكم مثل كمالاتها ومفردات لمفرداتها. ومركبات لمركباتها. ومعارف

ہوتے پس تم اس کے کمالات کا نمونہ اپنی زبان میں مجھ کو دکھلاؤ اور اس کے مفردات کے مقابل پر مفردات اور مرکبات کے مقابل پر مرکبات اور معارف

لمعارفها ونكاتها ان كنتم صادقين.

کے مقابل پر معارف مجھ کو دکھلاؤ اگر تم سچے ہو

ولا حیوة بعد الخزی یا معشر الاعداء۔ فقوموا ان کانت ذرة من

اور ذلت کے بعد اے مخالفو کیا زندگی ہے پس اگر ذرا بھی حیا ہے تو اٹھو

الحیاء۔ او انجعوا فی غیابة الخوقاء۔ وموتوا کالمتندّمین۔ وان کنتم تنهضون

یا کسی گہرے کوئیں میں ڈوب کر ہلاک ہو جاؤ اور شرم زدہ لوگوں کی طرح مر جاؤ اور اگر مقابلہ کے لئے اٹھتے

للمقابلة فانی مجیزکم خمسة آلاف من الدراهم المروّجة۔ بعد ان تکملوا شرائط

ہو تو میں تم کو بطور انعام پانچ ہزار روپیہ دوں گا بشرطیکہ تم موافق شرائط جواب دو

هذه الدعوة ویشهد حکمان بالحلف عند الشهادة لیتمّ حجّتی عند النحاریر

اور دو ثالث قسم کے ساتھ گواہی دیں تا عقلمندوں کے نزدیک میری حجت پوری ہو جائے

ولا یبقی مندحة المعاذیر۔ وهذا علیّ غرامة لو کنتُ من الکاذبین۔ فقوموا

اور کسی عذر کی کوئی گنجائش نہ رہے اور یہ میرے پر تاوان ہے اگر میں کاذب ہوں پس اس انعام

لاخذ هذه الصلة۔ او الحمایة لغاتکم الناقصة ان کنتم حامین واجمعوا علیّ

کے لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا اپنی زبانوں کی حمایت کرنے کیلئے کچھ ہمت کرو اور میری شرط کا روپیہ

شرطی این تشاؤن۔ ان کنتم ترتابون او تخافون وانی اقبل کلما تطلبون۔

جہاں چاہو جمع کرالو اگر کچھ شک ہو یا ڈرتے ہو اور جو تم طلب کرو میں سب قبول کروں گا

واکتب کلما تستملون۔ واُبضح فی کلّ ما تسئلون۔ لعلکم تطمئنون بها ولعلکم

اور جو لکھواؤ میں لکھوں گا اور جو تم پوچھو میں جواب شافی دوں گا تا ہو کہ تم مطمئن ہو جاؤ اور تا ہو کہ

تستیقنون۔ وافعل کلّما تامرون لو امرتم منصفین۔ وما ارید ان اشق علیکم

تم یقین کرو اور جو کچھ تم حکم کرو میں کروں گا اگر تم انصاف کے ساتھ حکم دو اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ مشقت

وما انا من المتنطعین۔ وستجدونی ان شاء الله من المقسطین۔ وانی ادعی انّ

ڈالوں اور میں ان میں سے نہیں ہوں جو بدی کے ساتھ کسی پر دوڑتے ہیں اور مجھ کو ان شاء اللہ انصاف پسند پاؤ گے اور میں دیکھتا ہوں

الالسنة ستزم والوساوس تجذع۔ والحجة تتم۔ ویفر الاعداء مشفقین مما

کہ عنقریب زبانیں بند ہو جائیں گی اور وساوس قید میں ڈالے جائیں گے اور حجت پوری ہو جائے گی اور دشمن ہمارے حقایق کو دیکھ کر بھاگ جائیں گے

فی ایدینا مرتعدین. وانّا لملاقوهم بعون الله ذی الجلال ولو فرّوا علی لاحقة

کانپتے ہوئے بھاگیں گے اور ہم بفضلہ تعالیٰ تعاقب کرکے ان کو جا لیں گے اور ان کو جائے گریز نہیں

الآطال ثم مقرّوهم مجحرین. ولات مناص لهم ولو نزوا فی السکاک. الا بعدا لسواد الوجه

اگرچہ وہ تیلی کمر والے گھوڑوں پر دوڑے ہوں

والاحیلال. واذا اشرعنا الرمح علی العدا. واریناهم المدی وعبطنا افراس

پھر ہم زور دینگے تا وہ بھاگیں یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے سوراخ میں جا گھسیں اور جب ہم نے نیزہ کو دشمنوں پر ہلایا اور

الردی فتری انهم یبدون نواجذهم غیر ضاحکین. وما کتبت من عندی ولکن

کاردیں دکھلائیں اور موت کے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑایا پس تو انہیں دیکھیگا کہ بغیر ہنسنے کے دانت نکال رہے ہیں اور یہ اپنی

الهمنی ربّی. وایّدنی فی امری. فتاقت نفسی الی ان افضّ ختم هذا السر. واُری

طرف سے نہیں لکھا بلکہ میرے خدا نے مجھے الہام کیا اور میرے امر میں میری تائید کی پس میرے نفس نے خواہش کی

الخلق ما ارانی. ذو الفضل والنصر وانه ذو الفضل المبین ۞

کہ میں اس بھید کی مہر کھولوں اور لوگوں کو وہ معارف دکھلاؤں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دکھلائے اور وہ صاحب فضل مبین کا ہے

وحاصل ما کتبنا فی هذه المقدمة ان العربیة امّ الالسنة ووحی

اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ عربی ام الالسنہ ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی ہے جو صاحب

الله ذی المجد والعزة. وغیرها کرشحٍ من هذه المطرة الفاشرة. وما لها

مجد اور عزت ہے اور دوسری زبانیں اس بزرگ مینہ میں سے چند قطرے ہیں اور ان کا قلیل و کثیر تمام اسی زبان

سببٌ ولا لبٌّ الا من هذه اللهجة. وان العربیة تقسّم الامور وضعًا کما قسّمها الله

میں سے ہے اور عربی زبان وضع کی رو سے امور کو ایسے طور سے تقسیم کرتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی

طبعًا. وفی ذلک آیات للمتوسمین. وانها تجری فی کل سکک بمنال الاشتراط و

طبعی تقسیم کی ہے اور اس میں فراست والوں کیلئے نشان ہے اور وہ ہر ایک کوچہ میں اسی شرط سے چلتی ہے اور تجاوز سے

تتحامی عن الاشتطاط. طهّرها الله عن ضیق الرحب. ووسّع مرابعها لاضیاف الطبع

پرہیز کرتی ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کو گھر کے تنگ ہونے سے پاک کر دیا ہے اور اس کے گھر کو طبع کے مہمانوں کیلئے وسیع کر دیا ہے

فدعت ضیوف الفطرۃ الی القریٰ۔ ومطائب ما تشتہی۔ واثبتت انہا من المتموّلین

پس اپنے نیچرل مہمانوں کو دعوت کے لئے بلایا اور عمدہ اور خالص نعمت کھانے تیار کر کے ان کو مدعو کیا اور ثابت کر دیا کہ

المعطین۔ فلا تمل الی زبون۔ ولا تغمض علی صفقۃ مغبون۔ أتستبدل الذی ہو

وہ مالداروں اور دینے والوں میں سے ہے پس تو کسی مغلوب کی طرف میل مت کر اور خسارہ کی بیع پر چشم پوشی مت کر کیا تو اچھی اور بہتر

ادنیٰ بالذی ہو خیر۔ فافکر ساعۃ یا عار العیر۔ واطلب سبل الموفقین۔

کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کر لیگا پس کچھ تھوڑی دیر فکر کر اے گدھے کی جائے ننگ اور توفیق یافتہ لوگوں کی راہ ڈھونڈ

واعلم انہا لخفیر الی العلوم النخب من غیر الوجی والتعب۔ فمن قصدہا فقد

اور جان کہ وہ برگزیدہ علوم کی طرف رہنما ہے بغیر اس کے کہ کچھ ماندگی اور فرسودگی پیش آوے پس جس نے اس کا قصد کیا

ذہب الی الذہب ومن باعدہا بالہجر۔ فقد رضی بایثار الہجر وہوی فی ہوۃ

وہ سونے کی طرف گیا اور جو شخص جدا ہونے کے ساتھ اس سے دور ہو گیا وہ بیہودہ گوئی پر راضی ہو گیا اور نیچے رہنے والوں کے

السافلین۔ وانہا غانیۃ زیّنت نفسہا بکمال النظام۔ وتجلّت بالحسن التام

گڑھے میں گر گیا۔ اور عربی اپنے جمال کے ساتھ زیور کی حاجت سے لاپرواہ ہے اور کمال نظام کے ساتھ اپنے نفس کو اس نے

ولکل سائل قامت بالاجابۃ حتی ثبتت ثروتہا۔ وانجابت غشاوۃ الاسترابۃ

آراستہ کیا ہے اور حسن تام کے ساتھ اس نے تجلی فرمائی ہے اور ہر یک سائل کا سوال قبول کرنیکے لئے کھڑی ہو گئی یہاں تک کہ اسکی

واعتقبت دواعی الطبع۔ ووسعت لہا افناء الربع۔ وحلّت بکل ماحل تقسیم طبعیٌّ

دولتمندی ثابت ہوگئی اور شک دور ہو گیا اور وہ فطرت لیے بحر کے اسباب کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور ان کیلئے اپنے گھر کو بہت وسیع

بل حملہ کما یحمل اوزار امصری۔ وطابقت حتی اعجبت الناظرین۔ فہی شجرۃ مبارکۃ

بنا رکھا ہے اور وہ ہر یک ایسی جگہ میں اترے جہاں تقسیم طبعی اتری بلکہ اسکو ایسے اٹھا لیا جیسا اونٹ بوجھ کو اٹھاتا ہے اور اس سے ایسی

اغصانہا کالبرید۔ واصولہا کالوصید۔ وموادہا کالیقطین۔ وانا لانسلم ان

مطابقت آگئی کہ دیکھنے والے تعجب میں ڈالے ہیں وہ ایسا درخت ہے جس کی شاخیں بال مرزنگ کی طرح ہیں اور اسکے اصول اس بوٹے کی طرح

کمال نظامہا یوجد فی غیرہا۔ او یبلغہا لسان فی سیرہا۔ نعم نسلم ان کل

ہیں جس کی جڑیں عالم میں ملی ہوئی ہیں اور ہم اسبات کو تسلیم نہیں کرینگے کہ اسکے نظام کا کمال اسکے غیر میں بھی پایا جاتا ہے اسکے سیر میں کوئی زبان اسکے برابر ہے ہاں

لغت من اللغات۔ تشتمل على قدر من المفردات لكنها ناقصة كالبيوت المتهدمة

کہ ہر یک زبان زبانوں میں سے کسیقدر مفردات پر مشتمل ہے۔ مگر وہ زبانیں خراب شدہ اور مسمار شدہ گھروں کی طرح ناقص ہیں

الخربة او كالقفة التي يئس اهلها من الزهر والثمرة۔ ولا ترى دهور المفردات

یا وہ ایسی ہیں جیسے ایک بوسیدہ اور خشک درخت جس کا مالک اسکے پھل اور پھول سے ناامید ہو چکا اور تو مفردات کی کثرت کو ان

فى تلك الالسن المحارفة المقلوبة الّا قليلا غير كافٍ للمهمات المطلوبة۔

نامبارک زبانوں میں نہیں پائے گا۔ مگر کچھ تھوڑا سا جو مہمات مطلوبہ کے لئے غیر کافی ہے

ولئن سمعت انها كانت عربية فى اوائل الازمنة۔ ثم مسخت فبدت باقبح

اور تو سن چکا ہے کہ وہ زبانیں ابتدائی زمانہ میں عربی تھیں پھر مسخ ہو کر ایک نہایت بری صورت میں ظاہر ہوئیں

الصورة۔ فلذالك تراها منتنةً كالجيفة۔ وخاوى الوفاض كاهل الذل

سو اسی وجہ سے تو ان کو مردار کی طرح بدبودار پاتا ہے اور ان کے ترکش کو شکست یافتہ لوگوں کی طرح خالی دیکھتا ہے

والهزيمة۔ وتجد انها السنة بادية الذلة۔ ليس بيدها غزارة المادة۔

اور تو ان زبانوں کو کھلی کھلی ذلت میں پاتا ہے ان کے ہاتھ میں مادہ لغات کا کوئی بھاری ذخیرہ

ولا دولة الاشتقاق ووجه التسمية لُصقت الفاظها بمعانيها كقتين۔

نہیں اور نہ اشتقاق کی دولت اور وجہ تسمیہ اُنکے پاس ہے اور ان کے الفاظ انکے معانی کو ایسے چمٹے ہیں جیسے چچڑے یعنی

وانها تلاد ها لا توفى النظام۔ ولا تكمل الكلام وما كان لاهلها ان يكتبوا

معانی کا خون پیتے ہیں اور انکو بے رونق اور کمزور کرتے ہیں اور اپنے گھر کے سرمایہ کے ساتھ جو وراثت سے اس کو ملا ہے۔ کسی

بها قصّةً او يملوا حكاية مبسوطة۔ بحيث ان توافق القصص نظام المفردات

قصہ کے نظام کو پورا نہیں کر سکتے اور کسی کلام کو کامل نہیں بنا سکتے اور ان کے اہل کو یہ طاقت نہیں کہ انکے ساتھ کوئی قصہ لکھیں یا کوئی

وتقابل التقسيم الطبعى فى جميع الخطوات فانّ هذا حق وليس من الترهات

مفصل حکایت تحریر میں لاویں اس طرح پر کہ مفردات کا نظام قصوں کے ساتھ دوش بدوش چلا جائے اور ہر یک قدم میں طبعی تقسیم کے مقابل

ولاجله كتبنا فى العربية هذه الملحات۔ وقدمنا هذه المقدمة كالكماة۔

پڑے اور یہ بیان حق ہے بیہودہ باتوں میں سے نہیں ہے اور اس کیلئے ہم نے ان عبارتوں کو عربی میں لکھا ہے اور اس مقدمہ کو کھنبی کی طرح آگے کیا ہے

لتقطع عرق الخصومات ولعل العدا يتفكرون فی حللها۔ او یاتون بالسنہا
تا تم جھگڑوں کی جڑ کاٹ دیں تا کہ ہمارے مخالف ان عبارتوں کے پیرایوں میں غور کریں یا اگر سچے ہیں۔ تو اپنی اپنی زبانوں

من مثلہا ان کانوا صادقین۔ وقد سمعتم ان مفرداتہا تواضع نقوش تقسیمہم
میں ان عبارتوں کی نظیر پیش کریں۔ اور تم سن چکے ہو کہ عربی کے مفردات فطرتی تقسیم کے دوش بدوش چلے جاتے ہیں

الفطرة۔ وتعطی کلما اعطی عند التقاسیم الطبعیة۔ وتضع کل لفظ فی المواضع التی
اور جو کچھ طبعی تقسیم نے دیا وہ سب مال دیتے ہیں اور ہر یک لفظ کو ایسے موقعہ پر رکھتے ہیں جس کو پیش آمدہ ضرورت نے

طلبتہا الضرورة الداعیة۔ او اقتضتہا الصفات الالٰہیة ولا تمشی کالتائہین۔
طلب کیا ہے یا صفات الٰہیہ نے اس کو چاہا ہے۔ اور آوارہ گرد لوگوں کی طرح نہیں چلتے

وتُری فروق الکلمات کما ارت فروقہا دواعی الضرورات۔ وتظہر فی نظام المفردات
اور کلمات کے فرقوں کو وہ ایسے دکھاتے ہیں جیسا کہ ضرورتوں کے وجوہ نے ان کو دکھلایا ہے اور مفردات کے نظام میں وہ

کلما اظہر القسّام فی مرآة الواقعات۔ فکذالک نطلب من المخاصمین۔
تمام باتیں ظاہر کرتے ہیں جو قسام ازل نے واقعات کے آئینہ میں ظاہر کی ہیں پس انہیں باتوں کی نظیر ہم مخالفوں سے مانگتے ہیں

وما قلنا ھذا القول کصفیر اللاعبین بل اریناہ کلہا کالمحققین۔ واثبتنا
اور ہم نے اس قول کو کھیلنے والوں کی سیٹی کی طرح نہیں کہا بلکہ ہم نے اس کو محققوں کی طرح دکھلایا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ عربی

ان العربیة قد وقعت کرجل رحیب الباع خصیب الرباع۔ متناسبة الاعضاء
اس مرد کی طرح ہے جو فراخ دست اور کثیر المال ہو اور نیز متناسب الاعضاء اور

موزون الطباع۔ مطّلعة علی ذات صدر الفطرة۔ وحامل فوائدھا کالمطیّة
موزون الطبع ہو۔ عربی زبان فطرت کے اسرار پر مطلع ہے اور اس کے یکتا موتیوں کے لئے سواری کی طرح ہے

فان کنتم من خیل ھذا المیدان۔ او للسانکم کمثلہا ید ان۔ فأتوا بہا یا معشر
پس اگر تم اس میدان کے سوار ہو یا تمہاری زبان کو اس کے موافق طاقت ہے پس اے ظالم لوگو

اھل العدوان وحزب المتعصبین۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا اللہ الذی
اپنی زبانوں کو پیش کرو اور اگر تم نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے سو اس خدا سے ڈرو

یخزی الکاذبین ۔

جو جھوٹوں کو ذلیل کرتا ہے

والآن نکشف علیکم سرّ فروق الکلمات لعل اللّٰہ یہدیکم الی

اور اب ہم تم پر کلموں کے فرقوں کا بھید کھولتے ہیں تا شاید خدا تعالیٰ تمہیں راست روی

طرق الصواب والثبات۔ او تکونوا من المتفکرین۔ فاعلموا ان فروق الکلمات

اور ثابت قدمی کی راہ دکھا دے یا تم سوچنے والے بن جاؤ پس اب جان لو کہ کلموں کے فرق

تتبّع فروقا توجد فی الکائنات۔ وکذالک قضٰی احسن الخالقین۔ و امّا

ان فرقوں کے تابع ہیں جو کائنات میں پائے جاتے ہیں اور اسی طرح احسن الخالقین نے ارادہ فرمایا ہے ۔ مگر وہ

الفروق التی توجد فی خلقۃ الکائنات۔ وتترای فی صحف الفطرۃ کالبدیہیات

فرق جو کائنات کی پیدائش میں پائے جاتے ہیں اور فطرت کے صحیفوں میں بدیہیات کی طرح نظر آتے ہیں

فنکشف علیک نموذجًا منہا فی خلقۃ الانسان۔ لعلک تفہم الحقیقۃ کذوی

پس ہم تیرے پر اُن کا ایک نمونہ انسان کی پیدائش کے بارے میں کھولتے ہیں تا تو اس کو اہل عرفان کی طرح

العرفان او تکون من الطالبین۔ فانظر ان الانسان اذا قُلّب فی مراتب

سمجھ جائے یا تو طالبوں میں سے ہو جائے پس تو دیکھ کہ جب انسان پیدائش کے مراتب میں پھیرا گیا

الخلقۃ۔ واُخرج الی حیّز الفعل من القوۃ۔ واُعطی صورًا فی المجالی الطبعیّۃ

اور حیز فعل سے قوت کی طرف لایا گیا اور طبعی جلوہ گاہوں میں قسم قسم کی صورتیں دیا گیا

وقفّا بعضہا بعضًا بالتمایز والتفرقۃ۔ فجمعت ہٰہنا مدارج تقتضی لانفسہا الاسماء

اور بعض قسم پیدائش بعض کے پیچھے آئیں اور ان میں باہم تفرقہ اور تمیز ہوا پس اس جگہ کئی مدارج پیدا ہوئے جو اپنے

فاعطتہا العربیۃ وکملت العطاء۔ کالاسخیاء المتموّلین۔ وتفصیلہ ان اللّٰہ اذا

لئے ناموں کو چاہتے تھے پس عربی نے ان کو انکے نام عطا کئے اور اپنے عطیہ کو کامل کیا جیسے سخی اور مالدار لوگوں کا کام ہوتا ہے اور اس

اراد خلق الانسان۔ فبدء خلقہ من سلالۃ طین مطہّر من الادران فلذالک

کی تفصیل یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنا چاہا تو اس کو اس مٹی سے پیدا کیا جو زمین کے تمام قویٰ کا عطر تھا اور میلوں سے پاک تھا

سمّاه آدم عند الخطاب وفی الکتاب لما خلقه من التراب ولما جمع فیه فضائل

اس کا نام خطاب اور کتاب میں آدم رکھا اس لئے کہ اُسے مٹی سے پیدا کیا اور سارے جہان کی خوبیاں اُس میں

العالمین وکذالک خمّر فی طینته أُنسان۔ اُنس بما خُلق منه و اُنس بالخالق الرحمان

بھر دیں اور نیز اس کی طینت میں دو اُنس رکھ دیئے ایک تو اُسی شے کا اُنس جس سے وہ مخلوق ہوا دوسرا خالق رحمان کا اُنس

کما یوجد اُنس الاُمّ والاب فی الصبیان۔ فدعاه باسم الانسان۔ وهذا المبنی علی

جیسے بچوں میں ماں باپ کا اُنس پایا جاتا ہے اس لئے اُس کا نام انسان رکھا۔ یہ اسم

التثنیة من المنّان۔ لیدل لفظ الانسین علی کلتی الصفتین الی انقطاع الزمان

تثنیہ ہے تاکہ ہمیشہ کے لئے ان دو اُنسوں کا لفظ ان دو صفتوں کو بتاتا رہے

ویکون من المتذکّرین۔ ثم بدل قانون القدرة۔ باذن الله ذی العزة والحکمة

پھر خدا تعالیٰ کے ارادہ سے قانون قدرت میں بدل

وخلق الانسان بعد تغیّرات۔ فی ارحامِ اُمّهاتٍ۔ فسمّی التغیّر الاُولی

تبدیلی واقع ہوئی کہ کئی تغیرات کے بعد ماؤں کے رحموں کی معرفت اس کی آفرینش ہونے لگی سو پہلے تغیر کا

ماءً دافقًا ونُطفةً۔ والثّانی الذی یزداد فیه اثر الحیات علقةً

نام ماء دافق اور نطفہ رکھا۔ اور دوسرے کا نام جس میں زندگی کا نشان ترقی کرتا ہے علقہ رکھا

والثالث الذی زاد الی قدر المضغ شدة توضاها فی قدر لقمة فسمی لهذا مضغة

اور تیسرے کا نام جو درشتی میں ایک لقمہ کے اندازہ کی مانند ہوا مضغہ رکھا

والرابع الذی زاد من قدر اللقمة۔ ومع ذلک بلغ الی مُنتهی الصلابة واودعها الله

اور چوتھا تغیر جو صلابت اور قدر میں لقمہ سے ترقی کر گیا اور بڑی بڑی

حِکمًا عظیمة خلقة ونظامًا فسمّاها عظامًا بما بلغت العظمة وزادت شرفًا وکمًا

حکمتوں پر اس کا نظام خلقت مشتمل ہوا اور عظام کے نام سے موسوم ہوا اس لئے وہ عظمت اور شرف اور قدر و مقام

ومقامًا وبما رکب بعضها بالعظام من رب العالمین۔ والخامس اللحم الذی

میں انتہا کو پہنچ گیا اور اسلئے بھی کہ ہڈیوں سے اسکے بعض حصے ترکیب پذیر ہوئے اور پانچویں کا نام لحم ہوا اسلئے کہ

زاد علیها کالحُلّة وصار سبب کمال الحسن والزینة فسمّی لحمًا بما لُحِم بالعظام الصلبة

لحم عربی میں ایک چیز کے پیوند اور لحوق کو کہتے ہیں جب چیز دوسری سے ملتی اور پیوند کرتی ہے سو گوشت بھی اسی طرح ہڈی اور جسم پر ملتا ہے اور نیز اسلئے بھی کر

وصار بها کالذی التحم والسادس خلق اٰخر سمّی نفسًا لنفاستها ولطافتها و

گوشت سخت ہڈی سے ملتا ہے اور گویا ہم ملا ہے اور خوبی ترا ہے اور چھٹا پیدا کئے خلق آخر کہا اور اسے کمال نفاست اور اعضا میں

سرایتها فی الاعضاء وعزّتها وسمّی جمیعها باسم الجنین. فتبارک الله احسن

سرایت کرنے کے سبب سے نفس بھی کہا اور پھر اس سارے مجموعہ کا نام جنین ہوا

الخالقین ثم اذا خرج الجنین من بطن الاُمّة. وتولّد باذن الله ذی القدرة

پھر جنین جب ماں کے پیٹ سے نکلا

فسمّی ولیدًا فی هذه اللهجة. ثم اذا صبا الی ثدی الاُم للرضاع فسمّی صبیًّا

تو اس کا نام ولید ہوا پھر جب دودھ پینے کو پستان مادر کی طرف جھکا تو صبی نام ہوا

ورضیعًا الی مُدی الارضاع. ثم بعد الفطام سمّی فطیمًا وقطیعًا فی هذا اللسان

اور ایام شیر خوارگی تک رضیع نام ہوا پھر دودھ چھڑانے کے بعد فطیم و قطیع ہوا

ثم اذا دبّ ونما واری اکثر اٰثار الحیوان فسمّی دارجًا فی ذلک الزمان ثم اذا بلغ طوله اربعة

پھر نشوونما کے بعد دارج پھر جو چار بالشت کا ہوا

اشبار فهو رباعی عند اولی الابصار. واذا بلغ خمسة فهو خماسی. واذا سقطت

تو رباعی اور جو پانچ کا ہوا تو خماسی اور جب دودھ کے

رواضعه فهو مثغور عند العرب. واذا انبتت بعد السقوط فهو مثغر عند ذوی

دانت جھڑ گئے تو مثغور اور جو پھر اگے تو مثغر

الادب. واذا تجاوز عشر سنین فهو مترعرع عند العربیین. واذا شارف

اور جو دس برس کا ہوا تو مترعرع اور جو احتلام کے

الاحتلام وکرب الماء لیمطر الجهام فهو یافع ومراهق قبل بلغ البلوغ التام. واذا احتلم

قریب پہنچا تو یافع اور مراہق اور جب

واجتمعت قوته وکملت طاقته فهو حزور ثم من الثلثین الی الاربعین شاب فمرح

پوری طاقت اور کمال جوانی کو پہنچا تو حزور پھر تیس سے چالیس تک شاب

مسرور ثم بعد ذالک کهل الی ان یستوفی الستین ثم بعد ذالک شیخ ثم خرف مفند

پھر ساٹھ برس تک کہل پھر شیخ پھر خرف

من المستضعفین وکذالک باذاء کل حصة عمر اسم علیحدة فی عربی مبین واذا مات فهو

اسی طرح ہر ایک حصہ عمر کے لئے عربی زبان میں الگ الگ نام ہے اور جب مرا

المتوفی الذی یختصم فی لفظه حزب الجاهلین وکذالک کلما تحقق فی الانسان طبعاً یوجد

تو متوفی نام ہوا اور یہی وہ لفظ ہے جس میں نادانوں کا گروہ ابتک جھگڑ رہا ہے اسی منوال پر انسان کی ہر طبعی حالت کے لئے عربی

فی العربیة وضعا وکلما تری فی الحس والعیان تجد بازائه لفظا فی هذا اللسان ولا تجد نظیره

میں ایک لفظ موضوع ہوگا اور ہر ایک مشہود و محسوس کیلئے اسمیں ایک لفظ مقرر ہے جسکی دوسری زبانوں میں نظیر نہیں اور جب اس کی نظیر

فی العالمین وای حجة اکبر من هذا لو کنتم مُبصرین فتامل تامل المنتقد وانظر بالمصباح

کہیں نہیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا حجت ہوسکتی ہے دانشمندی کے چراغ لے کر ڈھونڈو

المتقد واحلل محل المستبصرین وان کنت تقترح ان تسمع منی فی اشتراک الالسنة

اور غور کرو اور اگر اشتراک السنہ کی مثال پوچھنا چاہو

فکفاک لفظ الامّ والامّة فان هذا لفظ تشارک فیه اللسان الهندیة والعربیة و

تو لفظ اُمّ اور اُمّہ کافی ہے یہ لفظ ہندی عربی

کذالک اللسان الفارسیة والانکلیزیة بل کلها کما تشهد التجربة الصحیحة فانظر کالمتقدین و

فارسی انگریزی بلکہ سب زبانوں میں مشترک ہے اور تجربہ اس پر گواہ ہے اور

فتظهر من وجه التسمیة ان هذا اللفظ دخل فی الالسن الاعجمیة من العربیة فان التسمیة الحقیقة

وجہ تسمیہ بتاتی ہے کہ یہ لفظ عربی زبان سے عجمی بولیوں میں گیا کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ

لا توجد الا فی هذا اللسان واما غیره فلا یخلوا من التصنع فی البیان فان من شان التسمیة

اسی زبان میں ہے اور اوروں میں بناوٹ اور تکلف ہے کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ

الحقيقية التي هي من حضرة العزة. ان لا تنفك بزمن من الازمنة الثلثة وتكون للمسمى

کی شان یہ ہے کہ کسی زمانہ میں بھی وہ مسمّٰی سے الگ نہ ہو

كالعرض اللازم وان تجاوزه في هذه النشاة ولا يقدر فرض فارض كونها في وقت من الامر المنفكة

اور کبھی بھی کوئی اس سے اس کو الگ نہ کر سکے

ولا تكون كالامور المستحدثة المصنوعة ولا توجد فيها رائحة التصنعات الانسية ونعم من استشف

اور انسانی تصنع کی بو بھی اس میں نہ پائی جائے اور دیکھنے سننے والا

جوهرها بالهام من رب العالمين. فخذ بيديك هذا الميزان ثم اعرف بها من صدق ومان. ولا

اس کی نسبت پکار اٹھے کہ لاریب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میزان سے سچ اور جھوٹ کو وزن کرو

تتبع سبل المفترين. وهذا اخر ما اردنا من ايراد المقدمة. وكتبناها لاراءة النظام في الرسالة و

اور مفتری کی راہ نہ چلو بس یہی ہے جو اس مقدمہ میں ہم نے لکھنا چاہا اور نظام کے دکھلانے کو ہم نے یہ

قد عينت ما قصصنا عليك من الادلة. ففكر فيها واجتن ثمرة البراعة واحكم بما اراك الله

سب قلم بند کیا تم سب کچھ سن ہی چکے ہو اب اس سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا سے بصیرت مانگو

ولا تكن كالمتجاهلين. ولا يختلج في قلبك ان العربية قد حقرت في اعين سكّان هذه

اور اسی کے ساتھ فیصلہ کرو اور اگر عربی زبان کی اس ملک کے لوگوں نے قدر نہیں کی۔ تو

البلاد. وان جواهرها قد رميت بالكساد فان هذا من فساد اهل الزمان وان قصوى بُغيتهم

اس کی کیا پروا ہے اس لئے کہ ان بگڑی طبیعت کے لوگوں کا قبلہ ہمت

طلب الصفر والعقيان وحُماوى همتهم هو الموائد والجفان وانهم من المفتونين واني لما اردت

بجز چاندی سونے اور کھانے پینے کے برتنوں کے اور کچھ نہیں جب میں نے

ان انضد جواهر الكلام واسلكها في سمط الانتظام القي في روعي ان اكتبها في هذه اللهجة

ان موتیوں کو انتظام کے سلک میں منسلک کرنا چاہا ۔ تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ عربی زبان میں ہی انہیں منضبط کروں

ولا اخفي بروقها في البرقة الهندية. واسرح النواظر في النواضر الاصلية.

اور زبان ہندی میں لکھ کر ان کی آب و تاب کو تباہ نہ کروں اور میں نے چاہا کہ آنکھوں کو سیر کرنے کیلئے اصلی جگہ کی طرف پیش کروں جو عربی ہے